وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

# رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نسب پاک

مصنف:

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی

دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ، لاہور

Marfat.com

# رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## کا

# نسب پاک

مصنف:
حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی
دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ - لاہور
voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email:zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com

DATA ENTERED

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2016ء

بار اول............1000

ہدیہ............300

ناشر............نجابت علی تارڑ

**{لیگل ایڈوائزرز}**

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

**{ملنے کے پتے}**

زاویہ پبلشرز

شوروم

ظہور ہوٹل دکان نمبر 2

دربار مارکیٹ۔ لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

Website: www.zaviapublishers.com

| | |
|---|---|
| صبح نور پبلی کیشنز غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور | 0423-7350476 |
| صبح نور پبلی کیشنز بالمقابل القمر ہاسٹل بھیرہ شریف | 048-6690418 |
| مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی | 021-34926110 |
| مکتبہ برکات المدینہ، کراچی | 021-34219324 |
| مکتبہ دار القرآن، النساء روڈ، چشتیاں | 0300-7548819 |
| احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی | 051-5558320 |
| اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی | 051-5536111 |
| نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان | 0321-7387299 |
| مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف | 0301-7241723 |
| مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ | 0321-7083119 |
| مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد | 041-2631204 |
| مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد | 0333-7413467 |
| مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز پرانی سبزی منڈی کراچی | 0331-2476512 |
| رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات | 0300-6203667 |

کوئی بھی کتاب گھر بیٹھے منگوانے کے لیے: کتاب میلہ

Facebook: /kitabmela

Web: kitabmela.pk

Cell: 0313-6911714

Marfat.com

# فہرست



| | | |
|---|---|---|
| اہلِ عرب کی فضیلت اور ان کے ساتھ محبت | | 9 |
| آپ ﷺ کے نسب کی پاکیزگی اور طہارت | | 17 |
| آپ ﷺ کا نسب پاک | | 22 |
| آپ ﷺ کے آباء کرام کے ناموں کی شرح اور مختصر حالاتِ زندگی | | 40 |
| ❁ | عبداللہ | 40 |
| ❁ | تتمہ | 47 |
| ❁ | پہلا مسلک | 48 |
| ❁ | دوسرا مسلک | 58 |
| ❁ | تیسرا مسلک | 62 |
| ❁ | عبدالمطلب | 72 |
| ❁ | ہاشم | 83 |
| ❁ | عبد مناف | 88 |
| ❁ | قصی | 89 |
| ❁ | کلاب | 95 |
| ❁ | مرۃ | 96 |



Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ❁ | کعب | 97 |
| ❁ | لوی | 99 |
| ❁ | غالب | 100 |
| ❁ | فہر | 101 |
| ❁ | مالک | 104 |
| ❁ | نضر | 105 |
| ❁ | کنانہ | 108 |
| ❁ | خزیمہ | 109 |
| ❁ | مدرکہ | 110 |
| ❁ | الیاس | 111 |
| ❁ | مضر | 112 |
| ❁ | نزار | 116 |
| ❁ | معد | 117 |
| ❁ | عدنان | 120 |
| ❁ | اُد | 124 |
| ❁ | اُود | 124 |
| ❁ | الیسع علیہ السلام | 125 |


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ❁ | الہمیسع | 125 |
| ❁ | ابن سلامان | 125 |
| ❁ | نبت | 126 |
| ❁ | حمل | 126 |
| ❁ | قیذار | 126 |
| ❁ | مُقَوَم | 126 |
| ❁ | ناحور | 127 |
| ❁ | قیرح | 127 |
| ❁ | یعرب | 127 |
| ❁ | یشجب | 127 |
| ❁ | نابت | 127 |
| ❁ | حضرت اسماعیل علیہ السلام | 127 |
| ❁ | حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام | 134 |
| ❁ | تارح | 141 |
| ❁ | ناحور | 143 |
| ❁ | شاروخ | 143 |
| ❁ | راغو | 143 |


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ❁ | فالخ | 143 |
| ❁ | عَنبَر | 144 |
| ❁ | شالخ | 144 |
| ❁ | ارفخشذ | 144 |
| ❁ | سام | 145 |
| ❁ | حضرت نوح علیہ السلام | 146 |
| ❁ | لامک | 150 |
| ❁ | متوشلخ | 150 |
| ❁ | خنوخ | 150 |
| ❁ | یَزد | 153 |
| ❁ | مہلائیل | 153 |
| ❁ | قینن | 153 |
| ❁ | یانش | 154 |
| ❁ | صیث | 154 |
| ❁ | آدم | 154 |
| "انا ابن العواتك والفواطم" کا مفہوم | | 159 |


❁❁❁

Marfat.com

# اہلِ عرب کی فضیلت اور ان کے ساتھ محبت

حضور ﷺ کی اصل عرب ہے اس لیے مناسب ہے کہ اہلِ عرب کے بعض فضائل کا تذکرہ کر دیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرب کا کوئی قبیلہ نہیں مگر اس کے مضری، ربیعی یا یمانی سے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس باب کی کئی انواع ہیں۔

1. رب تعالیٰ نے مخلوق میں عرب کو اور اہلِ عرب میں سے آپ ﷺ کو منتخب کر لیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے مخلوق کو تخلیق کیا۔ مخلوق میں سے بنو آدم کو منتخب کر لیا۔ بنو آدم میں سے عرب کو منتخب کیا۔ عرب میں سے مضر کو، مضر میں سے قریش کو منتخب کیا۔ قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کر لیا۔ میں بہترین کی طرف، بہترین میں سے بہترین ہوں۔ جس نے اہلِ عرب سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ان سے محبت کی۔ جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میری وجہ سے ان کے ساتھ بغض رکھا۔

(طبرانی، حاکم، بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "جب رب تعالیٰ نے خلق کو تخلیق کیا تو اس نے عرب کو منتخب کیا۔ عرب میں سے قریش کو منتخب کیا۔ قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کر لیا۔ میں بہترین میں سے بہترین ہوں۔" (حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "جب رب تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو حضرت جبرائیل امین کو بھیجا۔ انہوں نے لوگوں کو دو حصوں میں

Marfat.com

تقسیم کر دیا۔ ایک قسم عرب، دوسری قسم عجم تھے۔ عرب میں رب تعالیٰ کے منتخب لوگ تھے۔ پھر عرب کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ پھر یمن، مضر اور قریش میں تقسیم کیا۔ رب تعالیٰ کے برگزیدہ بندے قریش میں تھے۔ پھر مجھے نکالا۔ میں اس میں سے بہترین ہوں جس سے میں ہوں۔"

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل کو، بنو اسماعیل میں سے کنانہ کو، کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کر لیا۔

◆ **اہلِ عرب سے محبت حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے ہے۔** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "جس نے عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے اہلِ عرب سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "جس نے اہلِ عرب سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی۔ جس نے اہلِ عرب سے بغض رکھا۔ اس نے میری وجہ سے ان سے بغض رکھا۔" (حاکم)

طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تین وجوہات کی بناء پر اہلِ عرب سے محبت کرو۔ (۱) میں عربی ہوں۔ (۲) قرآن پاک عربی زبان میں ہے۔ (۳) اہلِ جنت کی زبان عربی ہے۔

◆ **عرب سے بغض رکھنا دین سے جدا کر دینے والا ہے۔** حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اے سلمان! مجھ سے بغض نہ رکھو ورنہ تم دین سے جدا ہو جاؤ گے۔" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں۔ حالانکہ آپ کے وسیلہ سے رب تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے۔" آپ نے فرمایا: "تم عرب سے بغض رکھو گے تو مجھ سے بغض رکھو گے۔"

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''عرب سے صرف منافق ہی بغض رکھ سکتا ہے۔'' (طبرانی)

**قریش کی فضیلت۔** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''قریش کی محبت ایمان میں سے ہے۔ ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔'' (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اس معاملہ میں لوگ قریش کے تابع ہیں ان کے مسلمان قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں۔ ان کے کافران کے کافروں کے تابع ہیں۔''

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''یہ معاملہ کہ قریش میں سے جو بھی ان کے ساتھ عداوت رکھے گا، رب تعالیٰ اسے منہ کے بل گرا دے گا۔ جب تک وہ دین کو قائم کرتے رہیں۔'' (بخاری)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قریش کو ذلیل کرنے کی کوشش کی رب تعالیٰ نے اسے رسوا کر دے گا۔'' (ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر قریش کے بارے یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ اترانے لگیں گے تو میں انہیں اس مقام سے آگاہ کرتا جو ان کا رب تعالیٰ کے ہاں ہے۔'' (امام احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''امانت کو قریش میں تلاش کرو۔ امین قریش میں ہے۔ اسے دیگر امین سے دو فضیلتیں حاصل ہیں۔ قریش کے طاقتور کو دوسرے طاقتور سے دو فضیلتیں حاصل ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن حارث الزبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''علم قریش میں اور امانت ازد میں ہے۔'' (طبرانی)

حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''قریش اہلِ امانت ہیں۔ جس نے ان کے ساتھ بغاوت کی رب تعالیٰ اسے ناک کے بل رسوا کرے گا۔''

Marfat.com

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی قریش کے ساتھ مڈبھیڑ ہوگئی۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: ''قتادہ! قریش کو گالیاں نہ دینا۔ شاید ان میں سے ایسے افراد دیکھو۔ جن کے عمل کے مقابلہ تم اپنے عمل کو کم دیکھو۔ جن کے افعال کے مقابلہ میں اپنے افعال کو کم جانو۔ جب تم انہیں دیکھو تو ان پر رشک کرو۔ اگر مجھے قریش کے اترانے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں اس مقام سے آگاہ کرتا جو ان کا رب تعالیٰ کے ہاں ہے۔''

روایت ہے کہ حضرت ابوقتادہ انصاری نے فتح مکہ کے روز کہا: ''اس روز رب تعالیٰ قریش کو ذلیل کر دے گا۔'' بعض صحابہ کرام نے عرض کی: ''یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ نہیں دیکھ رہے کہ ابوقتادہ کیا کہہ رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''ابوقتادہ! ذرا آہستہ! اگر تم اپنا حلم کا ان کے حلم کے ساتھ موازنہ کرو تو تم اپنے حلم کو ان کے حلم کے ساتھ حقیر جانو گے۔ اگر تم اپنی رائے کا ان کی رائے کے ساتھ موازنہ کرو تو تم اپنی رائے کو حقیر جانو گے۔ اگر تم اپنے افعال کا ان کے افعال کے ساتھ موازنہ کرو تو تم اپنے افعال کو حقیر سمجھو گے۔ قریش کو نہ کچھ سکھاؤ۔ بلکہ ان سے سیکھو۔ اگر قریش کے اترانے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں اس مقام سے آگاہ کرتا جو ان کا مقام رب تعالیٰ کے ہاں ہے۔'' (بیہقی)

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! قریش سے آگے نہ بڑھا کرو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ نہ ان سے پیچھے رہا کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ انہیں کچھ نہ سکھاؤ بلکہ ان سے سیکھو۔ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ اگر مجھے قریش کے اترانے کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں اس مقام سے آگاہ کرتا جو رب تعالیٰ کے ہاں ان کا ہے۔'' (بیہقی)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''سات فضیلتوں کے ساتھ رب تعالیٰ نے قریش کو فضیلت عطا کی ہے۔ جو نہ تو ان سے قبل کسی کو عطا کی گئیں اور نہ ہی بعد میں دی جائیں گی۔ رب تعالیٰ نے قریش کو یہ فضیلت دی ہے کہ میں ان سے ہوں۔ نبوت ان میں ہے۔ حجابۃ ان میں ہے۔ سقایہ ان میں ہے۔ ہاتھی والوں کے خلاف ان کی مدد کی گئی۔ دس سال تک انہوں نے رب تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ ان کے علاوہ کوئی اور اس کی

Marfat.com

عبادت نہیں کرتا تھا۔ان کے بارے قرآن پاک کی سورت نازل کی۔ان کے علاوہ کسی اور کے بارے سورت نازل نہ کی۔" (طبرانی)

اس ضمن میں اور بھی بہت سی روایات ہیں۔اللہ رب العزت ابن جابر پر رحم فرمائے انہوں نے کیا خوب اشعار کہے ہیں:

من أعربِ العرب الا ان نسبتهٔ
الی قریش حماة البیت والحرم

ترجمہ: عربوں کا عجیب وغریب امر یہ ہے کہ ان کی نسبت قریش کی طرف ہے جو بیت اللہ کے نگہبان اور حرم کے نگران ہیں۔"

لا عیب فیهم سوی الّا تری لهم
ضَیْفًا یجوع ولا جَارًا بمهتضم

ترجمہ: "اس کے علاوہ ان میں کوئی عیب نہیں ہے کہ تو ان کو دیکھے گا کہ ان کا مہمان بھوکا نہیں رہتا نہ ہی ہمسایہ کی حق تلفی ہوگی۔"

ما عاب منهم عدوٌّ غیر انهم
لم یصرفوا السیف یوما عن عدوهم

ترجمہ: "کسی دشمن نے ان کا کوئی عیب نہیں نکالا۔سوائے اس کے کہ انہوں نے کسی دن بھی دشمن سے تلوار نہیں پھیری۔"

من غض من مجدهم فالمجد عنه نأی
لکنه غص اذ سادوا علی الامم

ترجمہ: "جس نے ان کی بزرگی کے حق میں کمی کی تو بزرگی اس سے دور ہوگئی لیکن اسے اس وقت تنگی ہوتی ہے جب وہ اقوام پر سردار بن جاتے ہیں۔"

لا خیر فی المرءِ لم یعرف حقوقهم
لکنه من ذوی الاهواء والتهم

Marfat.com

ترجمہ: ''اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جس نے ان کے حقوق نہ جانے۔ بلکہ وہی خواہشات نفسانیہ کا پیروکار اور خراب ہے۔''

عيبت عداهم فزانوهم بان تركوا
سيوفهم وهى تيجان لهامهم

ترجمہ: ''ان کے دشمنوں نے ان پر عیب لگایا۔ انہوں نے ان کا موازنہ نہ کیا کہ وہ ان کی کھوپڑیوں پر تلوار رکھتے ہیں جو تاجوں کی مانند ہوتی ہیں۔''

تجرى دماء الاعادى من سيوفهم
مثل المواهب تجرى من اكفهم

ترجمہ: ''ان کی تلواروں سے ان کے دشمنوں کا خون اس طرح گرتا ہے جس طرح ان کے ہاتھوں سے عطیات گرتے ہیں۔''

لهم احاديث مجد كالرياض اذا
اهدت نواسم حبى بارى النسم

ترجمہ: ''ان کے بارے بزرگی کی گفتگو باغ کی مانند ہے۔ جب میرے محبوب روحوں کو پیدا کرنے والے کی طرف سے ہوا کے جھونکے تحائف لے کر آتے ہیں۔''

ترى الغنى لديهم الفقير وقد
عادوا سواء فلازم باب قصدهم

ترجمہ: تو دیکھے گا کہ ان کے دروازے پر غنی اور فقیر یکساں طور پر آتے ہیں تو بھی ان کے دروازے کو لازم پکڑ لے۔''

قل الصباح اذا مالاح نورهم
ان كان عندك هذا النور فابتسم

ترجمہ: ''صبح سے کہو جب کہ قریش کا نور چمکے۔ اگر تیرے پاس اس طرح کا نور ہے تو پھر مسکراؤ۔''

Marfat.com

اذا بدا البدر تحت الليل قلت له

أ أنت يا بدر ام مراى وجوههم

ترجمہ: ''جب ماہ تمام ظاہر ہوتو اسے کہو اے چاند! تو ماہِ تمام ہے یا ان کے چہروں کا آئینہ ہے۔''

كانوا عيونا ولكن للحفاة كما

كانوا ليوثا ولكن فى عداتهم

ترجمہ: ''وہ چشمے ہیں لیکن پاکبازوں کے لیے۔ وہ شیر ہیں لیکن اپنے مدمقابلوں کے لیے۔''

كم قائل قال حازا لمجد وارثه

فقلت هم وارثوهٔ عن جدودهم

ترجمہ: ''کتنے ہی کہنے والوں نے کہا کہ ان کے وارثوں نے بزرگی کی حدود عبور کر دی ہیں میں نے کہا وہ اپنے آباء سے اس بزرگی کے وارث ہیں۔''

قد اورث المجد عبدالله شيبة عن

عمرو بن عبد مناف عن قصيهم

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ حضرت عبدالمطلب سے بزرگی کے وارث بنے، عمرو بن عبدمناف اپنے قصی سے فضیلت کے وارث ہے۔''

فجاء فيهم بمن جال السماء و من

سما على النجم فى سامى بيوتهم

ترجمہ: ''ان میں ایسے بھی تھے جو بزرگی کے آسمان تک جا پہنچے، بعض اپنے عمدہ گھروں میں ستاروں سے بھی بلند ہوئے۔

فالعرب خير الناس ثم خيرهم

قريش هم وهو منهم خير خيرهم

ترجمہ: ''عرب لوگوں میں سے بہترین ہیں پھر ان میں بہترین قریش ہیں اور آپ ﷺ ان میں بہترین سے بہترین ہیں۔''

Marfat.com

قوم اذا قیل من؟ قالوا نبیکم
منا فھل ھذہ تلفی لغیرھم

ترجمہ: ”وہ ایسی قوم ہے کہ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کون ہو؟ وہ کہتے ہیں تمہارے نبی کریم ﷺ ہم میں سے ہیں پس کیا یہ سعادت کسی اور کو بھی حاصل ہے۔“

ان تقرأ "النحل" تنحل جسم حاسدھم
و فی براۃ یبدو وجہ جاھھم

ترجمہ: ”اگر تم سورۃ النحل پڑھے تو ان کے حاسدوں کا جسم پگھل جائے گا۔سورۃ برأت سے ان کی وجاہت کی شان عیاں ہوتی ہے۔“

قوم النبی فان تحفل بغیرھم
بین الوریٰ فقد استسنمت ذا ورم

ترجمہ: ”حضور ﷺ کی قوم ایسی ہے کہ اگر تو ان کے علاوہ کسی اور کو جمع کرے گا تو تو لوگوں میں سے ورم والوں کو جمع کرے گا۔“

ان یجحد العجم فضل العرب قل لھم
خیر الوریٰ منکم ام من صمیمھم

ترجمہ: ”اگر عجم والے عرب کی فضیلت کا انکار کریں تو ان سے کہو کہ حضور ﷺ کا تعلق تم سے ہے یا کہ آپ عرب کے خلاصہ میں سے ہیں۔“

من فضل العجم فض اللہ فاہ ولو
فاھو لعضّوا و عضو من نبیھم

ترجمہ: ”جس نے عجم کو فضیلت دی۔رب تعالیٰ ان کے منہ کو خراب کرے۔اگر انہوں نے ایسی گفتگو کی تو ان کے منہ میں بات اٹک جائے گی۔وہ اپنے نبی کریم ﷺ سے شرمندہ ہوں گے۔“

❀❀❀

Marfat.com

# آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کی پاکیزگی اور طہارت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کی طہارت کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنوہاشم کا خلاصہ اور قریش کے عمدہ خاندان میں سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے عرب وعجم سے معزز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والد گرامی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے عمدہ خاندان سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے اہلِ مکہ اور سارے انسان بلکہ ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ اس کی گواہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن بھی دیتے تھے۔ یہی گواہی ابوسفیان نے ملک الروم قیصر کے سامنے دی تھی۔ حالانکہ وہ اس وقت آپ کا دشمن تھا۔ آپ کی قوم ساری اقوام سے معزز، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبیلہ سارے قبائل سے افضل، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان سارے خاندانوں سے افضل ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ط (الانعام:۱۲۴)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے (اس دل کو) جہاں وہ رکھتا ہے اپنی رسالت کو۔“

حضرت عکرمہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تقلبك في الساجدين (الشعراء:۲۱۹) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نبی کی پشت سے دوسرے نبی کی پشت میں جلوہ افروز ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی بن کر جلوہ نما ہوئے۔“ (البزار، طبرانی)

حضرت عطاء سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیائے کرام کی پشتوں سے منتقل ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر سے اطہر جلوہ افروز ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں بنوآدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث ہوا ہوں۔ قرن بہ قرن زمانہ تبدل ہوتا رہا حتیٰ کہ وہ زمانہ آگیا جس میں میں مبعوث ہوا۔“ (بخاری)

Marfat.com

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''عرب میں سے مضر اور مضر میں سے بنوعبد مناف اور بنو عبد مناف میں سے بنو ہاشم اور بنو ہاشم میں سے بنو عبد المطلب بہترین ہیں۔ بخدا! جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی تخلیق کی ہے جب بھی اولاد آدم دو حصوں میں منقسم ہوئی میں ان میں سے بہترین میں تھا۔'' (ابونعیم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''رب تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ مجھے بہترین قسم میں رکھا۔ پھر دو قسموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین ثلث میں رکھا۔ پھر تین حصوں کے قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ پھر قبائل کو گھروں میں تبدیل کیا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ۔ (الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کردے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو!''

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''حضرت جبرائیل امین نے کہا: ''میں نے زمین کے مشارق و مغارب چھان مارے۔ میں نے کسی کو محمد عربی سے افضل نہیں پایا، نہ ہی کسی قبیلہ کو بنو ہاشم سے افضل پایا۔'' (طبرانی، بیہقی، ابن عساکر)

حافظ نے ''امالی'' میں لکھا ہے کہ اس متن میں صحت کی علامات عیاں ہیں۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہما نے معضل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس حضرت جبرائیل آئے انہوں نے عرض کی: ''محمد عربی! ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا میں زمین کے مشرق و مغرب میں گھوما۔ میں نے کنانہ سے عمدہ کسی کو نہ دیکھا۔ پھر اس نے مجھے حکم دیا میں کنانہ میں گھوما۔ میں نے قریش سے بڑھ کر عمدہ کسی قبیلہ نہ دیکھا۔ اس نے مجھے حکم دیا میں نے قریش کی چھان بین کی۔ میں نے بنو ہاشم سے بڑھ کر کوئی قبیلہ نہ دیکھا۔ پھر اس نے مجھے حکم دیا۔ میں ان کے نفوس میں سے منتخب کرلوں۔ مجھے کوئی نفس آپ ﷺ کے نفس سے بہترین نظر نہ آیا۔'' (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کسی باغیہ نے جنم

Marfat.com

نہیں دیا۔ جب سے میں حضرت آدم کی صلب سے نکلا ہو۔ نسل درنسل اقوام مجھے کھینچتی رہیں حتیٰ کہ عرب کے دو بہترین قبائل بنوہاشم اور بنوزھرہ سے میرا ظہور ہوا۔" (ابن عساکر)

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لقد جاء کم رسول من انفسکم۔"

الفاء کے فتح کے ساتھ۔ میں تم میں سے نسب، سسرال اور حسب کے اعتبار سے بہترین (نفیس) ہوں۔ حضرت آدم سے لے کر میرے آباء میں سے کوئی بھی بدکاری کی وجہ سے پیدا نہیں ہوا۔ سب صحیح نکاح سے پیدا ہوئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "حضرت آدم سے لے کر میرا ظہور قدسی نکاح سے ہوا۔ وہ کبھی بھی بدکاری سے نہ ہوا۔" (ابن سعد، ابن عساکر)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "میرا ظہور ہمیشہ صحیح نکاح سے ہوتا رہا۔ کسی وقت بھی بدکاری سے نہ ہوا۔" (ابن سعد، ابن عساکر)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "میرا ظہور صحیح نکاح سے ہوا۔ میرا ظہور حضرت آدم سے لے کر کبھی بھی بدکاری کی وجہ سے نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ میں اپنے والدین کریمین کے گھر جلوہ افروز ہوگیا۔ زمانہ جاہلیت کے نکاح میں سے مجھے کچھ بھی نہیں پہنچا تھا۔ مجھے ہمیشہ نکاح اسلام کی طرح کے نکاح سے جنم دیا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "مجھے جاہلیت کی بدکاری میں سے کسی چیز نے جنم نہیں دیا۔ مجھے ہمیشہ نکاح اسلام کی طرح کے نکاح نے ہی جنم دیا۔" (طبرانی، ابونعیم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (اسلام سے سعادت مند ہونے والے) قریش حضرت آدم کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل رب تعالیٰ کے سامنے نور تھا۔ وہ نور رب تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا تھا۔ اس کی تسبیح کی وجہ سے ملائکہ بھی رب تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے۔ جب رب تعالیٰ نے حضرت آدم کی تخلیق کی تو وہ نور حضرت آدم کی پشت میں رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا: "رب تعالیٰ نے حضرت آدم کی پشت میں مجھے زمین پر اتارا۔ مجھے حضرت نوح کی صلب میں رکھا۔ پھر مجھے حضرت ابراہیم کی پشت میں رکھا۔ وہ مجھے پاکیزہ اصلاب اور پاکیزہ ارحام میں رکھتا رہا۔ حتیٰ کہ میرے والدین کریمین کے ذریعے میرا ظہور کر دیا۔ انہوں نے کبھی بھی بدکاری نہیں کی تھی۔" (اسے ابن عمر العدنی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے)

رب تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جس نے یہ اشعار کہے ہیں:

حَفِظَ الالٰهُ کرامةً لمحمدٍ
آباءَهُ الامجاد صونا لاسمه

ترجمہ: "اللہ رب العزت نے حضور اکرم ﷺ کی عزت و کرامت کرتے ہوئے آپ کے اجداد و امجاد کی حفاظت فرمائی۔ آپ کے مبارک نام کی حفاظت کرتے ہوئے۔"

ترکوا السفاح فلم یصبهم عاره
من آدم و الی ابیه و امه

ترجمہ: "وہ سب بدکاری کے قریب بھی نہ گئے۔ حضرت آدم سے لے کر آپ کے والدین کریمین تک کسی کو یہ عار نہ پہنچی۔"

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے یہ اشعار کہے ہیں:

من عهد آدم لم یزل یحمی له
فی نسلها الاصلاب والارحام

ترجمہ: "حضرت آدم کے عہد سے لے کر آپ کے نسب پاک میں اصلاب اور ارحام کی آپ کے لیے حفاظت کی جاتی رہی۔"

حتی تنقل فی نکاح طاهر
ما ضَمَّ مجتمعین فیه حرام

ترجمہ: "حتیٰ کہ آپ پاکیزہ نکاح سے منتقل ہوئے۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی بدکاری کا ارتکاب نہ کیا۔"

Marfat.com

فَبَدَا کبدر التمِّ لیلة وضعه
ما شانَ مطلعه المنیر قَتَام

ترجمہ: ''آپ اپنی ولادت باسعادت کی رات چودھویں کے چاند کی طرح ظاہر ہوئے۔ کالے غبار نے آپ کے روشن مطلع کو عیب دار نہیں کیا۔''

فانجابت الظلماء من انواره
والنور لا یبقی علیه ظلام

ترجمہ: ''آپ کے انوار سے ظلمتیں چھٹ گئیں۔ نور پر کسی قسم کی ظلمت باقی نہ رہی۔''

شکرًا لمهدیه الینا نعمةً
لیست تحیط بکنهها الاوهام

ترجمہ: ''اس ذاتِ والا کا شکر جس نے ہماری طرف آپ کو نعمت بنا کر بھیجا ہے۔ ذہن آپ کی حقیقت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔''

❀❀❀

Marfat.com

# آپ ﷺ کا نسب پاک

آپ ﷺ سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب ہیں۔آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔حضور ﷺ کے نسب پاک میں عدنان تک سب کا اتفاق ہے۔اس سے اوپر اختلاف ہے۔اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عدنان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مابین کتنے آباء تھے اس میں اختلاف ہے۔کسی نے زیادہ اور کسی نے کم بتائے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت آدم تک نسب پاک میں اختلاف ہے۔اس کی حقیقت صرف رب تعالیٰ جانتا ہے۔علامہ، امام ابوعلی محمد بن اسعد بن علی بن حسن الجوانی نے ترجیح دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ نسب پاک سارے طرق سے صحیح، عمدہ اور واضح ہے۔اسی طرح اس نسب میں ان کے شیوخ مثلاً شیخ شرف الدین ابن ابی جعفر البغدادی جو ابن الجوانیہ سے معروف ہیں۔ابو الغنائم زیدی، بطحاوی، سنجری، ابوبکر محمد بن عبدہ الفقعسی وغیرھم کی بھی یہی روایت ہے اکثر اجل علماء نسب نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی یہی روایت ہے۔اکثر اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔حافظ شرف الدین دمیاطی قاضی عزالدین بن جماعۃ، ابوالفتح، علامہ بدرالدین حسن بن حبیب حلبی نے اپنی اپنی سیرت کی کتب میں پھر یہ نسب اس طرح چلایا ہے۔"عدنان بن اذ بن اود بن یسع بن ھمیسع بن سلامان بن بنت ابن حمل بن قیدار بن اسماعیل۔

ابن اسحاق اور ابن ہشام نے لکھا ہے"اد د بن مقوم بن ناحور بن تارح بن یعرب بن

١٢٢٩٤٢

Marfat.com

یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم (علیہ السلام) بن آزر بن ناحور بن ساروح بن راغو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن افرخشذ بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ (ادریس علیہ السلام) بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن یانش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔

اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جس نے یہ اشعار کہے ہیں:

فاولئك السادات لم تر مثلهم
عَيْنٌ على متتابع الاحقاب

ترجمہ: "یہ سردار ہیں لگا تار کئی زمانوں سے۔اس طرح کا چشمہ تجھے نظر نہیں آئے گا۔"

لم يعرفوا رَدَّ العفاةِ و طالما
رِدّوا عداتهم على الاعقاب

ترجمہ: "مہمانوں کو رد کرنا انہوں نے جانا ہی نہیں۔اکثر اوقات بعض لوگ ایڑیوں کے بل لوٹ جاتے ہیں۔"

زهر الوجوه كريمة احسابهم
يُعطون عافيهم بغير حساب

ترجمہ: "وہ روشن چہروں والے، عمدہ نسب والے، وہ اپنے مہمانوں کو بے حساب عطا کرتے ہیں۔"

حَلُمُوا الى ان لا تكاد تراهم
يوما على ذى هفوة بغضا به

ترجمہ: "وہ اتنے حلیم ہیں کہ تو انہیں نہیں دیکھے گا کہ کسی خطا کار پر ناراض ہو رہے ہوں۔"

هو تكرموا حتىٰ ابوا ان يجعلوا
بين العفاةِ ومالهم من باب

ترجمہ: "وہ اتنے کریم ہیں کہ انہوں نے انکار کر دیا ہے کہ وہ اپنے مہمان اور اپنے مال کے مابین دروازہ رکھیں۔"

Marfat.com

کانت تعیش الطیر فی اجنابھم
والوحش حین تشح کل سحاب

ترجمہ: "پرندے ان کے پہلوؤں میں زندگی گزارتے ہیں۔ درندے بھی ان کے ساتھ رہتے ہیں جب کسی قسم کا بادل نہیں برستا۔"

و کفاھم ان النبی محمدا
منھم فمدحھم بکل کتاب

ترجمہ: "ان کے لیے یہی شرف کافی ہے کہ محمد عربی ﷺ ان میں سے ہیں۔ ان کی تعریف ہر ہر کتاب میں موجود ہے۔"

جس شاعر نے یہ اشعار کہے ہیں رب تعالیٰ اس پر بھی رحم کرے:

نسب اضاء و شمسہ من ھاشم
و سماءہ من یعرب و نزار

ترجمہ: "وہ ایسا نسب ہے جس نے روشن کر دیا ہے۔ اس کا سورج ہاشم ہیں اور اس کے آسمان یعرب اور نزار ہیں۔"

من معشرٍ ورثوا السیادۃ کابرًا
عن کابرٍ فھم کبار کبار

ترجمہ: "وہ اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو سیادت کا وارث یکے بعد دیگرے بڑے بنوں سے بنے ہیں۔"

اقمار اندیہ اسود وقائع
اطواد احلام سحاب قطار

ترجمہ: "وہ مجلسوں کے چاند، حالات کے سردار، عقل کے پہاڑ اور لگاتار برسنے والے بادل ہیں۔"

Marfat.com

لا عار فیھم غیر طول تیقظ

ما زال ینفی ضیق طیف العار

ترجمہ: "اس کے علاوہ ان میں کوئی عار نہیں کہ وہ لگاتار ہوشیار ہیں، وہ عار کے خیال کی تنگی کی نفی کرتے ہیں۔"

اھل الرفادۃ والحجابۃ والحجا

و سقایۃ الحجاج والزوّار

ترجمہ: "وہ رفادہ، حجابہ، حجا، حاجیوں اور زیارت کرنے والوں کو پانی پلانے والے ہیں۔"

المطمعون اذ البلاد مجیعۃ

و مبدلوا الاعسار بالایسار

ترجمہ: "وہ اس وقت کھلاتے ہیں جب شہر بھوکے ہوتے ہیں وہ تنگی کو کشادگی میں تبدیل کرنے والے ہیں۔"

والمجتبیٰ الھادی خیارھم وھم

بین الانام خیار کل خیار

ترجمہ: مجتبیٰ ہادی ﷺ ان میں سے بہترین ہیں حالانکہ وہ لوگوں میں سے بہترین میں سے بہترین ہیں۔"

ابوعمر نے لکھا ہے کہ شعراء نے حضور ﷺ کے نسب پاک کو نظم کرنے کی بہت کوششیں کیں ہیں۔ لیکن اس ضمن میں ابوالعباس عبداللہ محمد بن محمد الناشی کی کوشش بڑی لاثانی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

مدحت رسول اللہ ابغی بمدحہ

وفور حظوظی من کریم المواھب

ترجمہ: "میں نے حضور ﷺ کی تعریف کی۔ میں نے آپ کی تعریف سے عمدہ عطیات کا وافر حصہ چاہا۔"

Marfat.com

مدحت امراء فات المدیح موحّدًا
باوصافِہٖ من مبعد او مقارب

ترجمہ:"میں نے اس ہستی کی تعریف کی ہے جن کی تعریف کرنے والا اپنے اوصاف میں قریبی اور دور کے لوگوں سے آگے نکل جاتا ہے۔"

نبیا تسامی فی المشارق نورہ
فلاحت ھوادیہ لاھل المغارب

ترجمہ:"وہ ایسے نبی پاک ہیں مشارق میں جن کا نور پھیل گیا اور اہلِ مغرب کی پہاڑیاں بھی اس سے جگمگا اٹھیں۔"

اتتنا بِہٖ الانباء قبل مجیئہٖ
و شاعت بِہٖ الاخبار فی کل جانب

ترجمہ:"آپ کے متعلق ہمیں آپ کے آنے سے پہلے ہی بشارات پہنچی تھیں۔ اور ہر طرف آپ کے بارے خبریں پھیل چکی تھیں۔"

اصبحت الکھان تھتف باسمہٖ
و تنفی بہ رجم الظنون الکواذب

ترجمہ:"کاہن آپ کے اسم مبارک کو گنگنانے لگے اور انہوں نے آپ کے بارے جھوٹے گمانوں کی نفی کر دی۔"

وانطقت الاصنام نطقا تبرّأت
الی اللہ فیہ من مقال الاکاذب

ترجمہ:"بتوں نے بھی آپ کے بارے گفتگو کی اور جھوٹے اقوال سے رب تعالیٰ کی جناب میں برأت کا اظہار کیا۔"

و قالت لاھل الکفر قولًا مبینا
اتاکم نبی من لوی بن غالب

Marfat.com

ترجمہ: ''انہوں نے اہلِ کفر سے واضح بات کی کہ تمہارے ہاں لوی بن غالب میں سے نبی کریم تشریف لا چکے ہیں۔''

ورام استراق السمع جن فزيلت
مقاعدهم منها رجوم الكواكب

ترجمہ: ''جنات نے چوری چھپے باتیں سننے کی کوشش کی ستاروں کے ٹوٹنے نے انہیں ان جگہوں سے دور کر دیا۔''

هدانا الى ما لم نكن نهتدى له
لطول العمى عن موضحات المذاهب

ترجمہ: ''آپ نے ہماری راہ نمائی اس کی طرف کی جس کی طرف ہم راہ نمائی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اگرچہ مذاہب کی وضاحتیں ساری زندگی ہوتی رہتیں۔''

و جاء بآياتٍ تبين انها
دلائل جبار مثيب معاقب

ترجمہ: ''آپ ایسے معجزات لے کر تشریف لائے جن سے ظاہر ہو گیا کہ یہ جبار کے دلائل ہیں جو ثواب اور عذاب دینے والا ہے۔''

فمنها انشقاق البدر حتى تعممت
شعوب الضيا منه رؤوس الاخاشب

ترجمہ: ''ان میں سے ایک چاند کا دو حصوں میں منقسم ہو جانا ہے، حتیٰ کہ اس کی روشنی کی شعاعیں پہاڑوں کی چوٹیوں تک پھیل گئیں۔''

و منها نبوع الماء بين بنانه
و قد عدم الوراد قرب المشارب

ترجمہ: ''ان میں سے ایک معجزہ آپ کی انگلیوں سے پانی رواں ہونا بھی ہے۔ پانی پینے والے گھاٹ کے قریب بھی نہ جا سکتے تھے۔''

Marfat.com

فروّی بہا جما عفیرا و اسھلت
باعناقہ طوعا اکف المذانب

ترجمہ: ''اس میں سے بہت بڑے مجمع نے پانی پیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے لیے انگلیوں کے پوروں سے پانی پینا آسان ہوگیا۔''

و بئر طفت بالماء من مس سھمہ
و من قبل لم تسمح بمذقۃ شارب

ترجمہ: ''اور کنویں میں پانی آپ ﷺ کے تیر کے چھونے سے ہی ابلنے لگا۔ اس سے قبل وہ پینے والے کی تھوڑی سی ضرورت بھی پوری نہیں کرسکتا تھا۔''

و ضرع مراہ فاستدرو لم یکن
بہ درۃ تضنھی الی کف حالب

ترجمہ: ''آپ ﷺ نے کھیری پر دست اقدس لگایا تو وہ دودھ سے بھر گئی، حالانکہ پہلے اس میں اتنا دودھ بھی نہ تھا جو دوہنے والے کے ہاتھ کی طرف جاتا۔''

و نطق فصیح من ذراع مبینۃ
لکید عوذٍ للعداوۃ ناصب

ترجمہ: ''بکری کی دستی نے آپ سے فصیح زبان میں گفتگو کی اور اس نے دشمن کی اس چال سے آگاہ کیا جو دشمنی پر مبنی تھی۔''

و اخبارہ بالامر من قبل کونہ
و عند مبادیہ بما فی العواقب

ترجمہ: ''واقع کے رونما ہونے سے قبل اس کی اطلاع دے دینا۔ آپ کے علم کے سرچشمہ کے پاس انجام کی بھی خبریں تھیں۔''

و من تلکم الآیات وحی اتی بہ
قریب المآتی مستجم العجائب

Marfat.com

ترجمہ: ''ان معجزات میں سے وہ وحی بھی شامل ہے۔ جو آپ پر آتی جس کے آنے کا وقت قریب تھا جو عجائب سے بھری ہوتی تھی۔''

تقاصرت الافکار عنه فلم تطع

بلیغا و لم یخطر علی قلب خاطبِ

ترجمہ: ''افکار اس سے عاجز تھے۔ اس نے نہ تو کسی بلیغ کی اطاعت کی نہ ہی کسی واعظ کے دل سے گزر ہوا تھا۔''

حوی کل علم واحتوی کل حکمة

وفات مرام المستمر المواربِ

ترجمہ: ''ہر علم کا اس نے احاطہ کرلیا، ہر حکمت کو اس نے گھیر لیا۔ لگا تار دھوکا دینے والے کا مقصد ختم ہوگیا۔''

اتانا بهٖ لا عن رویة مرتیءٍ

ولا صحف مشتمل ولا وصفِ کاتبِ

ترجمہ: ''آپ یہ علم ہمارے پاس لے کر آئے جو ایسے سوچ وبچار کی وجہ سے نہ تھا، جس میں شک ہو، نہ وہ صحف پہ مشتمل تھا، اور نہ ہی وہ کاتب کی صفت کی وجہ سے تھا۔''

یواتیه طورًا فی اجابة سائل

و افتاء مستفتٍ و وعظ مخاطبِ

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس وہ علم مسائل کا جواب لیے، دریافت کرنے والے کو فتویٰ دینے کے لیے اور مخاطب سے واعظ کرنے کے لیے فوراً آجاتا تھا۔''

و اتیان برهان و فرض شرائع

و قصّ احادیث و نصب مآدبِ

ترجمہ: ''یہ دلیل لانے، شریعت کے فرائض سمجھانے، احادیث بیان کرنے اور آداب سکھانے کے لیے آتا ہے۔''

Marfat.com

تصریف امثال و تثبیت حجۃ
و تعریف ذی جحد و توقیف کاذب

ترجمہ: ”اسی طرح پھیر پھیر کر مثالیں بیان کرنے، حجت ثابت کرنے، انکار کرنے والے سے آگاہ کرنے اور جھوٹے کے بارے بتانے کے لیے علم کا سرچشمہ پھوٹا۔“

و فی مجمع النادی و فی حومۃ الوغی
و عند حدیث المعضلات الغرائب

ترجمہ: ”بڑے بڑے مجمع میں۔ جنگ کی شدت میں اور عجیب وغریب حوادثات کے رونما ہونے کے وقت بھی۔“

فیاتی علی ما شئت من طرقاتہ
کریم المعانی مستدرا الصوائب

ترجمہ: ”یہ علم اپنے طریقوں سے اس طرح آتا ہے جس طرح تو چاہتا ہے۔ اس کے معانی عمدہ اور ہمیشہ درست ہوتے ہیں۔“

و صدق منہ البعض بعضا کانما
یلاحظ معناہ بعین المراقب

ترجمہ: ”ان میں بعض بعض کی تصدیق کر رہی ہیں گویا کہ آپ نگران کی آنکھ سے اس کا معنی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔“

و عجز الورٰی عن ان یجیئوا بمثل ما
و صفناہ معلوم بطول التجارب

ترجمہ: ”ساری مخلوق اس طرح کا علم لانے سے عاجز آگئی ہے جس کا ہم نے وصف بیان کر دیا ہے۔ یہ بات طویل تجارب سے مشہور ہے۔“

تأبی بعبد اللہ اکرم والد
تبلجِ منہ عن کریم مناسب

Marfat.com

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ کو آپ کا والد گرامی بننے کا شرف ملا۔ معز ز رشتہ داروں نے ان سے اجالا پایا۔''

و شیبة ذی الحمد الذی فخرت بہ
قریش علی اهل العلی والمناصب

ترجمہ: ''اور حضرت عبدالمطلب وہ ہیں جن پر قریش بلند منصب اور رفیع مقامات والے لوگوں پر فخر کرتے تھے۔''

و من کان یستسقی الغمام بوجهہ
و یصدر عن آراہ فی النوائب

ترجمہ: ''اور وہ جس کے چہرے کے طفیل بادل مانگا جاتا تھا اور مصائب میں ان کے مشوروں سے مدد لی جاتی تھی۔''

و هاشم البانی مشید افتخارہ
بغر المساعی و ابتذال المواهب

ترجمہ: ''اور ہاشم وہ جنہوں نے عمدہ کوشش اور عطیات دے کر فخر کی عمارت کو پختہ کیا۔''

و عبد مناف وهو علّم قومه
اشتطاط المعانی و احتکام الرغائب

ترجمہ: ''اور عبد مناف نے اپنی قوم کو عمدہ مقاصد اور بلند عطیات کی تعلیم دی۔''

و ان قصیا من کرام غراسہ
لفی منهل لم یدن من کف قاضب

ترجمہ: ''اور قصی بھی اپنے چمن کے عمدہ لوگوں میں سے ہیں وہ ایسے گھاٹ میں ہیں جس کے قریب کاٹنے والے کے ہاتھ نہیں جاسکتے۔''

بہ جمع اللہ القبائل بعد ما
تعتمها نهب الاکُفِّ السوالب

Marfat.com

ترجمہ: ''ان کے ذریعے ہی رب تعالیٰ قبائل کو جمع کیا بعد اس کے کہ لٹیروں کے ہاتھوں کی لوٹ مار نے انہیں تقسیم کر دیا تھا۔''

و حل کلاب من ذرا لمجد معقلا
تقاصر عنه کل دانٍ و عازب

ترجمہ: ''کلاب بھی بزرگی کی رفعتوں پر آشیاں بند ہوئے جس کو حاصل کرنے سے ہر قریبی اور بعیدی ناکام ہو گیا۔''

و مرة لم یحلل مریرة عزمه
سفاه سفیه او محوبة حائب

ترجمہ: ''اور مرہ وہ ہیں جن کے عزم کی رسی کو احمق کی طاقت یا گناہ گار کا گناہ نہ کھول سکا۔''

و کعب علا عن طالب المجد کعبه
فنال باعلی السعی اعلی المراتب

ترجمہ: ''حضرت کعب وہ ہیں جن کی ایڑھی بھی بزرگی کی جستجو کرنے والے سے بلند ہو گئی۔ انہوں نے جدوجہد سے اعلیٰ مراتب حاصل کر لیے۔''

والوی لوی بالعِداة فطوعت
له هم الشُمِّ الانوف الاغالب

ترجمہ: ''لوی نے دشمنوں کو پھیر دیا اور ان کے لیے بڑے بڑے اور غالب سرداروں کی ہمتوں کو تابع کر دیا گیا۔''

و فی غالب بأس ابی الناس دونهم
یدافع عنه کل قِرن مغالب

ترجمہ: ''غالب میں جنگ کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ یہ کسی اور میں اتنی شدت نہ تھی وہ اس کے ساتھ ہر اس سردار کا مقابلہ کرتے تھے جو ان پر غالب آنے کی کوشش کرتا۔''

Marfat.com

و کانت لفهر فی قریش خطابة
یعوذ بها عند اشتجارِ المخاطب

ترجمہ: "فہر کو قریش میں خطابت کا ملکہ حاصل تھا۔ مخاطب سے جھگڑے کے وقت اس سے پناہ لی جاتی تھی۔"

ما زال منهم مالك خير مالك
و اکرم مصحوب و انجد صاحب

ترجمہ: "مالک ان میں سے بہترین مالک رہے۔ وہ معزز ساتھی اور عمدہ صاحب تھے۔"

والنضر طول یقصر الطرف دونه
بحیث التقی ضوء النجوم الثواقب

ترجمہ: "نضر کے پاس اتنی طاقت تھی کہ نگاہ اس سے تھک جاتی تھی حتیٰ کہ تابندہ ستاروں کی روشنی مل جاتی۔"

لعمری لقد ابدی کنانة قبله
محاسن تابی ان تطوع لغالب

ترجمہ: "میری زندگانی کی قسم! کنانہ نے اس سے قبل ایسے محاسن کا اظہار کیا جنہوں نے غالب اکثریت کی اطاعت سے انکار کر دیا۔"

و من قبله ابقی خزیمة حمده
تلید تُراثٍ عن حمید الاقارب

ترجمہ: "اس سے پہلے خزیمہ نے اپنی تعریف باقی رکھی۔ وہ قریبی رشتہ داروں کے عمدہ خصائل کے وارث بنے۔"

و مدرکه لم یدرك الناس مثله
اعف و اعلی عن دنئ المکاسب

ترجمہ: "مدرکہ جیسا فرد لوگوں کو نہ مل سکا۔ وہ گھٹیا عادات سے بلند و برتر ہے۔"

Marfat.com

الیاس کان الیاس منه مقارنا
لاعدائه قبل اعتداد الکتائب

ترجمہ: ''الیاس تو دشمن کے لیے ناامیدی تھے۔لشکروں کے شمار کرنے سے قبل ہی دشمن ان پر فتح پانے سے ناامید ہو جاتا تھا۔''

و فی مضر مستجمع الفخر کله
اذا اعترکت یوما زحوف المقانب

ترجمہ: ''مضر میں تو سارے فخر جمع تھے۔جب کسی دن بے حقیقت لشکر باہم نبرد آزما ہوتے تھے۔''

و حل نزار من ریاسة اهله
محلا تسامی عن عیون الرواقب

ترجمہ: ''نزار نے اپنے اہل کی شان وشوکت کو اس جگہ اتارا جو نگرانوں کی آنکھوں سے بلند ہے۔''

و کان معد عدة لولیه
اذا خاف من کید العدو المحارب

ترجمہ: ''معد اپنے دوست کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔جب اسے جنگجو دشمن کی چال کا خطرہ ہوتا تھا۔''

و ما زال عدنان اذا عد فضله
توحد فیه عن قریب و صاحب

ترجمہ: ''عدنان کے فضائل جب بھی شمار کیے جاتے تو وہ ہر قریبی اور دوست سے جداگانہ نظر آتے۔''

واد تأدّی الفضل منه لغایة
وارث حواه عن قدوم اشایب

Marfat.com

ترجمہ: "اد کی وجہ سے فضل اپنی انتہاء کو پہنچا۔ وہ ایسے ترکہ کے وارث بنے جو انہیں بڑے بڑے سرداروں سے ملا تھا۔"

و فی ادد حلم تزین بالحجا
اذا الحلم ازهاه قطوب الحواجب

ترجمہ: "ادد میں ایسا حلم تھا جسے عقل نے مزین کیا تھا۔ حلم کو بڑے بڑے سرداروں نے پسند کیا ہے۔"

وما زال یستعلی همیسع بالعلی
و یتبع آمال البعید المراقب

ترجمہ: "ھمیسع بلندیوں پر فائز رہے۔ وہ دور کے نگہبانوں کی امیدوں کا پیچھا کرتے رہے۔"

و نبت نمته دوحة العز وابتنی
معاقله و فی مسمخر الاهاضب

ترجمہ: "نبت کی پرورش عزت و کرم نے کی انہوں نے بلند و بالا پہاڑوں میں عزت کے قلعے تعمیر کیے۔"

و حیزت لقیدار سماحة خاتم
و حکمة لقمان و همة حاجب

ترجمہ: "قیدار کے لیے حاتم کی سخاوت، لقمان کی حکمت اور حاجب کی ہمت کو جمع کر دیا گیا۔"

هم نسل اسماعیل صادق وعده
فما بعده فی الفخر مسعیً لذاهب

ترجمہ: "یہ حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں فخر میں چلنے والے کے لیے اس کے بعد کوئی راستہ نہیں ہے۔"

کان خلیل الله اکرم من عنت
له الارض من ماش علیها و راکب

Marfat.com

ترجمہ: ''حضرت خلیل اللہ علیہ السلام ان تمام سے معزز ہیں پیدل چلنے والوں اور سواروں میں سے زمین جس کے لیے جھک گئی ہے۔''

و تارح ما زالت له اریحیةٌ
تبین منه عن حمید الغرائب

ترجمہ: ''تارح کے ایسے خصائل تھے جن سے عمدہ اوصاف عیاں ہوتے تھے۔''

و ناحور نحار العدی حفظت له
مآثر لما یحصها عد حاسب

ترجمہ: ''ناخور دشمن کو ذبح کرنے والے ہیں، ان کے اتنے شاندار کارنامے ہیں کہ شمار کرنے والا انہیں گن نہیں سکتا۔''

و ساروغ فی الهیجاء ضیغم غابة
یقد الکماة بالمرهفات القواضب

ترجمہ: ''ساروغ جنگ میں جنگل کے شیر کی طرح ہوتے تھے، وہ تیز دھار تلواروں کی ساتھ بہادروں کو کاٹ دیتے تھے۔''

و ارغو فناب فی الحروب محکم
ظنین علی نفس المشیح المغالب

ترجمہ: ''ارغو کو جنگوں میں ثالث بنایا جاتا تھا۔ روکنے والے اور غالب آنے والے نفس کو ناقابل اعتبار سمجھتے تھے۔''

وما فالغ فی فضله تلو قومه
ولا عابر من دونهم فی المراتب

ترجمہ: ''اپنی قوم کا تابع نہ ان کے فضل کو ختم کرسکتا تھا نہ ہی کوئی اجنبی ان کے مراتب کا مقابلہ کرسکتا تھا۔''

Marfat.com

و فالخ و ارفخشذ و سام سمت بھم
سجایا حمتھم کلّ زار و عائب

ترجمہ: فالخ، ارفخشذ اور سام کو فضیلتوں نے رفعتوں پر فائز کر دیا تھا۔ ہر منکر اور عیب لگانے والے سے ان کا دفاع کیا۔"

وما زال نوح عند ذی العرش فاضلا
یعددہٗ فی المصطفین الاطایب

ترجمہ: "حضرت نوح علیہ السلام عرش والے کے نزدیک فضیلت کے حامل رہے اس نے انہیں پاکیزہ اور چیدہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔"

ولمك ابوہ فی الروع زائعا
جریا علی نفس الکمی المضارب

ترجمہ: "ان کے والد گرامی لمک جنگ میں عمدہ ہوتے تھے۔ وہ ہر شمشیر زن اور بہادر کے ساتھ نبرد آزما ہوتے تھے۔"

و من قبل لمك لم یزل متوشلخ
یذود العِدی بالذائدات الشوازب

ترجمہ: "لمک سے پہلے متوشلخ تھے وہ تیز تلواروں سے دشمن کو دور ہٹاتے تھے۔"

کانت لادریس النبی منازل
من اللہ لم تقرن بھمة الغاسب

ترجمہ: "حضرت ادریس علیہ السلام کے لیے رب تعالیٰ کی جناب ایسے مراتب ہے جنہیں غالب کی ہمت کے ساتھ نہیں ملایا جا سکتا۔"

و یارد بحر عند اھل سراتہ
ابی الخزایا مستدق المذاھب

ترجمہ: "یارد اپنے اہلِ فضل کے نزدیک سمندر تھے۔ وہ ندامت کا انکار کر دیتے تھے۔

Marfat.com

وہ رستوں کو چھوٹا سمجھتے تھے۔"

و كانت لمهيابيل فبهم فضائل
مهذبة من فاحشات المثالب

ترجمہ:"مہیاییل کے لیے ان میں فضائل تھے۔ وہ برے عیوب سے دور تھے۔"

و قينان من قبل اقتنى مجد قومه
وفات بشاؤ الفضل و خد الركائب

ترجمہ:"قینان نے اپنی قوم کی بزرگی کو جمع کر لیا تھا۔ وہ فضل کی رفتار سے سواروں سے آگے نکل گئے۔"

و كان انوش ناش للمجد نفسه
و نزهها عن مرديات المطالب

ترجمہ:"انوش اپنے نفس کی بزرگی کے حصول کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور نفس کو ہلاکت خیز آرزوؤں سے دور کر دیا۔"

وما زال شيث بالفضائل فاضلا
شريفا بريا من زميم المعايب

ترجمہ:"حضرت شیث بھی فضائل میں سب سے بڑھ گئے تھے۔ وہ معزز تھے۔ وہ برے عیوب سے پاک تھے۔"

و كلهم من نور آدم اقبسوا
و عن عوده اجنوا ثمار المناقب

ترجمہ:"ان سب نے حضرت آدم علیہ السلام کے نور سے اکتساب کیا تھا۔ ان کے عود سے ہی انہوں نے مناقب کے پھول چنے تھے۔"

كان رسول الله اكرم منجب
جرى فى طهور الطيبين المناجب

Marfat.com

ترجمہ: ”حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معزز اور برگزیدہ تھے آپ پاکیزہ اور عمدہ لوگوں کی پشتوں میں
رواں رہے۔“

مقابلة آبائه وَ امهاته
مبراة من فاضحات المثالب

ترجمہ: ”آپ کے آباء و امہات کا مقابلہ (کون کرسکتا ہے؟) حالانکہ وہ سب بڑے
عیوب سے پاک ہیں۔“

عليه سلام الله فى كل شراق
الاحَ لنا ضوئًا و فى كل غارب

ترجمہ: ”آپ پر رب تعالیٰ کا سلام ہو ہر مشرق و مغرب میں آپ نے ہمارے لیے
روشنی پھیلا دی۔“

❀❀❀

Marfat.com

# آپ ﷺ کے آباء کرام کے ناموں کی شرح اور مختصر حالاتِ زندگی

## عبداللہ

یہ علم اور مرکب اضافی سے منقول ہے۔ مضاف الیہ رب تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ اکثر اہلِ علم کا یہی موقف ہے۔ جیسا کہ علامہ بندنیجی نے کہا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ''القول الجامع الوجیز الخادم للقرآن العزیز'' میں اس پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ مضاف اصل میں صفت ہے۔ عبد مملوک کو کہا جاتا ہے۔ یہ تعبد سے مشتق ہے۔ اس کا معنی تذلل ہے۔ ابن الانباری نے کہا ہے ''عبد رب تعالیٰ کے لیے جھکنے والا ہوتا ہے۔ یہ اہلِ عرب کے قول ''طریق معبد'' سے مشتق ہے۔ جب اسے بہت سے لوگ روندھیں۔ عبودیت بندے کے عمدہ اوصاف میں سے ہے۔ رب تعالیٰ نے شب معراج اپنے حبیب لبیب ﷺ کو اسی وصف سے یاد فرمایا تھا۔

ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ کی کنیت ابو قثم ہے۔ قثم آپ ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ہے۔ یا قثم بمعنی الاعطاء یا الجمع سے ماخوذ ہے۔ جس شخص میں بہت سی بھلائیاں پائی جائیں اسے قثوم یا قثم کہا جاتا ہے۔ دوسرے قول کے مطابق ان کی کنیت ابو احمد یا ابو محمد تھی۔ اس کی کنیت ذبیح تھی۔ جیسے کہ ابن سعد، حاکم، ابن جریر، امام بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب نے چشمۂ زمزم کھودا تو ان کا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔ جس کا نام حارث تھا۔ اس پر انہوں نے اپنی کنیت رکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے نذر مانی کہ اگر ان کے ہاں دس بچے پیدا ہوئے پھر وہ جوان ہو گئے تو وہ ان میں سے کسی

Marfat.com

ایک کو خانہ کعبہ کے پاس ذبح کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عدی بن نوفل نے ان سے کہا تھا "کیا تم ہم پر زیادتی کرتے ہو حالانکہ آپ کا کوئی بچہ نہیں ہے؟" عبدالمطلب نے کہا تھا: "اے ابوالقلۃ! کیا تو مجھے عار دلاتا ہے۔ بخدا! اگر رب تعالیٰ نے مجھے دس بچے دیے تو میں ان میں سے ایک کو خانہ کعبہ کے پاس ذبح کروں گا۔"

جب ان کے ہاں دس بچے پیدا ہو گئے اور انہیں علم ہو گیا کہ یہ اب ان کا دفاع کر سکیں گے۔ زمزم کو کھودے ہوئے تیس سال گزر چکے تھے۔ انہوں نے انہیں جمع کیا، اپنی نذر کے بارے بتایا۔ اسے پورا کرنے کے لیے کہا۔ بیٹوں نے ان کی اطاعت کی۔ انہوں نے کہا: "آپ اپنی نذر پوری کریں اور جو چاہیں کریں۔" انہوں نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک ایک ایک تیر لے لے۔ اس پر اپنا نام لکھ لے۔ پھر انہیں میرے پاس لے آؤ۔ انہوں نے اسی طرح کیا۔ وہ انہیں لے کر ہبل کے پاس چلے گئے۔ یہ کعبہ کے وسط میں کنویں کے پاس ایک بت تھا۔ اس کنویں میں لوگ اپنے تحائف پھینکتے تھے۔ اس کے پاس پتھر پڑے ہوئے تھے۔ جن سے لوگ اپنے امور کے بارے قرعہ اندازی کرتے تھے۔ جناب عبدالمطلب نے قرعہ انداز سے کہا: "میرے بچوں سے تیر لے کر ان سے قرعہ اندازی کرو۔" انہوں نے اسے اپنی نذر کے متعلق بھی آگاہ کیا۔ ہر ہر بیٹے نے اسے وہ تیر پکڑا دیا جس پر اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے۔

"حضرت عبداللہ حضرت عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ سب سے پیارے ہی تھے۔ حضرت عبدالمطلب دیکھتے کہ جب وہ تیر اندازی میں غلطی کرتا تو نشانہ خطا جاتا تھا۔ تیر انداز نے تیر لیے تاکہ قرعہ اندازی کرے۔ حضرت عبدالمطلب رب تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے۔ قرعہ انداز نے قرعہ نکالا۔ حضرت عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا۔ حضرت عبدالمطلب نے ان کا ہاتھ پکڑا۔ چھری لی اور انہیں ذبح کرنے کے لیے اساف اور نائلہ کے پاس آ گئے۔ حضرت عباس نے حضرت عبداللہ کو اپنے والد کی ٹانگوں کے نیچے سے کھینچ لیا۔ جب انہوں نے انہیں ذبح کرنے کے لیے لٹایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ کا چہرہ بھی زخمی

Marfat.com

ہو گیا تھا۔ اس زخم کا نشان ان کے چہرے پر رہا حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ قریش اپنی اپنی محافل سے اٹھ کر ان کے پاس گئے۔ انہوں نے پوچھا "عبدالمطلب! کیا ارادہ ہے؟" انہوں نے کہا: "میں اسے ذبح کرنا چاہتا ہوں۔" قریش نے کہا: "بخدا! تم اسے ذبح نہیں کر سکتے حتیٰ کہ تم اس کے متعلق معذور ہو جاؤ۔ اگر تم نے اس طرح کر دیا تو لوگ اپنے بیٹوں کو لا کر ذبح کرتے رہیں گے۔ نسل انسانی کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔" عبداللہ بن مغیرہ نے کہا: "بخدا! تم اسے ذبح نہیں کر سکتے حتیٰ کہ تم ان کے بارے معذور ہو جاؤ۔ اگر ان کا فدیہ ہمارے اموال بھی بنے ہم ان کا فدیہ ادا کریں گے۔" قریش نے کہا: "اس طرح نہ کریں، حجاز جائیں، وہاں ایک کاہنہ ہے، جس کے تابع ایک جن ہے۔ اس سے اس کے متعلق پوچھ لو۔ پھر تمہیں اپنے اس معاملہ کے بارے اختیار ہے۔ اگر اس نے تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا تو ذبح کر دینا اور اگر کسی ایسے کام کا حکم دیا جس میں آسائش ہو تو وہ کر دینا۔"

قریش عازم سفر ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ مدینہ پہنچے۔ انہیں پتہ چلا کہ وہ خیبر میں ہے، وہ سوار ہو کر خیبر پہنچے۔ اس کے متعلق پوچھا۔ حضرت عبدالمطلب نے اسے اپنی داستان سنائی۔ اپنی نذر کے بارے بتایا۔ کاہنہ نے کہا: "تم آج چلے جاؤ۔ حتیٰ کہ میرا تابع جن میرے پاس آ جائے۔ میں اس سے پوچھوں گی۔" قریش باہر نکل آئے۔ حضرت عبدالمطلب رب تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے۔ پھر وقت صبح قریش دوبارہ اس کے پاس گئے۔ اس کاہنہ نے کہا: "میرے پاس تمہارے متعلق خبر آ چکی ہے۔ تم میں ایک شخص کی دیت کیا ہے؟" قریش: "دس اونٹ۔" کاہنہ: "تم اپنے وطن لوٹ جاؤ۔ اپنے صاحب کو قریب کر لینا۔ دس اونٹ بھی قریب کر لینا۔ پھر قرعہ اندازی کر لینا۔ اگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلے تو دس اونٹ کا اضافہ کر لینا۔ حتیٰ کہ تمہارا رب راضی ہو جائے۔ جب قرعہ اونٹوں کے نام نکل آئے تو اونٹ ذبح کر لینا۔ تمہارا رب تم سے راضی ہو جائے گا۔ اور تمہارے صاحب کو نجات مل جائے گی۔"

قریش عازم سفر ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ جب انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا تو حضرت عبدالمطلب دعا کرنے لگے۔ قریش نے حضرت عبداللہ اور دس اونٹوں کو قریب کر لیا۔ قرعہ

Marfat.com

اندازی کی تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ انہوں نے دس اونٹوں کا اضافہ کر دیا۔ اونٹوں کی تعداد بیس ہوگئی۔ حضرت عبدالمطلب دعا مانگنے لگے۔ قرعہ نکالا گیا تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلتا رہا۔ حتیٰ کہ اونٹوں کی تعداد ایک سو ہوگئی۔ حضرت عبدالمطلب دعا مانگنے لگے، پھر قرعہ ڈالا تو قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا۔ قریش نے کہا: ''عبدالمطلب! تمہارا رب راضی ہوگیا ہے۔'' انہوں نے کہا: ''نہیں! بخدا! حتیٰ کہ میں تین بار قرعہ اندازی کرلوں۔'' پھر دوسری اور تیسری بار قرعہ اندازی ہوئی۔ حضرت عبدالمطلب دعا مانگنے لگے، ہر دو بار قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ ایک سو اونٹوں کو ذبح کر دیا گیا۔ کسی انسان یا درندے کو ان سے نہ روکا گیا۔

امام زھری نے لکھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے ایک سو اونٹ دیت دینے کا طریقہ رائج کیا۔ پھر قریش اور اہلِ عرب میں یہی طریقہ رائج پا گیا۔ حضور ﷺ نے اسے برقرار رکھا۔

حاکم اور ابن جریر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے حضور ﷺ سے عرض کی: ''اے ابن الذبیحین!'' حضور اکرم ﷺ نے تبسم فرمایا اور انکار نہ فرمایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ''دو ذبیح کون ہیں؟'' انہوں نے فرمایا: ''حضرت اسماعیل اور حضرت عبداللہ۔'' ابن حزم نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ کے ہاں حضور اکرم ﷺ کے علاوہ کوئی اور بچہ پیدا نہ ہوا تھا۔ نہ ہی مذکر نہ ہی مونث پیدا ہوا۔

ابن سعد نے لکھا ''حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور اکرم ﷺ کے علاوہ اور کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ حضرت عبداللہ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو تھا۔

الصلاح الصفدی نے تذکرہ میں اور ہمارے شیخ نے ''المسالک'' میں حضرت عبداللہ کے یہ اشعار لکھے ہیں:

لقد حکم السارون فی کل بلدۃ
بان لنا فضلاً علی سادۃ العرب

ترجمہ: ''شہروں میں چلنے والوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں سارے عرب کے سرداروں پر

Marfat.com

فضیلت حاصل ہے۔"

و اَنَّ ابی ذوالمجد والسودد الذی
یشار بہ ما بین نشز الی حفض

ترجمہ:"میرے والد گرامی وہ بزرگی اور فضیلت رکھتے ہیں کہ سارے نشیبوں وفراز میں ان کے ساتھ مشاورت کی جاتی ہے۔"

وجدی و آباء لہ اثّلوا العلی
قدیما بطیب العرق والحسب المحض

ترجمہ:"میرے دادا اور آباء نے پرانے زمانہ سے ہی عمدہ نسب اور پاکیزہ حسب سے رفعت کو مضبوط کیا ہے۔"

## تنبیہ

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:"یارسول اللہ ﷺ! میرا باپ کہاں ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا:"آگ میں۔" جب وہ چلنے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا:"میرا اور تیرا باپ آگ میں ہیں۔"

شیخ نے "مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ" میں لکھا ہے "ان ابی و اباك فی النار" کے الفاظ پر راوی متفق نہیں ہیں۔ حماد بن سلمہ نے حضرت ثابت سے اسی طرح روایت کیے ہیں۔ لیکن حضرت معمر نے حضرت ثابت سے اور الفاظ سے روایت کیا ہے، انہوں نے ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا: "ان ابی و اباك فی النار" بلکہ آپ نے اسے فرمایا:"تم جب کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرو تو اسے عذاب کی بشارت دے دو۔" یہ الفاظ حضور ﷺ کے والد گرامی پر دلالت نہیں کر رہے۔ یہ روایت اس روایت سے بہتر ہے۔ معمر حماد سے بہتر ہیں۔ حماد کے حفظ کے بارے گفتگو کی گئی ہے۔ ان سے منکر احادیث بھی روایت کی گئی ہیں۔ محدثین بیان کرتے ہیں کہ ان کے پروردہ نے یہ احادیث ان کی کتب میں شامل کر دیں تھیں۔

Marfat.com

حضرت حماد کو احادیث یاد نہ تھیں۔ وہ ان کتب سے روایات بیان کرتے جن سے ان کو وہم ہو گیا۔ اسی لیے امام بخاری نے ان سے ایک روایت بھی نہیں لی۔ امام مسلم نے اصول میں ان سے صرف ایک روایت لی ہے وہ جو حضرت ثابت سے مروی ہے۔

اسی طرح حاکم نے ''المدخل'' میں لکھا ہے کہ امام مسلم نے حماد سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔ جبکہ حضرت معمر کی یادداشت کے بارے نہ تو گفتگو کی گئی ہے نہ ہی ان کی کسی روایت کو منکر کہا گیا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ زیادہ اثبت ہیں۔ پھر ہم پاتے ہیں کہ اسی طرح کی حدیث حضرت سعد بن وقاص سے بھی روایت ہے۔ بزار، طبرانی، بیہقی نے حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی: ''میرا باپ کہاں ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''آگ میں۔'' اس نے کہا: ''آپ ﷺ کے والد گرامی کہاں ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرو اسے آگ کی بشارت دے دو۔''

یہ سند شیخین کی شرط پر ہے۔ ان الفاظ سے الفاظ کا تعین ہو گیا۔ اس کو دوسری روایت سے مقدم کرنے پر بھی اعتماد ہو گیا۔ طبرانی اور بیہقی نے لکھا ہے کہ بعد میں اس اعرابی نے اسلام قبول کر لیا۔ اس نے کہا: ''حضور ﷺ نے مجھے تھکاوٹ والے کام کا مکلف بنا دیا ہے، میں جب بھی کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرتا ہوں اسے آگ کی بشارت دیتا ہوں۔''

شیخ نے لکھا ہے: ''یہ زیادتی وضاحت کرتی ہے کہ وہ عام لفظ تھا جو آپ کی زبان اقدس سے نکلا تھا۔ اعرابی نے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ ﷺ کے حکم کی اتباع کی اور اس کے علاوہ اس کے لیے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ اگر آپ ﷺ کا جواب پہلے الفاظ کے ساتھ ہوتا تو وہاں کسی کو کسی بھی چیز کے بارے حکم نہیں ہے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اور اس میں راوی کا تصرف ہے۔ اس نے اسے بالمعنی اپنی سمجھ کے مطابق روایت کیا ہے۔

صحیحین میں اسی طرح کی کثیر روایات ہیں۔ اس کے ایک لفظ میں راوی نے تصرف کیا ہے۔ جبکہ دوسری روایت اس سے زیادہ ثابت ہے۔ جس طرح کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

روایت جو بسم اللہ پڑھنے کی نفی کے بارے ہے۔امام شافعی نے اس کی یہی علت بیان کی ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ دوسری سند سے ثابت ہے کہ سماع کی نفی ہے۔راوی نے اسے قرأت کی نفی سمجھ لیا ہے۔اس نے جو سمجھا بالمعنی روایت کر دیا،اور غلطی کر دی۔شیخ فرماتے ہیں:

''ہم مسلم شریف کی روایات کا وہی جواب دیتے ہیں جو امام شافعی نے بسم اللہ کی قرأت کی نفی کے بارے جواب دیا ہے۔''

پھر میں نے ایک روایت دیکھی جس میں معمر کی روایت جیسے الفاظ تھے۔اس میں زیادہ وضاحت ہے۔کیونکہ اس نے وضاحت کر دی ہے کہ سائل نے ارادہ کیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کے والد گرامی کے بارے سوال کرے۔آپ ﷺ نے ادب اور حسن انداز سے اسے جواب دیا۔

امام حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے کہ حضرت لقیط بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے عرض کی:''یارسول اللہ! ہم میں سے جو بھی جاہلیت میں گزرا ہے،کیا ان میں سے کوئی خیر پر بھی ہے؟''قریش کے ایک شخص نے کہا:''تمہارا منافق باپ آگ میں ہے۔اس نے لوگوں کے سامنے میرے باپ کے بارے جو کچھ کہا تھا اس کی وجہ سے گویا کہ میرے چہرے کی جلد اور گوشت کے مابین آگ لگ گئی۔میں سمجھ گیا۔میں نے عرض کی:''آپ ﷺ کے والد گرامی! یارسول اللہ! جب میں نے غور وفکر کیا تو مجھے دوسرا فقرہ زیادہ عمدہ لگا۔میں نے عرض کی:''یارسول اللہ! آپ ﷺ کے اہلِ خانہ کہاں ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:''تم جب بھی کسی قرشی یا عامری مشرک کی قبر کے پاس سے گزرو تو اسے کہو''مجھے محمد مصطفی ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔میں تمہیں وہ بشارت دیتا ہوں جو تمہیں بری لگے گی۔''

اس روایت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔یہ ساری روایات سے زیادہ واضح ہے۔اگر پہلے الفاظ پر ہی سارے راویوں کا اتفاق مان لیا جائے تو وہ پہلے مسلک کے دلائل اور حدیث پاک کے معارض ہوں گے۔جب دیگر ایسے دلائل کا اس سے تعارض آجائے جو اس سے

Marfat.com

راجح ہوں تو اس کے تاویل لازم ہو جاتی ہے۔ اور ان دلائل کو اس سے مقدم کرنا لازم ہوتا ہے۔ جیسا کہ اصول میں یہ ضابطہ طے ہے۔

## تتمہ

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اہل نار میں سے سب سے ہلکا عذاب جناب ابوطالب کا ہے۔ وہ آگ کی سطح پر ہیں۔ ان کے پاؤں میں آگ کے جوتے ہیں جس سے ان کا دماغ ابل رہا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین آگ میں نہیں ہیں کیونکہ اگر وہ آگ میں ہوتے تو ان کا عذاب جناب ابوطالب کے عذاب سے ہلکا ہوتا کیونکہ وہ ان سے رشتہ میں قریبی ہیں۔ وہ اس ضمن میں زیادہ معذور ہیں۔ انہوں نے بعثت کو نہ پایا تھا۔ نہ ہی ان پر اسلام پیش کیا گیا جس سے وہ رک گئے ہوں لیکن جناب ابوطالب کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ صادق ومصدوق نبی ﷺ نے ان کے بارے بتا دیا ہے کہ ان کا عذاب سب سے ہلکا ہے۔ لیکن آپ کے والدین اہلِ نار میں سے نہیں ہیں۔ اہلِ اصول اس امر کو دلالۃ الاشارہ کہتے ہیں۔

## تنبیہ

وہ احادیث جو آپ ﷺ کے والدین کریمین کے عدم نجات کے بارے ہیں۔ ان کے بارے علماء نے فرمایا ہے کہ وہ ان آیات اور احادیث سے پہلے کی ہیں جن کا تذکرہ مسلک اول میں کر دیا گیا ہے۔ جس طرح کہ انہوں نے ان روایات کا جواب دیا ہے جو مشرکین کے بچوں کے بارے ہیں کہ وہ آگ میں ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ رب تعالیٰ کا یہ فرمان ان احادیث کا ناسخ ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ (بنی اسرائیل:۱۵)

ترجمہ: ”اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو۔“

علماء نے حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کے بارے کئی مسلک اختیار کیے ہیں۔

Marfat.com

## پہلا مسلک

پہلا مسلک یہ ہے کہ انہیں کسی کی دعوت نہیں پہنچی تھی۔ یہ امر کئی امور کا مجموعہ ہے۔ ان کا زمانہ مؤخر تھا۔ سابقہ انبیاء کرام اور ان کے مابین بہت زیادہ بعد تھا۔ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل حضرت عیسیٰ تشریف لائے تھے۔ حضرت عیسیٰ اور حضور ﷺ کے مابین تقریباً چھ سو سال کا عرصہ ہے۔ وہ دونوں زمانہ جاہلیت میں تھے۔ زمین کے مشرق و مغرب میں جاہلیت پھیلی ہوئی تھی۔ شریعت کو جاننے والے مفقود تھے۔ صحیح دعوت صرف اہلِ کتاب کے چند علماء کے پاس ہی تھی جو زمین میں دور دراز پھیلے ہوئے تھے۔ وہ دونوں مدینہ طیبہ کے علاوہ کہیں اور سفر بھی نہ کر سکے۔ نہ ہی انہیں طویل زندگی نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ کے والد ماجد تقریباً اٹھارہ سال زندہ رہے۔ اور والدہ ماجدہ کا انتقال تقریباً بیس سال کی عمر میں ہوا۔ اس عمر میں اس زمانہ میں مقصود تلاش کرنا آسان نہ تھا۔ بالخصوص آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ جو ایک پاکباز خاتون تھیں، باپردہ تھیں۔ گھر میں رہتی تھیں۔ مردوں میں اختلاط نہ فرماتی تھیں۔ عورتیں عموماً دین اور شریعتوں کے امور کو جانتی بھی نہیں ہیں خصوصاً زمانہ جاہلیت میں تو مردوں کو دین کے بارے کچھ علم نہ تھا۔ عورتوں کو یہ علم کیسے ہو سکتا تھا۔ اس لیے جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث کیا تو اہلِ مکہ نے تعجب کرتے ہوئے کہا:

اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ (بنی اسرائیل: ۹۴)

ترجمہ: "کیا بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو رسول بنا کر۔"

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ (المؤمنون: ۲۴)

ترجمہ: "اگر اللہ تعالیٰ (رسول بھیجنا) چاہتا تو وہ اتارتا فرشتوں کو۔ ہم نے نہیں سنی یہ بات اپنے پہلے آباء و اجداد میں۔"

اگر ان کے پاس بعثت کا علم ہوتا تو اس کا انکار نہ کرتے کیونکہ وہ گمان کرتے تھے کہ

Marfat.com

حضرت ابراہیم کو اسی دین کے ساتھ مبعوث کیا گیا جس پر وہ تھے۔ انہوں نے کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو انہیں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی شریعت کی تبلیغ کرتا کیونکہ وہ مٹ چکی تھی۔ اسے ماننے والے ختم ہو چکے تھے۔ کیونکہ حضرت خلیل اللہ اور ان کے مابین تین ہزار سال سے زائد کا عرصہ تھا۔ جسے دعوت نہ پہنچی ہو اس کے بارے یہ حکم لگایا گیا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہے۔ جیسے کہ آنے والی احادیث اس پر دلالت کر رہی ہیں۔ اسے آزمائش سے پہلے عذاب نہیں دیا جائے گا۔ یہ ہمارا مذہب ہے اس میں ہمارے آئمہ شافعیہ کا فقہ میں اور اشاعرہ کا اصول میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس پر حضرت امام شافعی نے الام اور المختصر میں تصریح کی ہے۔ سارے آئمہ نے اس کی پیروی کی ہے۔ کسی ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ انہوں نے بہت سی آیات سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً رب تعالیٰ کا یہ ارشاد:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ (بنی اسرائیل:۱۵)

ترجمہ: "اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو۔"

حضرت قتادہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: "رب تعالیٰ کسی کو عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اس کے پاس رب تعالیٰ کی طرف سے خبر نہ پہنچ جائے۔ یا رب تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل نہ آجائے۔"

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

(الانعام:۱۳۱)

ترجمہ: "یہ اس لیے کہ نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم سے اس حال میں کہ ان کے باشندے بے خبر ہوں۔"

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ (القصص:۴۷)

Marfat.com

ترجمہ: "(اور اس کی وجہ یہ ہے) کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پہنچے انہیں کوئی مصیبت ان کے اعمال کے باعث جو انہوں نے کیے ہیں وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے رب! کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تا کہ ہم پیروی کرتے تیری آیات کی اور ہم ہو جاتے ایمان لانے والوں سے۔"

علامہ زرکشی نے ان کا تذکرہ "جمع الجمع" میں کیا ہے۔ انہوں نے اس قاعدہ سے استدلال کیا ہے کہ منعم کا شکر ادا کرنا از روئے عقل واجب نہیں ہوتا بلکہ سماعت سے واجب ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ، قاعدہ کلامیۃ کی طرف لوٹتا ہے یہ عقلیین کی تحسین وتقبیح کا قاعدہ ہے۔ اس انکار پر اشاعرہ کے مابین اتفاق ہے جیسے کہ کلام اور اصول کی کتب میں معروف ہے۔ آئمہ نے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ یہ مسئلہ کہ جسے دعوت نہ پہنچی ہو ایک دوسرے اصولی قاعدہ کی طرف لوٹتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ غافل مکلف نہیں ہوتا۔ اصول میں یہ دوسری آیت کی وجہ سے درست ہے۔ پھر آئمہ کی عبارت ان لوگوں کے بارے مختلف ہے۔ جنہیں دعوت نہ پہنچی ہو۔ عمدہ قول اس کا ہے جس نے کہا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہے۔ امام سبکی نے یہی قول اختیار کیا ہے۔ بعض آئمہ نے لکھا ہے کہ وہ فطرت پر ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔

امام غزالی نے کہا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ وہ مسلمان کے معنی میں ہے۔ بعض علماء نے حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کے بارے یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ انہوں نے وضاحت کی ہے کہ انہیں دعوت نہیں پہنچی تھی۔ سبط ابن جوزی نے مرآۃ الزمان میں یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ امام الآبی نے شرح مسلم میں یہی لکھا ہے۔ ہمارے شیخ شرف الدین المناوی نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ وہ یہی جواب دیتے تھے جب ان کے بارے سوال کیا جاتا۔

اہلِ فترت کے بارے۔ بہت سی روایات ہیں کہ انہیں روک دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ روزِ حشر انہیں آزمایا جائے گا۔ جو اطاعت کرے گا اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا، جو نافرمانی کرے گا، اسے آگ میں داخل کر دیا جائے گا۔ ان روایات میں سے تین کی تصحیح کی گئی ہے۔

Marfat.com

- ❶ اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "چار افراد روزِ حشر دلیل پکڑیں گے۔ (۱) ایسا بہرہ شخص جو کچھ بھی نہ سن سکتا ہو۔ (۲) احمق شخص (۳) انتہائی بوڑھا شخص (۴) وہ شخص جو فترت میں مرا ہوگا۔" وہ کہے گا: "مولا! اسلام آیا۔ میں کچھ سن ہی نہیں سکتا تھا۔" احمق کہے گا "اسلام آیا۔ بچے مجھے لید مارتے تھے۔" بوڑھا شخص عرض کرے گا: "مولا! اسلام آیا تو میں کچھ سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔ فترت میں مرنے والا کہے گا: میرے پاس تیرا رسول آیا ہی نہیں۔" ان سب سے عہد لیا جائے گا کہ وہ رب تعالیٰ کی اطاعت کریں گے۔ انہیں پیغام بھیجا جائے گا کہ وہ آگ میں داخل ہو جائیں۔ جب وہ آگ میں داخل ہو جائیں گے آگ ان کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی۔ جو اس میں داخل نہیں ہوگا اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔"
- ❷ دوسری وہ روایت ہے جو حضرت ابوہریرہ سے موقوفاً روایت ہے۔ یہ روایت بھی حضرت اسود بن سریع سے منقول روایت کی طرح ہے۔ اسے امام احمد، امام اسحاق اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ ان کی سندیں درست ہیں۔ عبدالرزاق نے اسے ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔
- ❸ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "روزِ حشر اہلِ جاہلیت آئیں گے۔ وہ اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر اٹھائے ہوں گے۔ ان کا رب ان سے پوچھے گا تو وہ کہیں گے: "مولا! نہ تو تو نے ہماری طرف رسول بھیجا ہے، نہ ہی تیرا کوئی امر ہم تک پہنچا ہے۔ اگر تو ہماری طرف رسول بھیجتا تو ہم تیرے سارے بندوں سے زیادہ اطاعت گزار ہوتے۔" رب تعالیٰ ان سے فرمائے گا "تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو تم میری اطاعت کرو گے؟" وہ کہیں گے: "ہاں!" وہ انہیں حکم دے گا کہ "وہ جہنم میں گر جائیں۔" وہ چلیں گے جب وہ اس کے قریب جائیں گے تو وہ اس کا شور و غل سنیں گے۔ وہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: "مولا! ہمیں اس سے نجات عطا فرما دے۔" رب تعالیٰ فرمائے گا، "کیا

Marfat.com

تم نے گمان نہیں کیا تھا کہ میں نے اگر تمہیں کسی امر کا حکم دیا تو تم اس کی اطاعت کرو گے۔" رب تعالیٰ ان سے عہد لے گا۔ پھر فرمائے گا۔"جہنم کی طرف جاؤ۔" وہ چلیں گے حتیٰ کہ وہ جب اسے دیکھیں گے تو ڈر جائیں گے۔ وہ واپس آجائیں گے۔ وہ کہیں گے:
"مولا! ہم اس سے ڈر گئے ہیں۔ ہم اس میں داخل ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے۔"
رب تعالیٰ فرمائے گا۔"اب اس میں ذلیل ورسوا ہو کر داخل ہو جاؤ۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"اگر وہ پہلی بار جہنم میں داخل ہو جاتے تو آگ ان کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جاتی۔"

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:"فترت میں ہلاک ہونے والے احمق اور بچے کو لایا جائے گا۔ فترت میں مرنے والا کہے گا"مولا! میرے پاس نہ رسول آیا نہ کتاب۔" احمق عرض کرے گا:"مولا! تو نے مجھے عقل نہیں دی، جس سے میں خیر و شر کی پہچان کر سکتا۔" بچہ عرض کرے گا۔"میں عمل کی عمر کو نہ پا سکا۔" ان کے لیے آگ جلائی جائے گی۔ رب تعالیٰ انہیں فرمائے گا۔"اس میں داخل ہو جاؤ۔" وہ شخص اس میں داخل ہو جائے گا۔ جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے کہ وہ سعید ہوتا اگر وہ عمل کو پالیتا۔ وہ شخص اس میں داخل ہونے سے رک جائے گا جس کے بارے رب تعالیٰ کو علم ہے کہ وہ شقی ہوتا اگر وہ عمل کو پالیتا۔ رب تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔"تم نے میری نافرمانی کی ہے۔ اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوتی جب میں غیب کے ساتھ اپنے رسول کو بھیجتا۔"

اس روایت کو امام بزار نے عطیہ العوفی کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں ضعف ہے۔ امام ترمذی کو اگر اپنی روایت کا شاہد مل جائے تو وہ اپنی روایت کو حسن قرار دیتے ہیں۔ اس روایت کے کئی شاہد ہیں۔ حکم اس کے حسن اور ثبوت کا تقاضا کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"روزِ حشر چار افراد کو لایا جائے گا۔ (۱) بچہ (۲) احمق (۳) فترت میں مرنے والے کو (۴) بہت زیادہ بوڑھے کو۔ ہر ایک اپنی اپنی دلیل سے بات کرے گا۔ رب تعالیٰ جہنم کی وادی کو حکم دے گا کہ وہ ظاہر ہو

Marfat.com

جائے۔ وہ انہیں کہے گا ''میں لوگوں میں اپنی طرف سے رسول بھیجتا تھا۔ لیکن میں تمہاری طرف خود ہی رسول ہوں۔ ''اس جہنم میں داخل ہو جاؤ۔'' جس پر بدبختی غالب ہوگی وہ عرض کرے گا ''مولا! کیا ہم اس میں داخل ہو جائیں۔ ہم اسی سے تو ڈرا کرتے تھے۔'' جس پر سعادت مندی غالب ہوگی وہ تیزی سے اس میں چھلانگ لگا دے گا۔ رب تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔ ''تم نے میرے امر کی نافرمانی کی ہے۔ تم میرے رسُل کی تکذیب اور معصیت شدت سے کرتے۔'' چھلانگ لگانے والے جنت میں اور رک جانے والے جہنم کے سپرد ہوں گے۔ (البزار، ابو یعلی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''روزِ حشر احمق، فترت میں مرنے والے اور بچپن میں مرنے والے کو لایا جائے گا۔ احمق کہے گا ''مولا! اگر تو نے مجھے عقل عطا کی ہوتی تو دانا اور عقلمند شخص مجھ سے سبقت نہ لے جاتا۔'' فترت میں مرنے والا اور بچہ بھی اسی طرح کہے گا۔ رب تعالیٰ ان سے فرمائے گا ''کیا میں تمہیں کسی چیز کا حکم کروں تو تم اطاعت کرو گے؟'' وہ عرض کریں گے ''ہاں'' رب تعالیٰ فرمائے گا ''جاؤ آگ میں داخل ہو جاؤ۔'' اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے آگ انہیں کچھ نہ کہتی۔ ان کا گمان تھا کہ آگ رب تعالیٰ کی ساری مخلوق کو مار ڈالتی ہے۔ وہ جلدی جلدی واپس آ جائیں گے۔ انہیں دوسری بار حکم ملے گا تو وہ اسی طرح کریں گے۔ رب تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔ ''تمہاری تخلیق سے قبل میں جانتا تھا کہ تم کیا کرو گے؟ میں نے اپنے علم کے مطابق ہی تمہیں تخلیق کیا ہے۔ میرے علم کے مطابق ہی تم نے عمل کرنا ہے۔ آگ! انہیں پکڑ لے۔'' آگ انہیں پکڑ لے گی۔'' (طبرانی، ابو نعیم)

حافظ نے ''الاصابۃ'' کی چوتھی قسم میں ابو طالب کے موضوع پر اس امتحان کی حکایت کے بعد لکھا ہے ''ہمیں امید ہے کہ جناب عبد المطلب اور ان کے اہلِ خانہ برضا و رغبت اس آگ میں چھلانگ لگا دیں گے اور نجات پا جائیں گے۔ سوائے جناب ابو طالب کے۔ انہوں نے بعثت کو پا لیا تھا مگر وہ ایمان نہیں لائے تھے۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ آگ کی

Marfat.com

سطح پر ہوں گے۔

حافظ ابن کثیر نے بھی اس آزمائش کی حکایت حضور کے والدین اور سارے اہلِ فترت کے بارے رقم کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے ''ان میں سے بعض رب تعالیٰ کی صدا پر لبیک کہیں گے اور بعض لبیک نہیں کہیں گے۔'' مگر انہوں نے یہ نہیں لکھا کہ گمان یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین لبیک کہیں گے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں کے بارے گمان یہ ہے کہ رب تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے صدقے انہیں لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ جس طرح کے تمام نے فوائد میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں روزِ حشر اپنے والد گرامی اور والدہ ماجدہ کی شفاعت کروں گا۔''

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے اور اسے صحیح کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ان کے بارے رب تعالیٰ سے سوال نہیں کیا۔ البتہ میں روزِ حشر کو مقامِ محمود پر فائز ہوں گا۔'' یہ اشارہ ہے۔ اس سے ان کے بارے خیر کی امید ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ محمود پر تشریف فرما ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے کہ رب تعالیٰ انہیں امتحان کے وقت اطاعت کی توفیق دے گا۔ بلاشبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ محمود پر فائز ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا جائے گا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

جیسے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مانگیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کر دیا جائے گا۔

اس کے ساتھ وہ روایت بھی ملا لو جسے ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں اور ملا عمر نے اپنی سیرت میں حضرت عمران بن حصین سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے رب تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ میرے اہلِ بیت میں سے کسی کو آگ میں داخل

Marfat.com

نہ کرے۔"اس نے مجھے یہ عطا کر دیا ہے۔"ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں لکھا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۞ (الضحیٰ:٥)

ترجمہ:"اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔"

حضور ﷺ کی رضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں سے کوئی بھی آگ میں نہ جائے۔

یہ روایات ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔کیونکہ ایک ضعیف حدیث کے طرق جب زیادہ ہو جائیں تو اس سے اس کی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔طبرانی نے حضرت ام ہانی سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا"ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہلِ بیت کو نصیب نہیں ہو گی۔میری شفاعت تو حاء اور حکم (دو قبائل) کو بھی نصیب ہو گی۔

امام ابو عبداللہ محمد بن خلفہ الآبی نے شرح مسلم میں "ان ابی و اباك فی النار" کی تشریح میں امام نووی کا قول ذکر کیا ہے کہ جو حالت کفر میں مرا وہ آگ میں جائے گا۔اسے مقربین کی قرابت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

علامہ آلابی نے فرمایا ہے:"ذرا اس اطلاق کو دیکھو"امام سہیلی نے لکھا ہے"ہمیں اس طرح نہیں کہنا چاہیے۔حضور ﷺ نے فرمایا:"مردوں کی وجہ سے زندوں کو تکلیف نہ دو۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۞ (الاحزاب:٥٧)

ترجمہ:"بیشک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے رسوا کن عذاب۔"

شاید یہ روایت صحیح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا ہو، وہ

Marfat.com

آپ ﷺ پر ایمان لے آئے ہوں۔حضور ﷺ کی شانِ اقدس اس سے کہیں بالا ہے۔رب تعالیٰ بھی کسی چیز سے عاجز نہیں ہے۔

پھر امام نووی نے لکھا ہے "جو فترت پر مراد وہ اسی دین پر تھا جس پر اہلِ عرب تھے۔وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔وہ آگ میں جائے گا۔یہ عذاب دعوت کو پہنچنے سے قبل نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم وغیرہ کی دعوت انہیں پہنچی تھی۔"

انہوں نے لکھا ہے "ذرا اس منافات کو دیکھو بلاشبہ جنہیں دعوت پہنچ جاتی ہے، وہ اہلِ فترت میں سے نہیں ہوتے۔اہلِ فترت میں وہ اقوام شامل ہوتی ہیں جو رسلانِ عظام کے ان زمانوں میں ہوتی ہیں کہ نہ تو ان کی طرف پہلا رسول بھیجا گیا نہ ہی انہوں نے دوسرا رسول پایا۔جیسے کہ وہ اعرابی جن کی طرف نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔نہ ہی انہوں نے حضور ﷺ کو پایا۔اس تفصیل کے مطابق فترت ان لوگوں کو شامل ہوگی جو دو رسولوں کے مابین ہوں گے۔لیکن فقہاء جب فترت کے بارے گفتگو کرتے ہیں تو وہ مدت مراد لیتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کے مابین ہے۔جب دلائل قاطعہ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ ایسا شخص عذاب میں مبتلا نہ ہوگا حتیٰ کہ حجت قائم ہو جائے گی ہمیں علم ہو گیا ہے کہ انہیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔

اگر تم کہو"اہلِ فترت کے بارے صحیح احادیث ہیں کہ انہیں عذاب دیا جائے گا جیسے صاحب محجن وغیرہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عقیل بن ابی طالب نے اس کے تین جوابات دیے ہیں:

1. یہ اخبار احاد ہیں جو دلیل قطعی کے مقابلہ میں نہیں آسکتیں۔
2. یہ عذاب انہیں لوگوں کے ساتھ مختص ہے (جن کا تذکرہ احادیث طیبہ میں ہوا ہے) سبب رب تعالیٰ ہی جانتا ہے۔
3. ان احادیث میں عذاب ان لوگوں کے لیے مختص ہے جنہوں نے شرائع کو تبدیل کیا اور گمراہیاں پیدا کیں۔

Marfat.com

اہلِ فترت کی تین اقسام ہیں:

1. جن لوگوں نے اپنی بصیرت سے توحید کو پالیا۔ پھر ان میں سے بعض وہ ہیں جو کسی شریعت میں داخل نہیں ہوئے جیسے قس بن ساعدہ، زید بن عمرو وغیرہ۔ ان میں سے بعض وہ تھے جو شریعت میں داخل ہو گئے تھے۔ جیسے کہ تبع اور اس کی قوم۔
2. جنہوں نے شریعت کو تبدیل کر دیا۔ شرک کیا توحید پر نہ رہے۔ اپنے آپ کے لیے ایک شریعت بنالی۔ حلال وحرام بنایا۔ اکثر لوگ اس قسم میں شامل تھے جیسا کہ عمرو بن لحی۔ اس نے سب سے پہلے سائبہ، وصیلہ اور حامی کی ابتداء کی۔ بعض لوگوں نے اور اضافے کیے۔ انہوں نے جنات اور ملائکہ کی عبادت شروع کر دی۔ بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں۔ انہوں نے اور گھر بنالیے۔ ان کے لیے نگران اور پردے بنادیے۔ ان کے لیے خانہ کعبہ کی نقلیں اتاریں۔ جیسے لات، عزّیٰ اور منات۔
3. یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نہ شرک کیا، نہ توحید پر تھے۔ نہ کسی نبی کی شریعت میں داخل ہوئے۔ نہ ہی اپنے لیے کوئی شریعت بنائی۔ نہ دین اختراع کیا۔ بلکہ ساری زندگی اس طرح گزاری کہ وہ ان امور سے غافل رہے۔ جاہلیت کے دور میں بعض لوگ اس طرح بھی تھے۔

جب اہلِ فترت کو ان تین اقسام میں تقسیم کر دیا گیا تو جنہیں عذاب دینا صحیح روایات سے ثابت ہے وہ دوسری قسم میں شامل لوگ ہوں گے۔ وہ اپنے کفر کی وجہ سے معذور نہیں ہوں گے۔ حقیقت میں اہلِ فترت تیسری قسم ہی ہے۔ وہ دلائل قطعیہ کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ جہاں تک پہلی قسم کا تعلق ہے تو حضور ﷺ نے قس اور زید میں سے ہر ایک کے بارے فرمایا: "وہ ایک امت بن کر اٹھے گا۔" تبع وغیرہ کا حکم ان لوگوں کے حکم کی مانند ہے جو کسی دین میں داخل ہوں جب تک کہ ان میں سے کوئی ایک اس اسلام کو نہ پالے جو ہر دین کا ناسخ ہے۔"

Marfat.com

## دوسرا مسلک

آپ ﷺ کے والدین کریمین سے شرک ثابت نہیں۔ بلکہ وہ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے جیسا کہ زید بن عمرو جیسے لوگ تھے۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا یہی قول ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے۔ ''آپ ﷺ کے سارے آباء توحید پر تھے۔'' جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب اسرار التنزیل میں لکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ ''آزر حضرت ابراہیم کا باپ نہیں تھا بلکہ چچا تھا۔ اس کے درج ذیل دلائل ہیں۔ آپ ﷺ کے آباء کافر نہ تھے۔ بہت سے دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ (الشعرآء:۲۱۸)

ترجمہ: ''جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور (دیکھتا رہتا ہے جب) آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں کے گھروں کا۔''

کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کا نور مبارک ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سارے آباء مسلمان تھے۔ اس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کافر نہ تھے۔ آذر ان کا چچا تھا۔ اس میں زیادہ سے زیادہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ "تقلبك فی الساجدین" کو دیگر وجوہ پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ جب تمام کے بارے روایات وارد ہیں تو اسے تمام پر محمول کرنے میں کوئی منافات نہیں۔ جب یہ صحیح ہے تو ثابت ہو گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ بت پرست نہ تھے۔

جو بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ کے آباء مشرک نہیں تھے۔ وہ آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''میں پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل ہوتا رہا۔'' اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ (التوبہ:۲۸)

Marfat.com

ترجمہ: "مشرکین تو نرے ناپاک ہیں۔"

اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے آباء میں سے کوئی بھی مشرک نہ تھا۔

شیخ نے لکھا ہے "میں نے اس مؤقف کے لیے ایسے قوی دلائل پائے ہیں جو عام اور خاص کے مابین ہیں عام دو مقدموں سے مرکب ہے:

1. احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے آباء میں سے تمام کے تمام اپنے زمانہ کے بہترین انسان تھے۔ امام بخاری کی حدیث ہے "مجھے بنو آدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث کیا گیا۔ زمانہ قرن بہ قرن تبدیل ہوتا رہا حتیٰ کہ مجھے اس قرن میں مبعوث کیا گیا جس میں میں تھا۔" پہلے اس مفہوم کی بہت سی احادیث گزر چکی ہیں۔
2. یہ بات بھی ثابت ہے کہ زمین سات یا اس سے زائد مسلمانوں سے خالی نہیں رہی۔ جن کے طفیل رب تعالیٰ اہلِ زمین سے مصائب دور کرتا تھا۔

عبدالرزاق نے المصنف میں، ابن منذر نے تفسیر میں سند صحیح کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "روئے زمین پر سات یا اس سے زائد مسلمان رہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو زمین اور اہلِ زمین سب ہلاک ہو جاتے۔"

امام احمد نے الزہد میں اور خلال نے کرامات الاولیاء میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین سات مسلمانوں سے کبھی بھی خالی نہیں رہی جن کے طفیل رب تعالیٰ اہلِ زمین سے آفات دور کرتا تھا۔" جب ان مقدموں کو ملایا جائے تو امام رازی کا قول ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کے اجداد کرام میں ہر جدِ امجد اگر ان سات مسلمانوں میں سے ایک ہوں جن کا تذکرہ ہوا ہے، اگر وہ ان کے علاوہ کوئی اور ہو تو پھر دو امروں میں سے ایک امر لازم آئے گا۔

(ا) یا تو دوسرا شخص ان سے بہتر ہوگا۔ یہ قول صحیح حدیث کی مخالفت کی وجہ سے باطل ہے۔

یا وہ ان لوگوں سے بہتر ہوگا۔ حالانکہ وہ اپنے شرک پر ہوگا یہ بالاجماع باطل ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

Marfat.com

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ (البقرۃ:۲۲۱)

ترجمہ: "اور بے شک مومن غلام بہتر ہے آزاد مشرک سے۔"

اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سارے آباء توحید پر تھے۔ تاکہ وہ ہر ہر زمانہ میں روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہوں۔

خاص یہ ہے کہ ابن سعد نے طبقات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نوح سے لے کر حضرت آدم تک سارے آباء اسلام پر تھے۔"

ابن منذر، ابن ابی حاتم، بزار اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہ السلام کے مابین دس صدیاں گذریں۔ وہ سارے لوگ شریعت حق پر گامزن تھے۔ پھر انہوں نے اختلاف کیا تو رب تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث کیا۔ تنزیل میں حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعا کی تفسیر میں ہے:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا۔ (نوح:۲۸)

ترجمہ: "میرے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا۔"

نص قرآن اور اجماع سے یہ ثابت ہے کہ حضرت سام بن نوح مومن تھے۔ بلکہ ایک اثر میں ہے کہ وہ نبی تھے۔ اسی طرح ان کے فرزند ارفخشذ کے بارے روایت ہے کہ وہ اہلِ ایمان میں سے تھے۔ اس روایت کو ابن حکم نے تاریخ مصر میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ انہوں نے اپنے دادا حضرت نوح کو پایا۔ انہوں نے ان کے لیے دعا کی کہ رب تعالیٰ ان کی اولاد کو ملک اور نبوت عطا کرے۔ ارفخشذ سے لے کر تارح تک آباء کے ایمان کی صراحت موجود ہے۔ ابن سعد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوگ بابل میں تھے۔ وہ حضرت نوح کے عہد سے لے کر اسلام پر تھے۔ حتیٰ کہ نمرود ان کا بادشاہ بن گیا۔ اس نے انہیں بت پرستی کی دعوت دی۔ انہوں نے یہ دعوت قبول کرلی۔

اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے اجداد کرام حضرت آدم سے لے کر نمرود

Marfat.com

کے زمانہ تک مومن تھے۔نمرود کے زمانہ میں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔آزر کو اگر حضرت ابراہیم کا باپ تسلیم کرلیا جائے تو وہ سلسلۃ النسب سے نکل جاتا ہے۔اگر وہ ان کا چچا ہو تو اس کے لیے کوئی استثناء نہیں ہے۔یہ قول یعنی آزر حضرت ابراہیم کا باپ نہ تھا۔بہت سے اسلاف سے مروی ہے۔اسے ابن ابی شیبہ، ابن منذر نے مجاہد سے کئی سندوں سے روایت کیا ہے۔کئی سندیں صحیح ہیں۔ابن منذر نے ابن جریج سے اور ابن ابی حاتم نے سدی سے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

لغت کے اعتبار سے اس کی توجیہ یہ ہے کہ اب کا لفظ چچا پر بھی بولا جاتا ہے۔یہ عام استعمال ہے۔اگرچہ مجازی طور پر ہے۔شیخ نے اس کو تفصیل سے لکھا ہے۔لیکن میں اسے ترک کرتا ہوں۔بخاری شریف کی صحیح احادیث اور علماء کی نصوص وضاحت کرتی ہیں کہ لوگ حضرت ابراہیم کے عہد سے دین ابراہیمی پر تھے۔عمرو بن عامر خزاعی تک ان میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا۔اس کو عمرو بن لحی بھی کہا جاتا ہے۔اس نے سب سے پہلے بتوں کی پوجا کی۔دین ابراہیمی کو تبدیل کیا، اہلِ عرب کو بت پرستی کی دعوت دی۔جو انہوں نے قبول کر لی۔عمرو حضور کے جد امجد کنانہ کا معاصر تھا۔اس امر کی مزید تفصیل عنقریب آئے گی۔

پھر شیخ نے وہ امور ذکر کیے ہیں جو عدنان، معد، ربیعہ، مضر، خزیمہ، اسد، الیاس، کعب کے ایمان کی گواہی دیتے ہیں۔پھر انہوں نے لکھا ہے ”اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر کعب بن لؤی تک کے ایمان کی صراحت ہو چکی ہے صرف آزر میں اختلاف ہے۔اگر وہ حضرت ابراہیم کا باپ ہے تو اس کے لیے مستثنیٰ ہے۔اگر وہ آپ کا چچا ہوا تو وہ آپ کے اجداد سے نکل جائے گا نسب پاک محفوظ ہو گا۔مرہ اور حضرت عبدالمطلب تک چار اجداد ہیں جن کے بارے مجھے کوئی روایت نہیں ملی۔حضرت عبدالمطلب کا تذکرہ آرہا ہے۔حافظ شمس الدین بن ناصر الدین پر رب تعالیٰ رحم کرے۔انہوں نے کیا خوب لکھا ہے:

تنقل احمد نورا مبینا
تلالا فی وجوہ الساجدینا

Marfat.com

ترجمہ: ''احمد مجتبیٰ ﷺ نور مبین بن کر منتقل ہوئے، وہ سجدہ کرنے والوں کے چہروں میں چمکے۔''

تقلب فیہم قرنا فقرنًا
الی ان جاء خیر المرسلینا

ترجمہ: ''وہ ان میں قرن بہ قرن چلتے رہے حتیٰ کہ خیر المرسلین بن کر تشریف لائے۔''

## تیسرا مسلک

تیسرا مسلک یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کے والدین کریمین کو زندہ کیا حتیٰ کہ وہ آپ پر ایمان لے آئے۔ بہت سے آئمہ اور حفاظ کا یہی مسلک ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جو اس ضمن میں وارد ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں لکھا ہے لیکن وہ موضوع نہیں ہے۔ ابن صلاح نے علوم الحدیث میں بیان کیا ہے اور دیگر محدثین نے ان کی اتباع کی ہے کہ ابن جوزی نے موضوعات میں بہت سے تسامحات کیے ہیں۔ ایسی احادیث کو موضوع قرار دیا ہے جو موضوع نہیں ہیں بلکہ وہ ضعیف ہیں یا حسن یا صحیح ہیں۔

شیخ الاسلام ابن حجر نے ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام "القول المسدد فی الذب عن مسند احمد" ہے۔ اس میں انہوں نے ان ساری احادیث کا تذکرہ کیا ہے جنہیں ابن جوزی نے موضوعات میں شامل کیا ہے۔ حالانکہ وہ مسند احمد میں ہیں۔ انہوں نے عمدہ طریقہ سے اس کا رد کیا ہے۔ انہوں نے یہ وضاحت کی ہے کہ ابن جوزی نے انہیں موضوع قرار دینا وہم ہے۔ انہوں نے تفصیل سے لکھا ہے کہ وہ ضعیف ہیں۔ موضوع نہیں ہیں۔ بعض حسن ہیں، بعض صحیح ہیں۔ ان میں بعض وہ بھی ہیں جو صحیح مسلم میں ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے لکھا ہے ''یہ ابن جوزی کی شدید غفلت ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے جو صحیحین میں سے کسی ایک میں ہے۔''

Marfat.com

ان کے شیخ حافظ زید الدین عراقی نے سب سے پہلے ابن جوزی کی گرفت کی۔ میں نے شیخ الاسلام کی کتابوں کی فہرست میں دیکھا کہ انہوں نے ابن جوزی کی گرفت پر کتاب شروع کی تھی۔ مگر میں اس کتاب سے آگاہ نہیں ہو سکا۔ میں نے ان احادیث کو تلاش کر لیا جو موضوع نہ تھیں۔ ان میں سے بعض سنن ابی داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور مستدرک میں تھیں۔ میں نے ہر ہر حدیث کا حکم بیان کیا کہ وہ ضعیف ہے یا حسن یا صحیح ہے۔ میں نے ایک تالیف لکھی جس کا نام "النکت البدیعات علی الموضوعات" رکھا۔

جو حدیث پاک ہمارے زیر بحث ہے اس میں بہت سے آئمہ اور حفاظ نے ابن جوزی کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے جس سے فضائل اور مناقب میں استدلال کرنا درست ہے۔ یہ موضوع نہیں۔ ان آئمہ میں خطیب بغدادی، حافظ ابو القاسم، ابن عساکر، ابن شاہین، امام سہیلی، امام قرطبی، امام طبری، علامہ ابن منیر، ابن سید الناس شامل ہیں۔ حافظ شمس الدین نے اس ضمن میں یہ اشعار بھی کہے ہیں:

حبا الله النبی مزید فضل
علی فضل و کان بہ رؤفا

ترجمہ: "رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر فضل پر فضل فرمایا۔ وہ آپ کے ساتھ رؤف ہے۔"

فاحیا امه و کذا اباه
لایمانٍ بہ فضلا لطیفا

ترجمہ: "اللہ نے آپ کے والدین کریمین کو زندہ کیا تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔ یہ آپ پر فضل لطیف ہے۔"

فسلّم فالقدیم بذا قدیر
و ان کان الحدیث بہ ضعیفا

ترجمہ: "یہ تسلیم کر لے۔ ذاتِ باری تعالیٰ اس پر قادر ہے، اگرچہ اس کے بارے

Marfat.com

روایت ضعیف ہے۔"

مجھے بعض فضلاء نے بتایا ہے کہ اس نے شیخ الاسلام ابن حجر کا ایک فتویٰ بھی دیکھا ہے، جنہوں نے اس میں اس مسئلہ کا جواب دیا تھا۔ مگر میں اس سے آگاہ نہیں ہوا۔ میں صرف اس کلام سے آگاہ ہوا ہوں جو میں نے دوسرے مسلک میں لکھ دیا ہے۔

امام سہیلی نے الروض الانف میں یہ روایت لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ رب تعالیٰ سے آپ ﷺ نے التجا کی کہ وہ آپ ﷺ کے والدین کو زندہ کرے۔ اس نے آپ ﷺ کے والدین کو زندہ کیا۔ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے پھر ان کا وصال ہو گیا۔" اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی رحمت اور قدرت کسی چیز سے عاجز نہیں ہے۔ حضور ﷺ بھی اس کے اہل ہیں جو عزت و کرامت چاہے آپ ﷺ کے ساتھ مختص کر دے۔" انہوں نے اپنی کتاب میں کسی اور جگہ لکھا ہے کہ حضور کریم ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "اگر آپ ان کے ساتھ کدی تک پہنچیں تو آپ جنت نہ دیکھتیں حتیٰ کہ اسے آپ کے والد گرامی کا دادا دیکھ لیتا۔" اس میں آپ ﷺ نے "جد ابیك" فرمایا ہے۔ "جدك" نہیں فرمایا۔ یہ امر بھی اس روایت کو تقویت دیتا ہے۔ جو ہم نے پہلے ذکر کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا حتیٰ کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔

اس کے ساتھ ساتھ امام سہیلی کی اس روایت کو ابن جوزی نے موضوعات میں نہیں لکھا۔ انہوں نے اس میں ایک اور روایت کسی دوسری سند سے لکھی ہے۔ جس میں صرف آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو زندہ کرنے کا تذکرہ ہے۔ اس میں وہ روایت اس روایت کے علاوہ ہے جسے امام سہیلی نے ذکر کیا ہے۔ اس سے یہی علم ہوتا ہے کہ وہ مستقل ایک اور حدیث ہے۔ آئمہ نے اس روایت کو ان روایات کا ناسخ مانا ہے جو اس کی مخالفت میں ہیں۔ انہوں نے تصریح کی ہے کہ یہ ان سے متاخر ہے۔ اس لیے اس میں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام قرطبی نے لکھا ہے "حضور ﷺ کے فضائل لگاتار بڑھتے رہے۔ یہ امر بھی ان امور سے ہوگا جن کے ساتھ رب تعالیٰ نے ان پر فضل کیا۔ آپ ﷺ کو عزت بخشی۔ آپ ﷺ کے

Marfat.com

والدین کریمین کا زندہ ہونا نہ عقلاً ممتنع ہے نہ شرعاً۔ قرآن پاک میں ہے کہ بنو اسرائیل کا قتیل زندہ ہوا۔ اس نے اپنے قاتل کے بارے بتایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کر دیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے بھی مردے زندہ کیے۔ جب یہ ثابت ہے تو پھر آپ ﷺ کے والدین کریمین زندہ کرنے میں کون سی ممانعت تھی۔ تاکہ آپ ﷺ کی فضیلت اور عزت زیادہ ہو جائے۔" شیخ الاسلام نے "مسالک الحنفاء" میں اور بھی گفتگو کی ہے جو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے وصال کے باب میں ذکر کی جائے گی۔

## خاتمہ

بعض علماء کے نزدیک یہ مسالک قوی نہیں ہیں۔ انہوں نے امام مسلم کی روایت کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے۔ نہ عدول اور نہ ہی نسخ کا قول کیا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے لکھا ہے "کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ اس امر کا تذکرہ کھلے عام کرتا رہے۔"

امام سہیلی نے "الروض الانف" میں امام مسلم کی حدیث لکھنے کے بعد لکھا ہے "ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کے بارے اس طرح کی گفتگو کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "زندوں کو مردوں کی وجہ سے اذیت نہ دیا کرو۔" ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

(الاحزاب:۵۷)

ترجمہ: "بے شک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

"اس سے بڑھ کر اور اذیت ناک کوئی امر نہیں کہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کے والد گرامی جہنمی ہیں۔"

بعض علماء نے پانچواں قول بھی اختیار کیا ہے۔ وہ توقف ہے۔ شیخ تاج الدین فاکہانی نے اپنی کتاب "الفجر المنیر" میں لکھا ہے کہ رب تعالیٰ ہی آپ ﷺ کے والدین کریمین کے

Marfat.com

حال سے آگاہ ہے۔علامہ الباجی نے شرح الموطا میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کو کسی مباح یا غیر مباح فعل سے اذیت دینا جائز نہیں ہے۔اگرچہ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انسانوں کو مباح امر سے اذیت دینا جائز ہے۔اس سے ممانعت نہیں ہے۔مباح کام کرنے والا گناہ گار نہیں ہوتا۔خواہ اس کی اذیت کسی دوسرے تک پہنچ جائے۔اس لیے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔میں اسے حرام نہیں کرتا جس کو رب تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔لیکن بخدا! رسول کریم ﷺ کی لختِ جگر اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔''

اس میں آپ ﷺ نے سیدہ النساء کا حکم اپنا حکم بنالیا۔وہ یہ کہ کسی مباح فعل سے بھی آپ ﷺ کو اذیت دینا درست نہیں۔ارشادِ ربانی ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ (الاحزاب:۵۸)

ترجمہ: ''اور جو لوگ دل دکھاتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کا بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی (معیوب) کام کیا ہو تو انہوں نے اٹھالیا (اپنے سر پر) بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ۔''

مؤمنین کی اذیت کو بغیر ما اکتسبوا کے ساتھ مشروط کیا جبکہ حضور ﷺ کو اذیت دینے کو کسی شرط کے بغیر ذکر فرمایا۔ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں یحییٰ بن عبدالمالک کی سند سے نوفل بن فرات سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ایک عامل تھا۔اس کے پاس شام کا ایک شخص تھا جو امین تھا۔اس نے اسے شام کے علاوہ کسی جگہ میں ایسے شخص کو عامل مقرر کر دیا جس کے باپ پر تہمت تھی۔یہ بات حضرت عمر تک بھی پہنچ گئی۔انہوں نے اسے فرمایا: ''تو نے مسلمانوں کے علاقہ پر ایسے آدمی کو عامل کیوں مقرر کیا ہے جس کے باپ پر تہمت ہے؟ اس نے کہا: ''رب تعالیٰ امیر المؤمنین کی اصلاح

Marfat.com

کرے۔ اگر اس کے باپ پر تہمت ہے تو پھر کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین بھی تو مشرک تھے (نعوذ باللہ منہ) حضرت عمر نے آہ نکالی۔ پھر خاموش رہے۔ پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا:
''میں اس کی زبان کاٹ دوں؟ اس کا ہاتھ اور ٹانگ کاٹ دوں؟ اس کی گردن اڑا دوں؟''
پھر فرمایا: ''جب تک میں زندہ ہوں میرے ساتھ کلام نہ کرنا۔''
شیخ نے فرمایا ہے: ''مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں اس مسئلہ پر کچھ اشعار کہوں جن پر میں اپنی تالیف کو ختم کروں۔ میں نے یہ اشعار کہے ہیں:

ان الذی بعث النبی محمدا

انجی به الثقلین مما یجحف

ترجمہ: ''بلاشبہ وہ ذات جس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا۔ آپ کی وجہ سے ثقلین کو اس چیز سے نجات مل جائے جو انہیں ہلاک کر سکتی تھی۔''

ولامه و ابیه حکم شائع

ابداہ اھل علم فیما صنفوا

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے لیے ایک حکم معروف ہے۔ اہلِ علم نے اپنی کتب میں اسی کا اظہار کیا ہے۔''

فجماعة اجروھما مجری الذی

لم یاتِہِ خبر الدعاة المسعف

ترجمہ: ''ایک جماعت نے انہیں اس گروہ میں شمار کیا ہے جنہیں قریبی دعوت دینے والوں کی خبر نہیں پہنچی۔''

والحکم فیمن لم تجئه دعوة

ان لا عذاب علیه حکم یولف

ترجمہ: ''ایسے لوگوں کے بارے رب تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے جنہیں دعوت نہ پہنچی ہو کہ ان پر کوئی عذاب نہیں۔''

Marfat.com

فبذاك قال الشافعية كلهم
والاشعرية ما بهم متوقف

ترجمہ: ”یہ نظریہ سارے شوافع اور اشعریہ کا ہے۔ ان میں سے کسی کا کوئی توقف نہیں ہے۔“

و بسورة الاسراء فيه حجة
و بنحو ذا فی الذكر آی تعرف

ترجمہ: ”سورۃ الاسراء میں اس کی ایک دلیل موجود ہے جو ذکر کے ذال کی طرح مشہور ہے۔“

و لبعض اهل الفقه فی تعليله
معنی ادق من النسيم والطف

ترجمہ: ”بعض اہلِ فقہ نے اس کی تعلیل میں ایسا معنیٰ لکھا ہے کہ بادِ نسیم سے زیادہ نرم اور لطیف ہے۔“

و نحا الامام الفخر رازی الوزی
منحیً به للسامعين تشنف

ترجمہ: ”اس مسئلہ میں امام رازی کا مؤقف وہ ہے جس میں سامعین کے لیے دلائل سے آراستہ کلام ہے۔“

اذهم علی الفطر الذی ولدوا ولم
يظهر عناد منهم و تخلف

ترجمہ: ”وہ اس فطرت پر رہے جس پر ان کی ولادت ہوئی ان سے کسی عداوت اور عناد کا اظہار نہ ہوا۔“

قال الاُلی ولد النبی المصطفی
كل علی التوحيد اذ يتحنف

ترجمہ: ”پہلے گروہ نے کہا ہے کہ جو نور مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین رہے وہ سب توحید پر تھے

Marfat.com

وہ ہر باطل سے منہ موڑے ہوئے تھے۔"

من آدم لابیه عبد الله ما

فیهم اخو الشرك ولا مستنكف

ترجمہ: "حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک ایک شخص بھی نہ مشرک تھا نہ ہی بندگی کو عار سمجھنے والا تھا۔"

فالمشرکون کما بسورة التوبة

نجس و کلهم بطهر یوصف

ترجمہ: "سورۃ التوبہ میں ہے کہ مشرک سارے کے سارے ناپاک ہیں۔ آپ کے آباء تو پاک وصاف تھے۔"

و بسورة الشعراء فیه تقلب

فی الساجدین فکلهم متحنف

ترجمہ: "سورۃ الشعراء میں تقبلک فی الساجدین ہے۔ آپ کے سارے آباء باطل سے منہ موڑنے والے یکسو تھے۔"

هذا کلام الشیخ فخر الدین فی

اسرارہٖ هطلت علیه الذرّف

ترجمہ: "یہ امام رازی کا قول ہے جو انہوں نے "اسرار" میں لکھا ہے۔ ان پر رب تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔"

فجزاہ رب العرش خیر جزائہٖ

و حباہ جنات النعیم تزخرف

ترجمہ: "رب تعالیٰ انہیں بہترین جزاء دے۔ انہیں جنات النعیم میں جگہ دے اور انہیں آراستہ کرے۔"

Marfat.com

فلقد تدين في زمان الجاهلية
فرقة دين الهدٰى و تحنفوا

ترجمہ: ''زمانہ جاہلیت میں ایک گروہ نے ہدایت کا دین اختیار کیا اور یک سو ہو گئے۔''

زيد بن عمرو بن نوفل هكذا
الصديق ما شرك عليه يعكف

ترجمہ: ''جیسے کہ زید بن عمرو بن نوفل اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انہوں نے تو کبھی شرک کیا ہی نہیں تھا۔''

قد فسرّ السبكى بذاك مقالةً
للاشعرى وما سواه مزيف

ترجمہ: ''امام بکی نے اشعریہ کے لیے یہ بات تفصیل سے بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی مؤقف درست نہیں۔''

اذ لم تزل عين الرضا منه على
الصديق وهو بطول عمر احنف

ترجمہ: ''حضرت صدیق اکبر پر ہر وقت رضا کی آنکھ رہی وہ ساری عمر باطل سے روگرداں رہے۔''

عادت عليه صحبة الهادى فما
فى الجاهلية للضلالة يقرف

ترجمہ: ''انہیں حضور ﷺ کی رفاقت میسر رہی وہ زمانہ جاہلیت میں بھی گمراہی کے قریب نہ گئے۔''

فلامه و ابوه احرى سيما
و رأت من الآيات ما لا يوصف

ترجمہ: ''آپ ﷺ کے والدین اس امر کے زیادہ مستحق تھے۔ آپ ﷺ کی والدہ

Marfat.com

ماجدہ نے ایسی نشانیاں دیکھیں جنہیں صحیح طرح بیان نہیں کیا جاسکتا۔"

و جماعة ذهبوا الى احيائه
ابويه حتّٰى امنا لا خرفوا

ترجمہ: "ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا حتیٰ کہ وہ آپ پر ایمان لائے یہ نظریہ غلط نہیں ہے۔"

روى ابن شاهين حديثا مسندا
فى ذاك لكن الحديث مضعّف

ترجمہ: "ابن شاہین نے اس کے متعلق ایک روایت بھی نقل کی ہے۔ لیکن وہ روایت ضعیف ہے۔"

هذى سالك لوتفرد بعضها
لكفى فكيف بها اذا اتتالف

ترجمہ: "یہ مسالک ہیں اگرچہ بعض بعض سے جدا ہیں۔ یہ کافی ہیں ان کی کیفیت اس وقت کیا ہوگی جب یہ اکٹھے ہو جائیں گے۔"

و بحسب من لا يرتضيها صيته
ادبا لكن اين من هو منصف

ترجمہ: "جو اسے پسند نہیں کرتا اسے ادباً خاموش رہنا ہی بہتر ہے، لیکن وہ کہاں ہے جو منصف ہے۔"

صلى الاله على النبى محمد
ما جدد الدين الحنيف محنف

ترجمہ: "رب تعالیٰ اس وقت تک حضور ﷺ پر درود پاک پڑھتا رہے جب تک علماء دین حنیف کی تجدید کرتے رہیں۔"

Marfat.com

## عبدالمطلب

ان کی کنیتیں ابوالحارث اور ابوالبطحاء تھیں۔ ان کا نام شیبۃ الحمد تھا۔ امام سہیلی نے اسے ہی درست قرار دیا ہے۔ دوسرے قول کے مطابق ان کا نام عامر تھا۔ ابوعمر نے کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ شیبہ نام کیوں رکھا گیا۔ اس میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے سر پر سفید نشان تھا۔ جو ان کی مینڈھیوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ دوسرے قول کے مطابق کیونکہ ان کے باپ نے ان کی ماں کو یہ وصیت کی تھی۔

ان کا لقب عبدالمطلب اس لیے پڑ گیا کیونکہ ان کے والد گرامی ہاشم تاجر کی حیثیت سے مدینہ طیبہ آئے۔ وہ عمرو بن زید کے ہاں ٹھہرے۔ انہوں نے اس کی نورِ نظر سلمٰی بنت عمرو کو دیکھا تو پسند آ گئی۔ اس کے باپ سے رشتہ مانگا تو اس نے رشتہ دے دیا۔ اس نے یہ شرط رکھی کہ وہ جو بچہ بھی جنم دے گی تو اس کے اہلِ خانہ میں ہی رہے گا۔ ہاشم چلے گئے۔ زوجہ سے حق زوجیت ادا نہ کیا۔ واپس آ گئے تو اسی جگہ اپنی زوجہ سے حق زوجیت ادا کیا۔ کچھ مدت اسی جگہ ٹھہرے۔ پھر زوجہ کو مکہ مکرمہ لے آئے۔ جب اسے حمل ہوا تو وہ اپنے والد کے پاس چلی گئی۔ ہاشم شام گئے تو اس جگہ وصال ہو گیا۔ حضرت عبدالمطلب مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ سات یا آٹھ سال وہیں ٹھہرے رہے۔ اہلِ تہامہ کا ایک شخص مدینہ طیبہ سے گزرا۔ وہاں کچھ بچے تیراندازی کر رہے تھے۔ ان میں ایک بچہ تھا جس کا تیر نشانے پہ لگتا تو وہ کہتا ”میں ہاشم کا فرزند ہوں۔ میں سید لبطحاء کا بیٹا ہوں۔“ اس شخص نے پوچھا ”اے بچے! تیرا تعلق کن کے ساتھ ہے؟“ اس بچے نے کہا: ”میں شیبہ بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔“ وہ شخص مکہ مکرمہ گیا۔ مطلب بن مناف کو حطیم میں دیکھا۔ اس شخص نے کہا: ”ابوالحارث! اٹھو۔ وہ اٹھے ان کی طرف گئے۔ اس شخص نے کہا: ”میں ابھی ابھی یثرب سے آیا ہوں۔ میں نے وہاں تیراندازی کرتے ہوئے بچے دیکھے۔ پھر اس نے ساری داستان سنا دی۔ پھر کہا: ”میں نے اتنا عمدہ اور خوبصورت بچہ دیکھا ہے کہ اسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ مطلب نے کہا: ”میں اس سے غافل رہا۔

Marfat.com

بخدا! میں اس وقت اپنے خاندان اور مال کی طرف نہیں جاؤں گا حتیٰ کہ میں اسے لے آؤں۔ حارث نے اسے اپنی اونٹنی دی۔ وہ اس پر سوار ہو گیا۔

مطلب روانہ ہوئے حتیٰ کہ رات کے وقت مدینہ طیبہ پہنچے۔ پھر بنو عدی بن نجار کے پاس پہنچے۔ اس کے سامنے بچے مجلس میں تھے۔ جب اس نے اپنے بھتیجے کو دیکھا تو کہا "کیا یہ ہاشم کا فرزند ہے؟" لوگوں نے بتایا "ہاں! لوگوں نے مطلب کو پہچان لیا۔ انہوں نے کہا "ہاں! یہ تمہارا بھتیجا ہے۔ اگر تم اسے لے جانا چاہتے ہو تو اسی وقت لے جاؤ۔ اس کی ماں کو اس کے بارے علم نہیں۔ اگر اسے علم ہو گیا تو ہم اس کے اور تمہارے مابین حائل ہو جائیں گے۔" اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی۔ پھر شیبہ کو بلایا۔ اسے کہا: "میرے بھتیجے! میں تمہارا چچا ہوں۔ میں تمہیں اپنی قوم میں لے جانا چاہتا ہوں۔ میرے ہمراہ سوار ہو جاؤ۔ مطلب نے اسے اونٹنی پر سوار کیا اور اونٹنی اٹھائی اور چل پڑے۔ جب شیبہ کی والدہ کو علم ہوا کہ اس کا چچا اسے لے گیا ہے تو وہ اپنے بیٹے پر غمزدہ ہو گئی۔ اس نے یہ اشعار پڑھے:

کنا ولاۃ حمہ رمہ
حتی اذا قام علی اتمہ
انتزعوہ من امہ
و غلب الاخوال حق عمہ

ترجمہ: "اس بچے کے قلیل اور کثیر کے مالک ہم ہی تھے۔ جب وہ پروان چڑھا تو انہوں نے اسے اس کی ماں سے چھین لیا۔ چچا کا حق ماموؤں کے حق پر غالب آ گیا۔"

دوسرے قول کے مطابق انہوں نے والدہ کی اجازت سے انہیں حاصل کیا تھا۔ جب وقت چاشت مطلب مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے حضرت عبدالمطلب تھے۔ لوگ بازاروں میں اور اپنی اپنی محافل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اسے خوش آمدید کہنے کے لیے اٹھے۔ انہوں نے پوچھا: "یہ تمہارے ہمراہ کون ہے؟" اس نے کہا: "یہ میرا غلام ہے جسے میں نے یثرب سے خریدا ہے۔" پھر شیبہ کو لے کر حزورہ آیا۔ ان کے لیے حلہ خریدا اور انہیں اپنی

Marfat.com

زوجہ خدیجہ بنت سعید کے پاس لے گئے۔ رات کے وقت شیبہ کو حلہ پہنایا۔ انہیں بنو عبد مناف کی محفل میں بٹھایا اور انہیں ان کی داستان سنا دی۔ شیبہ بعد میں یہی حلہ پہن کر نکلتے تھے۔ مکہ مکرمہ کی گلیوں میں گھومتے تھے۔ ان کا چہرہ سارے لوگوں سے خوبصورت تھا۔ لوگ انہیں کہتے "یہ عبدالمطلب (مطلب کے غلام) ہیں۔ ان کا یہی نام معروف ہو گیا۔ شیبہ کو چھوڑ دیا گیا۔ حضرت عبدالمطلب اکثر اپنے ننھال جاتے تھے۔ اور ان کے ساتھ عمدہ سلوک کرتے تھے۔

بلاذری نے محمد بن سائب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب قریش کے حلیم اور حکیم افراد میں سے تھے۔ حرب بن امیہ ان کا دوست تھا۔ حضرت عبدالمطلب کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ جسے اذینہ کہا جاتا تھا۔ وہ اپنا مال لے کر تہامہ کے بازاروں میں جاتا تھا۔ اس کے اس فعل نے حرب کی آتش غیظ کو بھڑکایا۔ حرب نے قریش کے جوانوں کو اکسایا۔ اس نے کہا یہ گدھا تمہارے پاس آیا ہے۔ یہ بغیر کسی پناہ اور سواروں کے تمہارے شہر میں پھرتا رہتا ہے۔ بخدا! اگر تم اسے قتل کر دو۔ اس کا مال لے لو تو تمہیں کسی کے تعاقب کا کوئی خوف نہیں۔ کوئی شخص تم سے اس کے خون کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ عامر بن عبد مناف اور صخر بن عمرو نے اس یہودی پر حملہ کیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حضرت عبدالمطلب کو اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکا۔ وہ چھان بین کرتے رہے حتیٰ کہ انہیں علم ہو گیا۔ وہ حرب بن امیہ کے پاس گئے۔ اس کے اس کرتوت پر اس کی سرزنش کی اور اپنے پڑوسی کے خون کا مطالبہ کرتے رہے۔ وہ اپنی گفتگو میں سختی اختیار فرماتے رہے حتیٰ کہ المحک اور اللجاج نے انہیں فخر کرنے پر بلایا اور نجاشی کو ثالث مقرر کیا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے نفیل بن عبد العزیٰ کو ثالث مقرر کیا۔ اس نے حرب سے کہا: "ابو عمرو! تم اس شخص پر فخر کرتے ہو جس کی قامت تجھ سے طویل ہے۔ جو تجھ سے حسین و جمیل ہے۔ جو عزت میں تجھ سے بڑھ کر اور ملامت میں تجھ سے کم ہے۔ وہ اولاد میں تجھ سے کثیر ہے۔ عطیات میں تجھ سے زیادہ ہے۔ مدد کے اعتبار سے تجھ سے بڑھ کر ہے۔ میں اپنا یہ قول کرتا ہوں۔ عبدالمطلب! آپ کو

Marfat.com

غصہ دیر سے آتا ہے۔عرب میں آپ کی شہرت پھیلی ہوئی ہے۔آپ مستقل مزاج ہیں۔آپ کا قبیلہ آپ سے پیار کرتا ہے۔آپ فخر میں جیت گئے ہیں۔یہ سن کر حرب کو غصہ آیا۔اس نے نفیل کو گالیاں دیں۔اس نے کہا:"جب زمانہ نے تجھے سرنگوں کر دیا تو تجھے ثالث بنا دیا گیا۔اہلِ عرب فضیل کے پاس اپنے فیصلے لے کر جاتے تھے۔اسی واقعہ کے بارے فضیل نے یہ اشعار کہے ہیں:

اولاد شیبة اهل المجد قد علمت
علیا معد اذا ما هز الورع
و شیخهم خیر شیخ لست تبلغه
انّی و لیس به سخف ولا طمع
یا حرب ما بلغت سعاتکم هبعا
سِقی الحجیج وما ذا یبلغ الهبع
ابو کما واحد الفرع بینکما
منه الغساش و منه الناضر الینع

ترجمہ:"حضرت شیبہ کی اولاد بزرگی والی ہے۔معد کی رفعت جانتی ہے۔جب تقویٰ حرکت دیتا ہے ان کا بزرگ بہترین بزرگ ہے۔تو ان تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔
ان میں نہ کم عقلی ہے نہ لالچ ہے۔اے حرب! تمہاری کوشش تو اونٹ تک بھی نہیں پہنچی وہ تو حاجیوں کو پلاتے ہیں اور ایک اونٹ کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔
تمہارا باپ تو ایک ہے لیکن تمہارے مابین فرق بہت زیادہ ہے۔تم میں سے ہی کوئی وہ لکڑی ہے جسے پرندے گھونسلوں کے لیے استعمال کرتے ہیں اور تم میں ہی خوشگوار اور تروتازہ پھل بھی ہے۔"

حضرت عبدالمطلب نے حرب کی رفاقت چھوڑ دی اور عبداللہ بن جدعان کو دوست بنالیا ہے۔انہوں نے حرب کو نہ چھوڑا حتیٰ کہ اس سے ایک سو اونٹ لیے اور اس یہودی کے

Marfat.com

چچازاد کو دے دیے۔ اس نے اس یہودی کا مال بھی واپس کر دیا۔ مگر تھوڑا سا مال باقی تھا جو اس سے تلف ہو گیا تھا۔ وہ اس کا بھی ضامن بنا۔ ارقم بن نضلہ بن ہاشم نے اس واقعہ کے بارے اشعار لکھے ہیں:

و قبلك ما اردى امية هاشم
فاورده عمرو الى شرّ موردِ
ايا حرب قد حاربته غير مقصِّر
شاك الى الغايات طلّاع انجُدِ

ترجمہ: ”تم سے قبل ہاشم نے امیہ کو ہلاک نہیں کیا تھا۔ عمرو نے اسے برے گھاٹ پر اتار دیا۔ اے ابو حرب! تو نے جنگ کرنے میں سستی سے کام نہیں لیا لیکن وہ نشیب و فراز سے آگاہی اور تجربات میں تجھ سے کہیں آگے نکل گیا ہے۔“

بلاذری نے محمد بن سائب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کا پانی کا چشمہ تھا جسے ”الھرم“ کہا جاتا تھا۔ جندب بن حارث نے بنو ثقیف کے ہمراہ اس پر غلبہ پالیا۔ حضرت عبدالمطلب نے قضاعی کاہن کے پاس ان کے ساتھ فخر میں مقابلہ کیا۔ اس کاہن کا نام سلم تھا۔ یہ شام میں رہتا تھا۔ قریش کے چند افراد کے ساتھ حضرت عبدالمطلب اس کے پاس گئے۔ جندب ثقیف کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا۔ جب وہ کاہن تک پہنچے تو انہوں نے توشہ دان کے منکا میں ٹڈی کا سر چھپا دیا۔ کاہن نے کہا: ”تم نے میرے لیے وہ چیز چھپائی ہے جو اڑتی ہے تو بلند ہوتی ہے، جب ٹیڑھی ہوتی ہے تو گر پڑتی ہے۔ اس کی دم بڑی تیز ہے جو آری کی طرح چلتی ہے۔ انہوں نے کہا: ”ذرا تفصیل بیان کرو“ اس نے کہا اگر میرے اس قول کی تفصیل درکار ہے وہ تو یہ ہے کہ وہ ٹڈی کا سر ہے جو توشہ دان کے منکے میں ہے جو قلادہ کی تہ میں ہے۔“ انہوں نے کہا: ”تو نے سچ کہا ہے“ انہوں نے اپنا اپنا نسب بیان کیا۔ اس نے کہا: ”میں نور اور تاریکی کی قسم اٹھاتا ہوں۔ حرم والے گھر کی قسم! حرم میں پانی کا چشمہ ہے۔ وہ کریم قریشی کے لیے ہے۔“ یہ سن کر بنو ثقیف ناراض ہو گئے۔ انہوں نے اسے کہا: ”ہمارے بلند

Marfat.com

منصب اور سخاوت کی وجہ سے یہ فیصلہ ہمارے حق میں کر دے۔ کیونکہ ہم بہت زیادہ نیزہ بازی کرتے ہیں۔" حضرت عبدالمطلب نے کہا: "کاہن! تم اس کے حق میں فیصلہ کرو جو بڑی بڑی خیرات والا ہے جس کا باپ مضر کا سردار ہے۔ وہ حاجیوں کو پانی پلاتے تھے جب ان کی تعداد کثیر ہوتی تھی۔" اس وقت کاہن نے کہا:

اما و رب القلص الرواسم
یحملن ازوالاً بقیّ طاسم
ان سناء المجد والمکارم
فی شیبة الحمد سلیل هاشم
ابی النبی المرتضیٰ للعالم

ترجمہ: "ان اونٹنیوں کے رب کی قسم جو چلتے وقت زمین پر نشانات ڈالتی ہیں جو طاسم قبیلہ کے بہادروں کو اٹھاتی ہیں، بزرگی اور اخلاق کی روشنی شیبۃ الحمد میں ہے جو ہاشم کے فرزند ہیں۔ وہ اس نبی مرتضیٰ ﷺ کے دادا ہیں جو ساری دنیا کے لیے تشریف لائیں گے۔"

پھر اس نے کہا:

ان بنی النضر کرام سادہ
من مضر الحمراء فی قلادہ
اهل السناء و ملوك قادہ
مزارهم بارضهم عبادة
ان مقالی فاعلموا شهادہ

ترجمہ: "بنو نضر کریم اور سردار ہیں۔ مضر الحمراء بھی اسی نسل سے ہیں۔ وہ نورانی چہروں والے بادشاہ اور قائد ہیں۔ ان کی زمین میں ان کی زیارت کرنا عبادت ہے۔ میرا یہ قول گواہ ہے۔ خوب جان لو۔"

Marfat.com

پھر اس نے کہا: ''ثقیف بھاگا ہوا غلام تھا۔ اسے پکڑ کر آزاد کیا گیا۔ اس کا اس کریم میں کوئی حق نہیں ہے۔''

جب اس کاہن نے عبدالمطلب کے لیے ہرم کا فیصلہ کر دیا تو حضرت عبدالمطلب نے دیگچے ادھار لیے۔ پھر اونٹ ذبح کیا اپنے اردگرد کے لوگوں کو کھلایا۔ کچھ اونٹ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں پر بھیج دیے۔ انہیں پرندوں اور درندوں کے لیے ذبح کر دیا گیا۔ جناب ابوطالب نے کہا ہے:

و نطعم حتىٰ تاكل الطير فضلنا
اذ جعلت ايدى المنيضين ترعد

ترجمہ: ''ہم کھلاتے ہیں حتیٰ کہ ہمارا کھانا پرندے بھی کھاتے ہیں۔ جب معالجوں کے ہاتھوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔''

علامہ بلاذری نے حضرت محمد بن سائب سے روایت کیا ہے کہ جذام کا ایک کارواں حج کے بعد عازمِ سفر ہوا۔ انہوں نے اپنا ایک شخص نہ پایا۔ انہوں نے اسے مکہ مکرمہ کے گھر میں تلاش کیا۔ انہیں حذافہ بن غانم ملا۔ انہوں نے اسے ہی پکڑا اور باندھ دیا اور اسے لے کر چلے۔ حضرت عبدالمطلب طائف سے واپس آ رہے تھے۔ ان کے ہمراہ ان کا بیٹا ابولہب تھا جو انہیں لا رہا تھا کیونکہ ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ جب حذافہ نے انہیں دیکھا تو باآوازِ بلند انہیں پکارا۔

حضرت عبدالمطلب نے ابولہب سے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''یہ حذافہ بن غانم ہے جسے کارواں نے باندھ رکھا ہے۔ جناب عبدالمطلب نے کہا: ''ان کے پاس جاؤ اور ان سے بات کرو کہ معاملہ کیا ہے؟'' وہ کارواں کے پاس گیا۔ انہیں بتایا۔ پھر وہ واپس آیا اور حضرت عبدالمطلب کو بتایا۔ انہوں نے کہا: ''کیا تیرے پاس کچھ ہے۔'' ابولہب نے کہا: ''میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔'' عبدالمطلب نے کہا: ''ان کے پاس جاؤ اور انہیں کچھ دے اور اس آدمی کو چھڑا لے۔'' ابولہب ان کے پاس گیا۔ اس نے کہا: ''تم میرے مال اور

Marfat.com

تجارت سے آگاہ ہو۔ میں تمہیں بیس اوقیہ سونا اور دس اونٹ اور دس گھوڑے دوں گا۔ یہ میری چادر بطور رھن رکھ لو۔" انہوں نے ابولہب کی بات مان لی۔ حذافہ کو چھوڑ دیا۔ حذافہ آیا۔ جب حضرت عبدالمطلب نے ابولہب کی آواز سنی تو انہوں نے کہا: "میرے باپ کی قسم! تو نافرمان ہے۔ واپس لوٹ جا۔" ابولہب: "حذافہ میرے ساتھ ہے۔" ابولہب نے اسے بلایا: "اے حذافہ! کیا تو میری آواز سن رہا ہے؟" حذافہ نے کہا: "ہاں! میرے والدین آپ پر فدا! اے حاجیوں کو پانی پلانے والے! مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیں۔ انہوں نے اسے اپنے پیچھے بٹھا لیا حتیٰ کہ مکہ مکرمہ آ گئے۔ حذافہ نے یہ اشعار کہے:

بنو شية الحمد الذی كان وجهه
يضيئ ظلام الليل كالقمر البدر

ترجمہ: "حضرت عبدالمطلب کے فرزند! جن کا چہرہ تاریک رات میں ماہِ تمام کی طرح چمکتا تھا۔"

كهولهم خير الكهول و نسلهم
كنسل الملوك لاقصار و خزر

ترجمہ: "ان کے بزرگ بہترین بزرگ اور ان کی نسل بادشاہوں کی نسل ہے۔ وہ نہ تو کوتاہ قد ہیں اور نہ ہی بھینگے ہیں۔"

ملوك و ابناء ملوكٍ و سادة
تفلق عنهم بيضة الطائر الصقر

ترجمہ: "وہ بادشاہ اور بادشاہوں کی اولاد ہیں۔ سردار ہیں۔ گویا کہ شاہین کا انڈا پھٹا اور وہ نکلے۔"

لساقی حجيج ثم للخير هاشم
و عبد مناف ذلك السيد الفهر

ترجمہ: "وہ حاجیوں کو پلانے والے پھر ہاشم روٹی کھلانے والے ہیں اور عبد مناف فہر کے سردار تھے۔"

Marfat.com

متی تلق منهم خارجا فی شبابه
تجده علی احراء والده یجری

ترجمہ: ”جب تم ان میں سے کسی شخص کو ملو گے جو جوانی سے نکل رہا ہوگا۔ تم اسے پاؤ گے کہ وہ اپنے والد کے نقشِ قدم پر چل رہا ہوگا۔“

هم ملاؤا البطحاء مجدا و سؤودا
وهم نکلوا عنا غواة بنی بکر

ترجمہ: ”انہوں نے بطحاء کو بزرگی اور سرداری سے بھر دیا ہے اور انہوں نے ہی بنو بکر کے باغیوں کو ہماری طرف سے سزا دی۔“

و هم یغفرون الذنب ینقم مثله
وهم ترکوا رای السفاهة والهجر

ترجمہ: ”وہ ایسے گناہ معاف کر دیتے ہیں جن کا بدلہ لیا جاتا ہے اور انہوں نے حماقت اور یاوہ گوئی کی رائے کو ترک کر دیا ہے۔“

اخارج اما اهلکن فلا تزل
بشیبة منکم شاکرا اخر الدهر

ترجمہ: ”اگر میں باہر نکلتا تو میں صرف ہلاک ہو جاتا۔ تم پر لازم ہے تم تاقیامت شیبہ کا شکریہ ادا کرو۔“

بلاذری نے حضرت محمد بن سائب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے سب سے پہلے خضاب لگایا کیونکہ انہیں جلد بڑھاپے نے آلیا۔ وہ یمن کے ایک بادشاہ کے پاس گئے۔ اس نے انہیں خضاب لگانے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے اپنے بالوں پر مہندی لگا دی۔ پھر خضاب لگایا۔ جب واپس لوٹے تو مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر دوبارہ خضاب لگایا۔ وہ بہت زیادہ خضاب لے کر آئے تھے۔ جب وہ اپنے گھر داخل ہوئے تو ان کے بال کوے کے پروں کی طرح تھے۔ ان کی زوجہ نتیلہ نے کہا: ”یہ رنگ کتنا اچھا ہے۔ کاش! آپ ہمیشہ یہی

Marfat.com

استعمال کریں۔" اس وقت عبدالمطلب نے یہ اشعار کہے:

لو دام لی ھذا السواد حمدتہٗ

و کان بدیلا من شباب قد انصرم

ترجمہ: "اگر یہ سیاہی ہمیشہ رہتی تو میں اس کا شکرادا کرتا۔ یہ اس جوانی کا بدل ہے جو گزر چکا ہے۔"

تمتعت منه والحیاۃ قصیرۃ

ولا بد من موت نتیله او هرم

ترجمہ: "میں نے اس سے لطف اٹھایا ہے۔ زندگی مختصر ہے۔ نتیلہ کو موت یا بڑھاپا ضرور آئے گا۔"

وما ذا لذی یجدی علی المرء خصفه

و نعمته یوما اذا عرشه انهدم

ترجمہ: "اس دن انسان کو اس کی خوشحالی اور نعمت کیا فائدہ دے سکتی ہے جس دن اس کا تخت الٹ جائے گا ان کے بعد اہلِ مکہ خضاب لگانے لگے۔"

حضرت عبدالمطلب کا جسم سفید تھا۔ وہ خوبصورت، طویل اور فصیح تھے۔ جو بھی انہیں دیکھتا ان کی محبت میں گرفتار ہو جاتا۔ انہیں سقایہ اور رفادہ کا منصب ملا۔ انہیں اپنی قوم میں شرف اور قدر نصیب ہوا۔ ان میں نورِ نبوت اور سلطنت کی ہیبت دیکھی جا سکتی تھی۔ ان کے اخلاق حدوشمار سے ماوراء ہیں۔ وہ قریش کے سردار تھے۔ نفس، والد، گھر، حسن و جمال، رونق اور جملہ افعال میں ان کا ثانی نہ تھا۔

علامہ رشاطی نے لکھا ہے زمانہ جاہلیت میں انہوں نے خود پر شراب حرام کر رکھی تھی۔ ان کے کئی بیٹے اور بیٹیاں تھیں جن کا تذکرہ بعد میں آئے گا۔ انہوں نے ۱۲۰ سال یا ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

## تنبیہ

امام سہیلی نے لکھا ہے کہ جب جناب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضور ﷺ

Marfat.com

نے انہیں فرمایا: "لا الہ الا اللہ کہہ دیں تا کہ میں اس کلمہ کے ساتھ آپ کی گواہی دوں گا۔" ابو طالب نے کہا تھا کہ وہ عبد المطلب کی ملت پر ہیں۔" اس کا ظاہر اس بات پر تقاضا کرتا ہے کہ ان کی وفات شرک پر ہوئی۔ میں نے بعض کتب میں حضرت عبد المطلب کے بارے اختلاف پڑھا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ حالتِ اسلام میں وصال کر گئے کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کے دلائل دیکھ لیے تھے۔ انہیں علم ہو گیا کہ آپ ﷺ توحید کے ساتھ ہی مبعوث ہوں گے۔

مسند دارمی اور سنن نسائی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "شاید آپ ان کے ساتھ کدیٰ یا کرای (قبور) تک پہنچی تھیں۔" انہوں نے عرض کی: "نہیں۔" آپ نے فرمایا: "اگر آپ ان کے ساتھ اس جگہ تک پہنچتیں تو جنت کو نہ دیکھتیں حتیٰ کہ اسے آپ کے والد گرامی کے دادا جان دیکھ لیتے۔" یہ ان کے عدم اسلام پر دلالت کرتی ہے۔

لیکن ابن سکن نے انہیں صحابہ کرام میں شمار کیا ہے کیونکہ انہوں نے ذکر کیا تھا کہ آپ ﷺ عنقریب مبعوث ہوں گے۔ جس طرح کہ بحیریٰ راہب، سیف بن ذی یزن، قس بن ساعدہ وغیرھم نے کہا تھا۔ پہلی وہ روایت گزر چکی ہے جسے حضرت ابن عباس نے ان سے روایت کیا ہے۔ حافظ نے الاصابۃ میں ابن سکن کی گرفت نہیں کی۔ مگر انہوں نے حضرت عبد المطلب کا تذکرہ چوتھی قسم میں کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب کی ابتدا میں لکھا ہے "چوتھی قسم میں ان افراد کا تذکرہ کروں گا جنہیں غلطی یا وہم کی بنا پر صحابہ کرام میں شمار کیا جاتا ہے۔" ظاہر ہے کہ انہوں نے ان کا تذکرہ چوتھی قسم میں اس لیے کیا ہے کیونکہ انہوں نے بعثت کو نہیں پایا تھا۔ انہیں صحابہ میں کیسے شمار کیا جا سکتا تھا جیسے کہ سیف ذی یزن۔ وہ حضور پاک ﷺ کی ولادت باسعادت کے تین سال بعد مرا تھا۔ اگر وہ حضور ﷺ کی بعثت کا اقرار کر لیتا۔ اسے صحابہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ اس نے آپ ﷺ کو بعثت کے بعد نہیں دیکھا تھا بلکہ دیکھا ہی نہیں تھا۔" ابو طالب نے "الکنی" میں روزِ حشر آزمائش کا تذکرہ کرنے

Marfat.com

کے بعد لکھا ہے ''ہمیں امید ہے کہ جناب عبدالمطلب اور ان کا خاندان اطاعت کریں گے اور رب تعالیٰ انہیں جنت عطا کر دے گا۔''

## ہاشم

یہ ''ہشم'' سے اسم فاعل ہے۔ اس کا معنیٰ توڑنا ہے۔ ان کا نام عمرو العلاء تھا۔ یہ تو عَمر سے مشتق ہے۔ جس کا معنیٰ بقاء ہے۔ اس معنیٰ کو ابوالفتح نے المبہج میں ذکر کیا ہے بطور دلیل ابی القماقم کا یہ شعر پڑھا ہے:

یا رب زد من عمرہ فی عمری
واستوفِ منی یا الهی نذری

ترجمہ: ''اے میرے مولا! میری عمر میں سے اس کی عمر میں اضافہ فرما دے۔ مولا! میری نذر کو پورا فرما۔''

روایت ہے کہ عیسیٰ بن عمر نے عمرو بن عبید سے پوچھا۔ ''تمہارا نام عمر کیوں رکھا گیا ہے؟'' انہوں نے کہا: عمر کا معنیٰ بقاء ہے۔ رب تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے۔'' ابن دحیۃ نے کہا ہے کہ قسم اٹھانے کے لیے صرف عَمر استعمال ہوتا ہے۔'' ارشادِ ربانی ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ (الحجر:۷۲)

ترجمہ: ''(اے محبوب) آپ کی زندگی کی قسم یہ (اپنی طاقت کے نشہ میں) مست ہیں (اور) بہکے بہکے پھر رہے ہیں۔''

ان کا لقب ہاشم تھا۔ کیونکہ انہوں نے اہلِ مکہ کو ثرید کھلائی تھی۔ اہلِ مکہ کو سخت قحط سالی نے آلیا۔ یہ فلسطین گئے وہاں سے بہت سا آٹا خریدا۔ کیک خریدے۔ انہیں لے کر مکہ معظمہ آئے۔ اس کے بارے حکم دیا۔ اس کی روٹیاں پکائی گئیں۔ پھر اس نے اونٹ ذبح کیے۔ ثرید بنائی۔ اہلِ مکہ کو کھلائی۔ حتیٰ کہ وہ مستغنی ہو گئے۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے دو سفر شروع کیے تھے۔ ایک سفر حبشہ کی طرف، دوسرا سفر شام کی طرف۔

Marfat.com

رشاطی نے لکھا ہے" قریش کی تجارت مکہ مکرمہ سے آگے نہ تھی۔ عجمی لوگ ساز و سامان میں ان سے بڑھ کر تھے۔ یہ عجمیوں سے سامان خریدتے تھے۔ ہاشم سوار ہو کر شام گئے۔ قیصر کے ہاں ٹھہرے۔ وہ ہر روز ایک بکری ذبح کرتے تھے۔ اسے ایک پیالے میں ڈالتے تھے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو بلاتے تھے۔ سارے مل کر کھاتے تھے۔ اس بات کا تذکرہ قیصر سے کیا گیا۔ اسے کہا گیا کہ اس جگہ قریش کا ایک شخص ہے جو روٹی کی ثرید بناتا ہے۔ پھر اس پر شوربا انڈیلتا ہے۔ اس پر گوشت رکھتا ہے۔ اہلِ عجم شوربا پیالوں میں رکھتے تھے۔ پھر روٹی سے اسے کھاتے تھے۔ قیصر نے انہیں بلایا۔ قیصر نے ان سے گفتگو کی۔ ان کی گفتگو کو عجیب سمجھا۔ وہ انہیں پیغام بھیجتا رہا اور ان سے ملاقات کرتا رہا۔ جب انہوں نے بادشاہ کے دربار میں اپنا مقام دیکھا تو کہا:" میری قوم عرب کے تاجر ہیں۔ اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے ایک خط لکھ دو جو انہیں امن دے اور ان کی تجارت امن کے ساتھ ہو۔ وہ تمہارے پاس حجاز کے چمڑے اور کپڑے لے کر آئیں گے۔ ان کے لیے ممکن ہو گا کہ وہ انہیں تمہارے ہاں فروخت کریں۔ وہ تمہارے لیے سستے ہوں گے۔" بادشاہ نے انہیں امان نامہ لکھ دیا۔ ہاشم نے وہ خط لیا۔ شام کے راستے میں جب بھی وہ کسی قبیلہ کے پاس سے گزرتے۔ وہ ان کے سرداروں سے معاہدہ کرتے۔ وہ انہیں کہتے کہ وہ اہلِ عرب کو اپنے ہاں راستہ میں اور اپنی زمین پر پناہ دیں۔ یہ راستہ کی امان تھی۔ ہاشم ایسے معاہدے کرتے کرتے مکہ معظمہ پہنچ آئے۔ اہلِ مکہ کو وہ امان نامہ دیا۔ وہ بڑا بابرکت تھا۔ پھر وہ بڑے کارواں کے ساتھ تجارت کے لیے نکلے۔ ہاشم بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ ان معاہدوں کو پورا کر رہے تھے جو ان کے اور اہلِ عرب کے مابین تھے۔ حتیٰ کہ وہ شام پہنچ گئے۔ اسی سفر میں وہ غزہ میں وصال کر گئے۔ اسی وجہ سے انہیں ہاشم کہا جاتا تھا۔ یہ مشہور وجہ تسمیہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے انہیں عرب میں ہاشم کہا جاتا ہو۔ اسی طرح قیصر کے پاس بھی انہیں ہاشم کہا جانے لگا۔

ان کا بھائی عبد شمس نجاشی کے پاس گیا۔ اس سے معاہدے کیے۔ نوفل کسریٰ کے پاس گیا۔ اس سے معاہدے کیے۔ مطلب حمیر یمن گیا اور ان سے معاہدے کیے۔ ہاشم،

Marfat.com

عبد شمس، مطلب اور نوفل کو مجیزون کہا جاتا تھا۔ یہ سارے سردار بنے۔ ان کے بارے عبداللہ بن زبیری یا ان کے باپ نے کہا ہے:

یا ایها الرجل المحوّل رحله
هلا نزلت بآل عبد مناف
الآخذون العهد من آفاقها
الراحلون لرحلة الایلاف
والرائشون و لیس یوجد رائش
والقائلون هلم للاضیاف
والخالطون غنیهم بفقیرهم
حتیٰ یکون فقیرهم کالکافی
عمرو العلاهشم الثرید لقومه
سفر الشتاء و رحلة الایلاف

ترجمہ: ”اے وہ شخص جس نے اپنا کجاوہ الٹا کیا ہوا ہے۔ کیا تو آلِ عبد مناف کے ہاں نہیں اترا۔ جنہوں نے آفاق میں اپنے معاہدے کیے تھے۔ اور وہ اپنے عہد و پیمان کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ وہ اس وقت کھلاتے تھے جب کوئی کھلانے والا نہیں ہوتا تھا۔ وہ مہمان سے فرماتے تھے ”ادھر آؤ“ عمرو العلا نے اپنی قوم کے لیے ثرید بنائی۔ وہ موسم سرما اور موسم گرما کا سفر کرتے تھے۔“

زبیر بن بکار نے ”الموفقیات“ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قریش احتفاد کیا کرتے تھے۔ احتفاد یہ تھا کہ جب ان میں سے کسی کے اموال ضائع ہو جاتے تو وہ بلند زمین کی طرف نکل جاتے۔ وہاں خیمے لگا لیتے۔ وہ ان میں چلے جاتے وہ اس سے خوف سے مر جاتے کہ ان کی مفلسی کا کسی کو علم نہ ہو۔ حتیٰ کہ ہاشم جوان ہو گئے۔ اپنی قوم میں معزز ہوئے۔ انہوں نے کہا: ”اے قوم! عزت کثیر تعداد میں ہے۔ اب تم سارے

Marfat.com

عرب سے زیادہ مالدار ہو گئے ہو۔تعداد میں زیادہ ہو۔اس احتفاد کے بارے میری ایک رائے ہے۔" قریش نے کہا: "آپ کی رائے درست ہو گی۔ہمیں حکم دیں ہم سر تسلیم خم کریں گے۔" انہوں نے کہا: "میری رائے ہے کہ اپنے غریبوں کو امیروں کے ساتھ ملا دو۔ایک غنی کے ساتھ غریب کو ملایا جائے۔وہ موسمِ گرما اور موسمِ سرما کے سفروں میں اس کی مدد کرے۔گرما کا سفر شام کی طرف اور سرما کا سفر یمن کی طرف ہوتا تھا۔غنی کے پاس جو زائد مال ہو گا غریب اور اس کے اہلِ خانہ اس کے سایہ میں زندگی گزاریں گے۔اس طرح یہ احتفاد ختم ہو جائے گا۔لوگوں میں باہم الفت پیدا ہو گی۔"

بلاذری نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: "بخدا! قریش جانتے ہیں کہ جس ذات نے سب سے زیادہ معاہدے کیے تھے، اور کارواں کی اجازت حاصل کی تھی وہ ہاشم تھے۔بخدا! قریش نے سفر کے لیے رسی نہ لی، حضر کے لیے اونٹ نہ بٹھایا مگر ہاشم کی وجہ سے۔"

ہاشم ایک مالدار شخص تھے۔جب ذوالحجہ کا پہلا دن آتا وہ خانہ کعبہ کے ساتھ کمر لگاتے۔وہ خطبہ دیتے ہوئے کہتے: "اے گروہِ قریش! تم نسب کے اعتبار سے سارے عرب کے سردار ہو۔تم رشتہ داری میں عرب کے سب سے زیادہ قریبی ہو۔تم بیت اللہ کے پڑوسی ہو۔اس نے تمہیں اپنے مقدس گھر کا نگران بنایا ہے۔ساری اولاد اسماعیل کو چھوڑ کر تمہیں اس کا پڑوس عطا فرمایا ہے۔اس نے تمہاری اس سے بہترین حفاظت کی ہے جس طرح ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کی حفاظت کرتا ہے۔تم اس کے مہمانوں کی تعظیم کرو۔وہ دور دراز سے تمہارے پاس اس طرح آتے ہیں کہ ان کے سر گرد آلود ہوتے ہیں۔وہ سارے شہروں سے دبلی پتلی اونٹنیوں پر آتے ہیں۔وہ تھک جاتے ہیں۔ان کا سامان ختم ہو گیا ہے۔ان میں جوئیں پڑی ہوئی ہیں۔انہیں اپنے پاس ٹھہراؤ۔اور ان کی مدد کرو۔اگر میرے پاس اتنا مال ہوتا جو یہ سب کچھ برداشت کر سکتا تو میں کافی ہو جاتا۔میں اپنے مال میں سے حلال اور پاکیزہ مال نکالنے لگا ہوں جس سے نہ قطع رحمی کی گئی ہے، جسے نہ ظلم کرتے ہوئے چھینا گیا ہے،

Marfat.com

نہ اس میں حرام کا عمل دخل ہے، جو اس طرح کرنا چاہے وہ ضرور کرے۔ میں تمہیں اس گھر کی حرمت کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم میں ہر شخص بیت اللہ کے مہمانوں کے لیے ایسا مال نکالے جسے ظلم کرتے ہوئے چھینا نہ گیا ہو۔ جس میں نہ قطع رحمی کی گئی ہو۔ نہ ہی غضب کیا گیا ہو۔" سارے بنو کعب اس میں کوشش کرتے پھر اپنے اموال میں سے نکالتے۔ ہر گھر اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور بھیجتا کہ اہلِ ثروت ایک سو ہر قلیہ بھیجا کرتے تھے۔ وہ سامان ہاشم کے پاس لے کر آتے۔ وہ یہ سارا سامان دار الندوہ میں رکھ دیتے تھے۔

حضرت ہاشم ہر سال بہت سا مال نکالتے تھے۔ وہ چشمۂ زمزم کے پاس چمڑے کے حوض بنانے کا حکم دیتے تھے۔ یہ زمزم کی کھدائی سے پہلے کی بات ہے۔ پھر ان میں مکہ مکرمہ کے کنوؤں کا پانی ملایا جاتا تھا۔ وہ حاجیوں کو پلایا جاتا تھا۔ وہ حاجیوں کو ترویہ سے قبل مکہ میں، پھر منیٰ میں، پھر عرفات میں کھلاتے تھے۔ وہ ان کے لیے روٹی اور گوشت، روٹی اور گھی، روٹی اور کھجور کی ثرید بناتے تھے۔ ان کو پانی پلاتے تھے۔ پھر لوگ اپنے شہروں میں چلے جاتے۔ ہاشم سارے لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور باجمال تھے۔ اہلِ عرب انہیں قدح النضار اور بدر کہتے تھے۔

ابو سعد نیساپوری نے لکھا ہے کہ ان کے چہرے پر نور نبوت دیکھا جا سکتا تھا۔ انہیں جو بھی دیکھتا تھا ان کی محبت میں گرفتار ہو جاتا تھا۔ قیصر نے ان کی طرف پیغام بھیجا تا کہ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دے۔ کیونکہ اس نے انجیل میں ان کے اوصاف پڑھے تھے مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

ہاشم کی اولاد میں نضلہ، عبد المطلب، اسد، ابو صیفی، شفاء، خلدہ، رقیہ اور جیبہ شامل ہیں۔
ان کے بھائی مطلب، عبد شمس، تماضر، فلابہ، نوفل، ابو عمر و عبید اور امیمہ ان کے بھائی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ہاشم اور عبد شمس جڑواں تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے پیدا ہوا۔ دوسرے قول کے مطابق پہلے ہاشم پیدا ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کی انگلی دوسرے کے جسم سے ملی ہوئی تھی۔ جب اسے جدا کیا گیا تو خون نکلا تو یہ کہا گیا: "عنقریب ان

Marfat.com

کے مابین خونریزی ہوگی۔" ہاشم اپنے والد عبد مناف کے بعد سقایۃ اور رفادہ کے نگران بنے۔امیہ بن عبد شمس نے ان سے حسد کیا۔

بلاذری نے ہشام بن محمد بن سائب سے روایت کیا ہے کہ امیہ بن عبد مناف مالدار تھا۔ اس نے اس طرح بننے کی کوشش کی جس طرح ہاشم تھے۔تا کہ وہ بھی قریش کو کھلائے مگر وہ عاجز آ گیا۔مگر قریش نے اس پر کوتاہی کا عیب لگایا۔وہ ناراض ہو گیا۔اس نے ہاشم کے ساتھ فخر میں اس شرط پر مقابلہ کیا کہ ہارنے والا پچاس اونٹنیاں دے گا۔جنہیں مکہ مکرمہ میں ذبح کیا جائے گا اور دس سال جلاوطن رہے گا۔خزاعی کاہن ان کا ثالث تھا۔یہ کاہن عسفان میں رہتا تھا۔کاہن نے کہا:"مجھے چمکنے والے ستارے، تاباں چاند، برستے بادل، فضا میں منڈلاتے ہوئے پرندے کی قسم! نشیب وفراز کی قسم! ہاشم امیہ سے کارناموں میں سبقت لے گئے ہیں۔وہ اول و آخر ہیں۔" ہاشم نے وہ اونٹ لیے، انہیں ذبح کیا اور ان کا گوشت اہلِ مکہ کو کھلایا۔امیہ شام کی طرف چلا گیا۔وہاں دس سال ٹھہرا رہا۔یہ پہلی عداوت تھی جو بنو ہاشم اور امیہ میں رونما ہوئی تھی۔ہاشم نے بیس سال کی عمر میں یا پچیس سال کی عمر میں غزہ میں وصال کیا۔

علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ درست مؤقف یہی ہے۔بنو عبد مناف میں پہلے انہیں کا وصال ہوا۔پھر عبد شمس نے مکہ میں وصال کیا۔نوفل نے عراق کے راستہ میں وفات پائی۔ سلمان کے مقام پر مطلب نے یمن کے راستہ میں بردمان میں وفات پائی۔

## عبد مناف

امام سہیلی نے لکھا ہے:"یہ اناف ینیف سے مفعل کے وزن پر ہے۔اس کا معنی ہے بلند ہونا۔" مفضل کہتے ہیں کہ الانافۃ الاشراف اور الزیادہ کو کہتے ہیں اسی وجہ سے ان کا نام عبد مناف پڑ گیا۔اس کا نام مغیرہ تھا۔یاء مبالغہ کے لیے ہے۔یعنی وہ دشمنوں پر غیرت کھاتے تھے۔یا یہ "اغار الحبل" سے مشتق ہے۔" یہ بھی ممکن ہے کہ ھاء تانیث کی ہو۔یہ مؤنث

Marfat.com

کے وصف سے منقول ہو۔ان کی کنیت ابوشمس تھی۔والدہ کا نام جبی تھا۔ان کے حسن و جمال کی وجہ سے انہیں قمر البطحاء کہا جاتا تھا۔

ان کو عبد مناف اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی ماں جبی بنت حلیل نے انہیں مناۃ کی خدمت کے لیے مختص کیا تھا۔مناۃ ایک بہت بڑا بت تھا۔ان کا نام عبد مناۃ پڑ گیا۔پھر قصی نے دیکھا تو انہیں عبد مناۃ بن کنانہ کے ساتھ موافقت نظر آئی تو انہوں نے اسے عبد مناف کر دیا۔یہ اپنے والد کی زندگی میں ہی سردار بن گئے۔یہ قریش میں صاحب اطاعت تھے۔شاعر نے ان کے بارے کہا ہے:

كانت قريش بيضة فتفلّقت
فالمخ خالصه لعبد مناف

ترجمہ:"قریش ایک انڈے کی مانند تھے جب اسے توڑا گیا تو اس کا مغز اور جوہر عبد مناف تھے۔"

بلاذری نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک لونڈی دیکھی جو یہ شعر پڑھ رہی تھی:

كانت قريش بيضةً فتفلّقت
المح خالصه لعبد الدار

حضور ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا:"کیا یہ شعر اس طرح ہے؟" انہوں نے فرمایا:"نہیں۔عبد الدار کی جگہ عبد مناف ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:"اسی طرح ہے۔"

## قصی

یہ قصا یقصو سے مشتق ہے۔ان کا نام زید تھا۔امام سہیلی کے نزدیک یہ قَصی کی تصغیر ہے۔ امام رشاطی نے لکھا ہے۔ان کو قصی اس لیے کہتے تھے کیونکہ ان کے والد کلاب بن مرہ نے فاطمہ بنت سعد بن سیل سے نکاح کر لیا۔اسی سعد کے بارے شاعر کہتا ہے:

Marfat.com

ما ارٰی فی الناس طرا رجلا
حضر الباس کسعد بن سیل
فارس اضبط فیه عسرةً
اذا وافق القرن نزل
و تراہ یطرد الخیل کما
یطرد الحر القطامی الحجل

ترجمہ: ''میں نے سارے لوگوں میں جو جنگ میں شریک تھے ان میں ایک شخص بھی ایسا نہیں دیکھا تھا، جو سعد بن سیل کی طرح کا تھا۔ وہ ایسا شہسوار تھا جو تنگی پر قابو پا لیتا تھا۔ جب وہ ہم پلہ بہادر سے ملتا تھا نیچے اتر آتا تھا۔ تم اسے دیکھتے کہ وہ گھڑسواروں کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح مقامی شاہین چکور کو دور کرتا ہے۔''

اس سعد نے سب سے پہلے تلواروں کو سونے اور چاندی سے آراستہ کیا تھا۔ کلاب کے اس فاطمہ سے دو بچے پیدا ہوئے۔ زہرہ اور قصی۔ کلاب کی وفات کے وقت قصی چھوٹا تھا۔ فاطمہ نے ربیعہ بن حرام سے شادی کر لی۔ ربیعہ اسے اپنے ہمراہ لے گیا۔ اس وقت قصی چھوٹا تھا۔ فاطمہ نے ربیعہ سے رزاح کو پیدا کیا۔ یہ قصی کا والدہ کی طرف سے بھائی تھا۔ قصی نے ربیعہ کی آغوش میں پرورش پائی۔ اسے اسی لیے قصی کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنے وطن سے دور پرورش پائی تھی۔ رشاطی کہتے ہیں ''زید اور ربیعہ کی اولاد میں فساد پیدا ہو گیا۔ اسے کہا گیا: ''تو اپنی قوم میں کیوں نہیں جاتا ہے۔ اجنبیت کی عار دلائی گئی۔ قصی تو ربیعہ ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا۔ وہ اپنی ماں کے پاس آیا۔ اسے ساری بات بتائی۔ اس نے کہا:

اے میرے لختِ جگر! تو نفس اور باپ کے اعتبار سے معزز ہے۔ تم کلاب بن مرہ کے فرزند ہو۔ تیری قوم بیت اللہ کے پاس رہتی ہے۔'' قصی نے چلے جانے پر اتفاق کر لیا۔ والدہ نے کہا: ''ذرا ٹھہر جاؤ حتیٰ کہ اشہر حرام آ جائیں۔ تم عرب کے حاجیوں کے ساتھ چلے جانا۔ شہر حرام آیا تو وہ قضاعہ کے حاجیوں کے ساتھ عازمِ سفر ہوا۔ مکہ مکرمہ پہنچا۔ حج کیا پھر وہیں ٹھہر گیا۔

Marfat.com

قریش نے اس کی قدر و منزلت جان لی۔ اسے ریاست اور سرداری پر فائز کر دیا۔ قصی رائے کے اعتبار سے عمدہ، لہجہ کے اعتبار سے سچے اور سخاوت کے دھنی تھے۔ پاکیزہ دامن تھے۔ ان کو سب سے پہلا مال اس شخص کا ملا جو مکہ مکرمہ آیا۔ وہ بہت سے چمڑے لے کر آیا۔ اس نے انہیں بیچا۔ اس کی وفات کا وقت قریب آگیا۔ اس کا کوئی وارث نہ تھا۔ اس نے یہ رقم قصی کو دے دی۔ اس وقت بنوخزاعہ ابطح کے والی تھے۔ قریش گھاٹیوں، پہاڑوں اور مکہ کے اطراف میں رہتے تھے۔ قصی نے خلیل بن حبشیہ کی نورِ نظر جبی کو دعوتِ نکاح دی۔ حلیل نے ان کا نسب جان کر اپنی بیٹی کا نکاح قصی سے کر دیا۔ حلیل اس وقت کعبہ معظمہ کا نگران اور مکہ مکرمہ کے معاملات کا والی تھا۔

قصی اس کے پاس ٹھہرے رہے۔ جس سے ان کے ہاں اولاد ہوئی۔ جب ان کی اولاد پھیلی۔ ان کا مال کثیر ہوا شرف بڑھا تو حلیل مر گیا۔ اس نے خانہ کعبہ کی ولایت کی وصیت اپنی بیٹی جبی کو کی۔ اس نے کہا: ''میں دروازہ نہ کھول سکتی ہوں نہ ہی بند کر سکتی ہوں۔ اس نے یہ منصب ابوغبشان بن حلیل کے سپرد کر دیا۔ اس کی عقل میں خلل تھا۔ قصی نے اس سے ایک مشکیزہ شراب اور جوان اونٹ کے بدلے خانہ کعبہ کی تولیت اس سے خرید لی۔ اس سے عرب میں یہ ضرب المثل مشہور ہوگئی ''سودہ میں ابوغبشان سے بھی زیادہ نقصان اٹھانے والا'' جب قصی نے خانہ کعبہ کی چابی لی تو بنوخزاعہ نے اس کا انکار کر دیا۔ انہوں نے اتفاق کر لیا کہ وہ قصی اور قریش سے جنگ کریں گے اور انہیں مکہ مکرمہ اور اس کے اردگرد سے نکال دیں گے۔ قصی نے اپنے بھائی رزاح بن ربیعہ سے مدد طلب کی۔

بنوصوفہ لوگوں کو عرفات سے حج کراتے تھے۔ جب وہ منیٰ سے نکلتے تھے تو لوگوں میں سے کسی کو بھی نکلنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جب تک وہ کنکریاں نہ مارتے تھے کسی کو کنکریاں مارنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ اس سال بھی بنوصوفہ نے اسی طرح کیا جس طرح وہ پہلے کرتے تھے۔ قصی قریش، کنانہ اور قضاعہ کے ہمراہ عقبہ کے پاس آئے۔ انہوں نے بنوصوفہ سے کہا: ''ہم اس منصب کے تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ قصی نے ان کے ساتھ جنگ کی۔ بہت

Marfat.com

خونریز جنگ ہوئی۔ فریقین کے بہت سے لوگ کام آئے۔ صوفہ کو شکست ہوئی۔ قصی نے ان سے یہ منصب چھین لیا۔ بنوخزیمہ اور بنوبکر قصی سے ڈرنے لگے۔ انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ قصی عنقریب انہیں بھی اسی طرح روک دے گا جس طرح اس نے بنوصوفہ کو روکا ہے۔ عنقریب وہ ان کے اور مکہ مکرمہ کے معاملات کے مابین حائل ہو جائے گا۔ انہوں نے قصی کے ساتھ جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا۔ خزاعہ اور بنوبکر نکلے۔ انہوں نے قصی کے ساتھ جنگ کی۔ سخت قتال ہوا۔ پھر انہوں نے صلح کی طرف دعوت دی کہ وہ عرب میں کسی شخص کو ثالث بنالیں۔ انہوں نے یعمر بن عوف کو ثالث بنالیا۔ یہ شداخ کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے ان کے مابین یہ فیصلہ کیا کہ قصی کعبہ معظمہ اور مکہ مکرمہ کی ولایت کا خزاعہ سے زیادہ مستحق ہے۔ جو لوگ قریش نے خزاعہ کے قتل کیے ہیں ان کا خون رائیگاں ہے۔ وہ قدموں کے نیچے ہے۔ جو خزاعہ اور بنوبکر نے قریش کے لوگوں میں سے جو قتل کیے ہیں ان کی دیت ہوگی۔ انہوں نے پانچ سو بیس افراد کی دیت دی۔ تیس زخمیوں کی بھی دیت دی۔ وہ قصی اور خانہ کعبہ کے امور کے مابین سے ہٹ گئے۔ یعمر کو اسی لیے الشداخ کہا جانے لگا۔

قصی خانہ کعبہ اور مکہ مکرمہ کے امور کے والی بن گئے۔ وہ اپنی قوم کو لے کر مکہ مکرمہ آیا اور انہیں اپنے گھر میں بسا دیا۔ انہوں نے قصی کو اپنا سردار بنالیا۔ اس وقت حرم کعبہ میں کوئی گھر نہ تھا۔ قریش اس میں ٹھہرے رہے۔ رات کے وقت وہ باہر نکل جاتے۔ وہ اس میں کوئی جرم کرنا حلال نہیں سمجھتے تھے۔ وہاں پرانا گھر نہ تھا۔ جب قصی نے قریش کو جمع کیا۔ قصی سارے عرب سے زیرک انسان تھے۔ انہوں نے قریش سے کہا: ”کیا تم سارے حرم کعبہ کے اردگرد جمع نہیں ہو جاتے۔ بخدا! اہلِ عرب تمہارے ساتھ جنگ کرنا حلال نہیں سمجھتے نہ ہی تمہیں وہ مکہ مکرمہ سے نکال سکتے ہیں۔ ہمیشہ کے لیے عرب کے سردار بن جاؤ۔“ قریش نے کہا: ”تم ہی ہمارے سردار ہو۔ ہماری رائے تمہاری رائے کے تابع ہے۔“ قصی نے قریش کو جمع کیا اور وقتِ صبح انہیں خانہ کعبہ کے اردگرد لے آیا۔ قصی ہی پہلے شخص تھے جن کو بنوکعب میں سے سب سے پہلے ملک ملا۔ ان کی قوم نے ان کی اطاعت کی۔ ان کے پاس حجابۃ، سقایۃ، افادہ،

Marfat.com

ندوہ اور لواء کا منصب تھا۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے سارے منصب حاصل کر لیے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی قوم کو جمع کیا تھا اس لیے انہیں مجمع کہتے تھے۔ شاعر کہتا ہے:

و ابوکم قصی کان یدعی مجمعا

بہ جمع اللہ القبائل من فھر

و انتم بنو زید و زید ابوکم

بہ زینت البطحاء فخرا علی فخر

ترجمہ: ''قصی ہی تمہارے باپ تھے جنہیں مجمع کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے فہر کے متفرق قبائل کو جمع کر دیا۔ تم بنو زید ہو۔ زید ہی تمہارا باپ ہے۔ بطحاء نے ان کے ذریعے فخر پر فخر حاصل کر لیا۔''

قصی نے دارالندوہ تعمیر کیا۔ الندوہ لغت میں اجتماع کو کہا جاتا ہے۔ کیونکہ قریش مشاورت کے لیے اس حویلی میں جمع ہوتے تھے۔ قریش کی کسی عورت کا نکاح نہ کیا جاتا، نہ کوئی مرد نکاح کرتا، نہ ہی وہ کسی معاملہ کے بارے مشاورت کرتے مگر یہ سارے امور دارالندوہ میں طے پاتے تھے۔ جنگ کے لیے جھنڈا بھی اسی حویلی میں باندھا جاتا تھا۔ قصی یا ان کا کوئی بیٹا یہ جھنڈا باندھتا تھا۔

ابوعبیدہ نے لکھا ہے کہ جب قصی مکہ مکرمہ کے معاملات کے والی تھے تو انہوں نے کہا: ''اے گروہ قریش! تم رب تعالیٰ اور اس کے مقدس کے پڑوسی ہو۔ اس کے اہلِ حرام ہو۔ حاجی اور بیت اللہ کی زیارت کرنے والے رب تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ مہمان کی عزت و توقیر کرنا گویا کہ رب تعالیٰ کی عزت و توقیر کرنا ہے۔ تم عطیات دو۔ ان کے لیے کھانے اور پینے کا بندوبست کرو حتیٰ کہ وہ واپس لوٹ جائیں۔ اگر میرے پاس اتنا مال ہوتا تو میں سارے امور خود ہی کر گزرتا۔'' انہوں نے قریش پر خراج مقرر کیا۔ اور وہ دودھ کا انتظام کرتے تھے۔ وہ مکہ مکرمہ اور عرفات میں یہ انتظامات کرتے تھے۔ پھر یہ معاملہ اسی طرح رہا حتیٰ کہ اسلام کا سورج طلوع ہو گیا۔

Marfat.com

امام سہیلی نے لکھا ہے: ''قصی لوگوں کو حوضوں سے پلاتے تھے۔ میمون اور دیگر کنوؤں کا پانی ان میں لایا جاتا تھا۔ یہ عجول کنواں کھودنے سے پہلے کی بات ہے۔''

بلاذری نے لکھا ہے کہ قریش قصی سے پہلے اس کنویں کا پانی پیتے تھے جسے لوی بن غالب نے مکہ مکرمہ سے باہر کھودا تھا۔ وہ حوضوں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر پانی کے ذخیروں اور اس کنویں کا پانی استعمال کرتے تھے جسے کعب بن مرہ نے عرفہ کے پاس کھودا تھا۔ قصی نے بھی ایک کنواں کھودا جسے عجول کہا جاتا تھا، یہ پہلا کنواں تھا جسے قریش نے مکہ مکرمہ میں کھودا تھا۔ اسی کے بارے رجاز الحاج کہتا ہے:

نروی من العجول ثم ننطلق
ان قصیا قد وفی و قد صدق
بالشبع للناس وریٍّ مغتبق

ترجمہ: ''ہم پہلے عجول کا پانی پیتے تھے۔ پھر ہم چلے گئے۔ قصی ایک باوفا سچے انسان تھے۔ لوگ اس کنویں سے سیر ہوتے تھے اور شام کے وقت خوب سیراب ہوتے تھے۔''

ایک اور شاعر نے لکھا:

آب الحجیج طاعمین دسمًا
اشبعھم زید قصی لحمًا
و لبنا محضا و خبزا ھشما

ترجمہ: ''حاجی گوشت چکھتے ہوئے لوٹ آتے۔ زید قصی انہیں گوشت سے سیر کرتے۔ خالص دودھ پلاتے اور روٹی کی ثرید کھلاتے۔''

روایت ہے کہ قصی نے اپنے بڑے بیٹے سے کہا تھا: ''جس نے کسی کمینے کی عزت کی وہ اس کی کمینگی میں شریک ہوگیا۔ جس نے کسی قبیح چیز کو عمدہ سمجھا وہ بھی اس میں شریک ہوگیا۔ عزت سے جس کی اصلاح نہیں ہوتی ذلت اس کی اصلاح کر دیتی ہے۔ یہ جسم کی دوا ہے۔

Marfat.com

جس نے اپنی قدر سے زیادہ مانگا اسے محروم کر دیا گیا۔حاسد تیرا چھپا دشمن ہے۔

قصی نے سب سے پہلے مزدلفہ میں آگ جلائی تاکہ عرفات سے نکلنے والا اسے دیکھ لے۔انہوں نے اپنے مناصب اپنی اولاد میں تقسیم کر دیے۔عبد مناف کو سقایہ اور ندوہ دیا۔ اس میں نبوت اور ثروت تھی۔اس نے عبدالدار کو حجابۃ اور لواء کا منصب دیا۔عبدالعزی کو رفادہ اور ضیافۃ دیا۔وہ اس کے حکم سے ہی اس میں تصرف کرتے تھے۔قصی کی وفات مکہ مکرمہ میں ہوئی۔انہیں الحجون میں دفن کیا گیا۔اس کے بعد لوگ الحجون میں دفن ہونے لگے۔ان کی قوم کے معاملات ان کی اولاد نے سنبھال لیے۔

## کلاب

اس کے جمع ہونے کی دو وجوہات ہیں:

1. امام سہیلی نے لکھا ہے کہ یہ یا تو مصدر ہے جو مکالبہ کے معنی میں ہے۔یا یہ کلب کی جمع ہے کیونکہ اہلِ عرب کثرت کا ارادہ کرتے تھے جس طرح وہ سباع اور انمار نام رکھ لیتے تھے۔
2. روایت ہے کہ یہ شکار کے دلدادہ تھے۔جس کی وجہ سے کتوں سے بھی پیار کرتے تھے۔ ان کے پاس بہت سے کتے ہوتے تھے۔جب بھی یہ اپنے کتوں کو لے کر اپنی قوم کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتے "یہ کلاب بن مرہ ہیں" ان کا یہی لقب مشہور ہو گیا۔

ابوقلیش اعرابی سے کہا گیا: "تم اپنے بچوں کے برے نام کیوں رکھتے ہو۔مثلاً کلاب، ذئب وغیرہ اور اپنے غلاموں کے اچھے نام کیوں رکھتے ہو۔مثلاً مرزوق، رباح وغیرہ۔انہوں نے کہا: "ہم اپنے بچوں کے نام اپنے دشمنوں کے لیے اور اپنے غلاموں کے نام اپنے لیے رکھتے ہیں۔" یعنی ان کے بیٹے دشمن سے لڑنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ان کے گلوں پر تیر مارتے تھے اس لیے وہ ان کے لیے ایسے نام پسند کرتے تھے۔

ابن دحیہ نے لکھا ہے: "جب کسی شخص کا اپنے ہم پلہ شخص کے ساتھ جھگڑا ہو جاتا تو وہ کہتا "اے کتے! اے درندے! اے چیتے! اے علقمہ! باہر نکل۔" ایک قول یہ ہے کہ وہ اپنے

Marfat.com

بیٹوں سے برائی دور رکھنے کے لیے ایسے نام رکھتے تھے۔ان کا نام حکیم یا مہذب یا عروہ تھا۔ محب بن شہاب نے کہا ہے کہ پہلا قول درست ہے۔ایک عربی کہتا ہے:

حکیم بن مرہ سادی الوزی
یبذل النوال و کف الاذی

ترجمہ: ''حکیم بن مرہ دنیا کا سردار عطیات دے کر اور تکلیف دور کر کے بنا۔''

ان کی کنیت ابوزہرہ تھی۔انہوں نے سب سے پہلے آراستہ تلواریں بیت اللہ کے لیے وقف کیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قصی کے نانا سعد بن سیل نے سب سے پہلے تلواروں پر سونا اور چاندی چڑھایا۔اس نے کلاب بن مرہ کے ہاں دو آراستہ تلواریں بھیجیں۔انہوں نے انہیں خانہ کعبہ کے خزانہ میں رکھ دیا۔ان کی والدہ کا نام ہند یا نعم بنت سریر تھا۔بلاذری نے پہلی عورت کو ان کی والدہ قرار دیا ہے۔ان کے دو بیٹے تھے۔قصی، زھرہ۔یہ حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ کے اجداد میں شامل ہیں۔

حافظ نے لکھا ہے کہ اہلِ نسب کے ہاں معروف یہ ہے کہ زہرہ مرد کا نام ہے۔ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ یہ عورت کا نام ہے۔مگر یہ قول ھشام بن کلبی نے مردود کر دیا ہے۔زھرہ کا نام مغیرہ تھا۔امام سہیلی نے لکھا ہے کہ جو کچھ ابن قتیبہ نے لکھا ہے وہ معروف نہیں ہے۔

## مرۃ

اس نام کے بارے کئی اقوال منقول ہیں:

1. یہ حنظلہ اور علقمہ کے وصف (تلخی) سے منقول ہے۔لوگ اکثر یہ نام رکھتے تھے۔تاء تانیث کے لیے ہے۔
2. یہ آدمی کے وصف ''المرارۃ'' سے مشتق ہے۔امام سہیلی نے لکھا ہے کہ تمیم بن مرہ اس قول کو تقویت دیتا ہے۔تاء مبالغہ کے لیے ہے۔
3. امام سہیلی نے لکھا ہے کہ میرا گمان ہے کہ یہ جڑی بوٹیوں کے ناموں میں سے ہے کیونکہ

Marfat.com

ابوحنیفہ نے لکھا ہے کہ مرہ ایک سبزی ہے جسے کاٹا جاتا ہے اور سرکہ کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ ھندباء کے ساتھ اس کے پتے ملتے جلتے ہیں۔

④ یہ قوت سے ماخوذ ہے جس طرح کہ ارشادِ ربانی ہے:

ذُوْ مِرَّةٍ ؕ (النجم:٦)

ترجمہ: "بڑے دانا۔"

⑤ یہ مَرَّ الشَّیُٔ سے مشتق ہے۔ جب کسی چیز کی تلخی شدید ہو جائے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ (القمر:۴۶)

ترجمہ: "اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے۔"

ان کی کنیت ابویقظہ تھی۔ ان کے تین فرزند تھے۔ کلاب، تیم، یقظہ۔ اس کے نام پر ان کی کنیت تھی۔ تیم حضرت ابوبکر صدیق اور طلحہ بن عبیداللہ کا قبیلہ تھا۔ یقظہ سے بنومخزوم تھے۔ ان کی ماں بارقیہ تھی۔

## کعب

یہ کس سے منقول ہے۔ اس کے بارے کئی اقوال ہیں:

① یہ مشکیزہ یا کسی برتن میں جم جانے والے مکھن کے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے۔ یہ زجاجی اور امام سہیلی کا قول ہے۔

② یہ انسان کی ایڑھی (کعب) سے مشتق ہے۔ قوم میں ان کے شرف و قدر کی وجہ سے انہیں کعب کہا جاتا تھا۔ ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے زجاجی وغیرہ نے یہ قول اختیار کیا ہے۔ کیونکہ اہلِ عرب کہتے تھے۔ "ثَبَتَ ثُبُوْتَ الْكَعْبِ" امام سہیلی کا دوسرا قول یہی ہے۔ انہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے داستان سے یہ استدلال کیا ہے۔ ان کے بارے روایت ہے کہ جس روز وہ شہید ہوئے اس روز وہ خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ منجنیق کا پتھر اس کے کان کے پاس سے گزرا مگر دائیں

Marfat.com

بائیں متوجہ نہ ہوئے گویا کہ وہ قائم دائم ثابت قدم تھے۔

◆ یہ نیزہ کی گرہ (کعب) سے مشتق ہے۔قوم میں ان کی عزت وشرف کی وجہ سے انہیں یہ نام دیا جاتا تھا۔ان کی کنیت ابو ھصیص تھی۔ان کی والدہ کا نام معاویہ بنت کعب تھا۔اہلِ عرب کے ہاں ان کی بڑی قدر و قیمت تھی۔انہوں نے ان کے وصال کے دن سے تاریخ کا اجراء کیا۔پھر عام الفیل سے تاریخ کا اجراء کیا۔پھر حضرت عبدالمطلب کے وصال سے۔

امام سہیلی لکھتے ہیں۔حضرت کعب نے ہی یوم العروبہ کو لوگوں کو جمع کیا تھا۔اسلام میں اسی دن کو جمعہ المبارک کے نام سے یاد کیا گیا۔ایک قول کے مطابق انہوں نے ہی سب سے پہلے اسی دن کو جمعۃ کہا تھا۔" محب بن ہاشم نے دوسرے قول کو درست قرار دیا ہے۔ ابن حزم لکھتے ہیں "یوم الجمعۃ اسلامی نام ہے۔یہ نام زمانہ جاہلیت میں نہیں تھا۔یہ الجمع کا واحد ہے۔اس میں لوگ نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں۔عبد بن حمید نے صحیح سند سے حضرت ابن سیرین سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جمعۃ کے نزول سے قبل اہلِ مدینہ طیبہ جمع ہوئے۔اس وقت ابھی حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف نہیں لائے تھے۔اس لیے اسے جمعہ کہتے ہیں۔اس کی مزید تفصیل بعد میں آئے گی۔

کعب اپنی قوم کو اس روز جمع کرتے تھے۔انہیں خطبہ دیتے تھے۔حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے کہا ہے کہ وہ کہتے تھے"غور سے سنو اور یاد رکھو۔سمجھ اور سیکھ لو۔رات پھیلنے والی ہے۔دن روشن ہے۔زمین بچھونا ہے آسمان عمارت ہے۔پہاڑ کیل ہیں۔ستارے نشانیاں ہیں۔کسی چیز کو بے کار پیدا نہیں کیا گیا۔ہم سے رخ موڑ لو۔اگلے پہلوں کی طرح ہیں۔مذکر مؤنث کی مانند ہے۔جوڑا اور تنہا سب بوسیدہ ہو جائیں گے۔صلہ رحمی کرو۔اپنے عہد پورے کیا کرو سسرال کا تحفظ کیا کرو۔اپنے اموال کو ثمر آور کیا کرو۔یہ تمہاری مروت کا سہارا ہیں۔کیا تم نے کسی ہلاک ہونے والے کو واپس آتے دیکھا ہے۔یا میت کو اٹھتے دیکھا ہے۔ایک گھر تمہارے سامنے ہے یقین اس کے علاوہ ہے جو تم گمان کرتے ہو۔

Marfat.com

اپنے حرم کو مزین کرو۔اس کی تعظیم بجالاؤ۔اس کو مضبوطی سے تھام لو۔اس سے ایک عظیم خبر کا اظہار ہوگا۔ایک نبی کریم ﷺ کا اس سے ظہور ہوگا۔اسی لیے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام تشریف لائے ہیں۔" پھر کہتے:

نہار و لیل کل اوب بحاث
سواء علینا لیلها و نهارها
علی غفلہ یاتی النبی محمد
یخبر اخبار صدوقا خبیرها

ترجمہ:"شب و روز کا جدا جدا آنا ہمارے لیے برابر ہے۔ یہ شب و روز بدل بدل کر آتے ہیں۔قوم غافل ہوگی جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائیں گے۔وہ ایسے واقعات کی خبر دیں گے جن سے آگاہ کرنے والا سچا ہوگا۔"

اگر میں اس وقت دیکھنے سننے والا ہوتا۔ہاتھ اور پاؤں سلامت ہوتے تو میں اس وقت اونٹ کی طرح ثابت قدم اور جوان اونٹ کی طرح تیز چلتا۔" پھر وہ یہ شعر پڑھتے:

یا لیتنی شاهد فحواء دعوته
حین العشیرة تبغی الحق خذلانا

ترجمہ:"کاش! میں اس وقت موجود ہوتا جب یہ قبیلہ حق کو ناحق جھٹلانے کے لیے کوشاں ہوگا۔"

ان کی وفات اور حضور ﷺ کی بعثت کے مابین 560 سال ہیں۔انہوں نے ہی سب سے پہلے"اما بعد" کہا تھا۔ان کے تین بیٹے تھے۔

① مرہ ② ھصیص۔اسی پر ان کی کنیت تھی۔ ③ عدی

## لوی

یہ کس سے مشتق ہے۔اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

Marfat.com

❶ یہ "لأی" کی تصغیر ہے۔ پھر "اللای" میں اختلاف ہے کہ وہ کیا ہے۔ ابن الانباری وغیرہ نے کہا ہے یہ جنگلی بیل کو "اللائی" کہا جاتا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ گائے کو "اللائی" کہا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے ایک اعرابی کو یوں کہتے ہوئے سنا: "بکم لأيك هذه" امام سہیلی نے لکھا ہے کہ "اللائی" سست روی کو کہتے ہیں۔ یہ عجلت کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔

❷ یہ لواء الجیش سے مشتق ہے۔

❸ یہ "لوی الرمل" سے مشتق ہے۔

ان کی کنیت ابوکعب تھی۔ ان کے سات بیٹے تھے۔ کعب، عامر (یہ سہیل بن عمرو کا قبیلہ ہے) سامہ، (ان کی ماں ماویہ تھی) خزیمہ بن لوئی (عائذہ قریش کا قبیلہ تھا) سعد بن لوئی (یہ بنانہ کا قبیلہ تھا) حارث (یہ جشم کا قبیلہ تھا) جشم لوئی کا غلام تھا۔ انہوں نے اس کی پرورش کی۔ پھر ان پر یہ غالب آ گیا، غوف۔ اس سے غطفان ہیں۔ اس کی ماں عاتکہ تھی۔

دوسرے قول کے مطابق سلمی بنت حارث تھی۔ لوی ایک حکیم اور دانا شخص تھے۔ وہ بچپن سے ہی حکمت آموز باتیں کرتے تھے۔

بلاذری نے روایت کیا ہے کہ لوی نے کہا: "کتنی نیکیاں بوسیدہ نہیں ہوتیں نہ گمنام ہوتی ہیں۔ جب چیز گمنام ہو جاتی ہے تو اس کا تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ جسے نیکی کا والی بنایا جاتا ہے اس کی نیکی پھیل جاتی ہے۔"

## غالب

یہ غَلَب سے اسم فاعل ہے۔ ان کی کنیت ابوتیم تھی۔ ان کے صرف دو بیٹے تھے۔ لوی، تیم، یہ تیم الادرم کے نام سے معروف تھے۔ کیونکہ ان کے ایک جبڑے میں نقص تھا۔ قریش میں دو تیم تھے۔ تیم بن مرہ اور تیم الادرم۔ یہ کاہن تھا اس کی ماں کا نام لیلی بنت حارث تھا۔

Marfat.com

## فہر

یہ فہر سے مشتق ہے۔طویل پتھر کو فہر کہا جاتا ہے۔یہ امام سہیلی کا قول ہے۔
خشنی نے کہا ہے"یہ ایسے پتھر کو کہا جاتا ہے جو ہتھیلی کو بھر دے۔یہ مؤنث اور مذکر استعمال ہوتا ہے۔
الاصمعی نے لکھا ہے"جس نے فہر کو مؤنث کہا ہے اس نے خطا کی ہے۔"ان کی کنیت ابو غالب تھی۔ان کی والدہ کا نام جندلہ تھا۔یہ اہلِ مکہ کے رئیس تھے۔غالب، اسد، عوف، جَون، ریس، حارث، بطن اور قیس ان کے بیٹے تھے۔
امام زھری نے انہیں ہی قریش کہا ہے۔
امام بیہقی نے یہ قول ان کی طرف منسوب کیا ہے۔
امام زھری نے کہا ہے:"میں نے عرب کے نسب بیان کرنے والوں میں سے جسے پایا ہے اسی طرح پایا ہے کہ اس نے کہا"جو فہر سے متجاوز ہوا وہ قریش نہیں ہے۔"
امام شعبی، ھشام بن محمد کلبی، مصعب بن عبداللہ کا یہی قول ہے۔حافظ شرف الدین دمیاطی نے اسے درست کہا ہے۔حافظ ابوالفضل عراقی نے بھی اسے درست کہا ہے۔
حافظ صلاح الدین علائی نے کہا ہے کہ جمہور اہلِ نسب کا مؤقف یہی ہے۔دوسرا قول یہ ہے قریش بنو نضر بن کنانہ کو کہا جاتا ہے۔یہ محمد بن اسحاق، ابو عبیدہ، معمر المثنی، ابو عبید قاسم بن سلام اور امام شافعی وغیرھم کا قول ہے۔حافظ صلاح الدین علائی نے کہا ہے:"نظر صحیح یہی ہے محققین نے یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ان کے لیے حجت ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں کندہ کے وفد میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں نے عرض کی:"یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ ہم میں سے نہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا:"ہم بنو نضر بن کنانہ ہیں۔ہم اپنے آباء کی طرف نسب کو ترک نہیں کرتے۔ہم اپنی ماؤں کی طرف منسوب نہیں ہوتے۔"اس روایت کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔علائی نے

Marfat.com

کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ قریش بنو الیاس بن مضر ہے۔ اس قول کو الاستاذ ابو منصور عبد القادر بن طاہر نے لکھا ہے۔ اور اسے صحیح کہا ہے۔ ابو عمرو بن علاء، ابو الحسن الاخفش، حماد بن سلمہ، عبید اللہ بن حسن وغیرہ نے یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بنو مضر بن نزار کو قریش کہا جاتا ہے۔ اسے استاذ نے قتیبہ سے روایت کیا ہے۔ مسعر بن کدام نے یہی روایت کیا ہے۔ حضرت حذیفہ بن یانی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ قصی بن کلاب کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے۔ یہ علامہ ماوردی اور ابن الاثیر وغیرہ کا قول ہے۔ مبرد کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن "النور" میں ہے کہ یہ قول باطل ہے۔ گویا کہ یہ رافضیوں کا قول ہے۔ کیونکہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما قریش میں سے نہ ہوں۔ اگر وہ قریش میں نہ ہوں گے تو ان کی امامت باطل ہو گی۔ لیکن یہ مسلمانوں کے اجماع کے خلاف ہے۔

قریش کو قریش کیوں کہا جاتا ہے۔ اس میں اختلاف ہے:

1. سمندر میں ایک بہت بڑا جانور رہتا ہے جو سارے جانوروں سے قوی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے قریش کو قریش کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کھاتا ہے لیکن اسے کھایا نہیں جاتا۔ وہ غالب آتا ہے لیکن اس پر غلبہ نہیں پایا جا سکتا۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت بتائی تھی جب انہوں نے اس کے متعلق پوچھا تھا۔ انہوں نے شاعر جمحی کے ان اشعار سے استدلال کیا تھا:

و قریش ھی التی تسکن البحر
بھا سمیت قریش قریشا
سلطت بالعلو فی الحبۃ البحر
علی ساکنی البحور جیوشا

Marfat.com

تاکل الغث والسمین
ولا تترك یوما لذی الجناحین ریشا
هکذا فی العباد حیّ قریش
یاکلون البلاد اکلا کشیشا
ولهم فی آخر الزمان نبی
یکثر القتل فیهم والخموشا
تملاء الارض خیله و رجال
یحشرون المطیّ حشر کمیشا

ترجمہ: ”قریش وہ جانور ہوتا ہے جو سمندر میں رہتا ہے۔ اسی وجہ سے قریش کو قریش کہا جاتا ہے۔ وہ سمندر کی گہرائی میں بسنے والے سارے جانور پر غالب ہوتا ہے۔ وہ ہر کمزور اور موٹی چیز کو کھا جاتا ہے۔ وہ دو پروں والے جانوروں کا ایک پر بھی نہیں چھوڑتا۔ لوگوں میں قریش کی بھی یہی حالت ہے۔ وہ سارے شہروں کو اچھی طرح کھا جائیں گے۔ آخری زمانہ میں ان میں سے ایک نبی کریم ﷺ کا ظہور ہوگا۔ جو ان کے بہت سے لوگوں کو زخمی اور قتل کریں گے۔ وہ اپنے گھڑ سواروں اور پیادہ مجاہدین سے زمین کو بھر دیں گے اور اپنی سواریوں کو تیزی کے ساتھ جمع کریں گے۔“ (ابن عساکر)

ابن شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے حضرت عمرو بن عاص سے پوچھا: ”قریش کو قریش کیوں کہا جاتا ہے؟“ انہوں نے کہا: ”قریش سے مراد وہ جانور ہے جو اپنی قوت سے سارے جانوروں کو کھا جاتا ہے۔“ محمد بن سلام نے یہی قول اختیار کیا ہے۔ علامہ انباری نے اسی ترجیح دی ہے۔ علامہ المطرزی نے اس جانور کے بارے لکھا ہے۔ یہ سمندری جانوروں کا بادشاہ ہے۔ اور سب سے طاقتور ہے۔ اسی طرح قریش بھی لوگوں کے سردار ہیں۔
ایک قول یہ ہے کہ انہیں قریش اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ تجارت کرتے تھے۔ لین

Marfat.com

دین کرتے تھے۔ یہ قرش الرجل سے مشتق ہوگا۔ اس کا معنی لین دین کرنا اور تجارت کرنا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تقریش سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ابھارنا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی تزئین و تحسین ہے۔ علامہ زجاجی نے لکھا ہے "لیکن یہ بعید ہے کیونکہ لغت میں تقریش کا معنی اکسانا ہے۔ اس کا معنی کلام کی تزئین و آرائش ہے ہی نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ تقریش سے مشتق ہے۔ جس کا معنی تفتیش ہے۔ کیونکہ وہ ضرورت مند کو ڈھونڈا کرتے تھے پھر اس کی ضرورت کو پورا کر دیتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ قریش بن بدر بن یخلد کی وجہ سے انہیں قریش کہا جاتا ہے۔ بنونضر کی دلیل ہے۔ عرب کہا کرتے تھے "قریش کا قافلہ آ گیا۔ قریش کا قافلہ نکلا۔ یہ ابوعمرو کا قول ہے۔ ابن اسحاق کا قول اسی کی تائید کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ قریش کو قریش اس لیے کہا جاتا ہے کہ قصی نے انہیں اس وقت جمع کیا تھا جب وہ مکہ آئے تھے۔ تقرش کا معنی جمع کرنا ہے یہ قول بھی ابوعمرو کا ہے۔

قرش دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ بطاح، ظواہر۔ قریش البطاح وہ ہیں جو قصی کے ساتھ ابطح مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ الظواہر وہ ہیں جو مکہ کے بالائی حصہ میں ٹھہرے رہے تھے۔ ابطح میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ اس کی مزید تفصیل آئے گی۔ قریش کی طرف منسوب کو قرشی اور قریشی کہا جاتا ہے۔ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ فہر قریش ہے پھر اس میں اختلاف ہے کیا پہلا اسم ہے اور دوسرا لقب ہے۔ یا اس کے برعکس ہے؟ زبیر وغیرہ نے کہا ہے کہ فہر لقب ہے اور ان کی والدہ نے ان کا نام قریش رکھا تھا۔ ان کے سات بیٹے تھے۔ غالب، حارث، اسد، عوف، ریث، جون، محارث۔ بیٹی صرف ایک جندلہ تھی۔

## مالک

یہ ملک کا اسم فاعل ہے۔ اس کی جمع ملاک یا ملک آتی ہے۔ ان کی کنیت ابوحارث ہے۔ ان کی والدہ کا نام عاتکہ ہے۔ اس کا لقب عکرشہ بنت عدوان تھا۔ دوسرے قول کے مطابق اس کا نام عرابۃ بنت سعد تھا۔ ان کا صرف ایک بیٹا فہر تھا۔ ان کی حکمت آموز باتوں میں سے

Marfat.com

ہے۔"بہت سی صورتیں اپنے بارے معلومات کی مخالفت کرتی ہیں۔وہ حسن و جمال سے دھوکا دیتی ہیں۔ان کے افعال قبیح ہوتے ہیں۔صورتوں سے اجتناب کرو۔معلومات کی جستجو کرو۔"

## نضر

ان کا نام قیس تھا۔حسن و جمال کی وجہ سے لوگ نضر کہتے تھے۔سرخ سونے کو نضر کہا جاتا ہے۔ان کی کنیت ابو یخلد تھی۔مالک، یخلد، صلت ان کے بیٹے تھے۔ان کی والدہ کا نام برۃ بنت مرتھا۔امام سہیلی نے لکھا ہے کہ کنانہ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس سے نکاح کر لیا تھا۔اس سے نضر بن کنانہ پیدا ہوا تھا۔یہ سابقہ شریعتوں کی وجہ سے سابقہ زمانہ میں مباح تھا۔یہ محرمات میں سے نہیں ہوتی تھی۔نہ ہی ان گناہوں میں تھا جن کا آغاز لوگوں نے کیا تھا۔یہ امر نسب میں تھا۔اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا:"میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں، بدکاری سے نہیں۔"اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ (النساء:۲۲)

ترجمہ:"اور نہ نکاح کرو جن سے نکاح کر چکے تھے تمہارے باپ دادا مگر جو ہو چکا (اس سے پہلے سو وہ معاف ہے)۔"

یعنی اسلام سے قبل اس کی جو حلت گزر چکی ہے۔اس استثناء کا فائدہ یہ ہے تا کہ حضور ﷺ کے نسب پاک پر عیب نہ لگایا جائے۔تا کہ آپ کو علم ہو جائے کہ آپ کے نسب پاک میں کوئی فرد بھی ایسا نہیں جو بغاوت یا بدکاری کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔قرآن پاک نے جن گناہوں سے بھی روکا ہے کسی میں بھی "الا ما قد سلف" کا انداز نہیں اپنایا۔صرف اسی جگہ یہ فرمایا ہے۔مثلاً فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى۔ (الاسراء:۳۲)

ترجمہ:"اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ۔"

اس میں "الا ما قد سلف" نہیں فرمایا۔اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنے میں بھی

Marfat.com

اسی طرح فرمایا۔ کیونکہ سابقہ شریعتوں میں دو بہنوں کو جمع کرنا جائز تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زوجیت میں دو بہنیں راحیل اور لیا تھیں۔ "الّا ما سلف" سے اسی مفہوم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ نکتہ حضرت ابن عربی نے اخذ کیا ہے۔ ابو ربیع نے بھی کہا ہے کہ اہلِ عرب کی عادت یہ تھی کہ جب آدمی مرجاتا تھا تو اس کا بڑا بیٹا بعد میں اس کی بیوہ کو اپنے نکاح میں لے لیتا تھا۔ انہوں نے "المورد" میں لکھا ہے "جب میں اس قول سے آگاہ ہوا تو میں طویل مدت غور وفکر کرتا رہا۔ کیونکہ یہ برہ خزیمہ بن مدرکہ کی بیوی تھی۔ اس کے بعد کنانہ بن خزیمہ نے اس سے نکاح کر لیا تھا۔ اس سے نضر بن کنانہ پیدا ہوئے۔ کیا حضور ﷺ کے نسب پاک میں اس طرح کا امر واقع ہو سکتا ہے۔ جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے جاہلیت کی بدکاری نے جنم نہیں دیا، مجھے اسلام کے نکاح کی طرح کے نکاح نے جنم دیا ہے۔" ابن کلبہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی پانچ سو ماؤں کے نام لکھے ان میں سے کسی ایک میں بھی جاہلیت کا کوئی معاملہ نہیں پایا گیا تھا۔ پھر میں نے ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ کو دیکھا۔ انہوں نے اپنی کتاب "الاصنام" میں لکھا ہے "کنانہ بن خزیمہ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ سے نکاح کر لیا۔ وہ برہ بنت اد تھی۔ اس نے کنانہ کے لیے کوئی بچہ جنم نہ دیا بلکہ وہ اس عورت کی بھتیجی تھی۔ جو کہ برہ بنت مر تھی۔ کنانہ نے اس سے نکاح کیا تو نضر بن کنانہ پیدا ہوئے۔ بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے جب انہوں نے سنا کہ کنانہ نے اپنے باپ کی بیوہ سے نکاح کر لیا ہے کیونکہ ان دونوں عورتوں کے نام بھی ایک تھے۔ نسب بھی قریبی تھا۔ اسی سے یہ بات ہمارے مشائخ اور علماء نسب کے ہاں رائج پا گئی۔ معاذ اللہ! حضور ﷺ کے نسب پاک میں اس طرح کا ناپسندیدہ نکاح پایا جاتا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا ظہور اسلام کے نکاح کی طرح کے نکاح سے ہی ہوتا رہا حتیٰ کہ میرا ظہور میرے والدین کریمین سے ہوا۔" جس نے اس کے علاوہ کسی اور امر میں اعتقاد رکھا اس نے کفر کیا اور اس روایت میں شک کیا۔"

"الزھر" میں جاحظ کا یہ کلام نقل کیا گیا ہے۔ اس میں ہے کہ برہ اد بن طانجہ کی بیٹی تھی

Marfat.com

جس سے کنانہ نے نکاح کر لیا تھا۔ یہ وفات پا گئی۔ اس سے کوئی بچہ بھی پیدا نہ ہوا۔ پھر انہوں نے اس کے بعد اس کی بھتیجی برہ سے نکاح کر لیا۔ جس سے ان کی اولاد ہوئی۔ یہی درست قول ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ غلط ہے کیونکہ وہ حضور ﷺ کے اس فرمان سے متصادم ہے۔ ''رب تعالیٰ نے میرے کسی بھی والدین کو بدکاری پر جمع نہیں کیا۔'' یہ بالاجماع بدکاری ہے۔ آپ کے پاکیزہ نسب میں کوئی شخص بھی ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔ پھر انہوں نے لکھا ہے ''اسی سے سینوں میں ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔ اس سے وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔ شک دور ہوتا ہے۔ اس کا شرارہ بجھ جاتا ہے۔''

میں کہتا ہوں ''جو بات جاحظ نے ذکر کی ہے وہ نفیس امور میں سے ہے۔ ہم نے پہلے نسب پاک کی جو طہارت بیان کی ہے وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ امام سہیلی نے علامہ زبیر کی اور علامہ زبیر نے علامہ کلبی کی اتباع کی ہے۔ اور علامہ کلبی سے بلاذری سے روایت کیا ہے۔ کلبی متروک ہے۔ اگر کوئی ثقہ روایت کرتا پھر بھی اس کا قول قبول نہ کیا جاتا کیونکہ زمانہ میں کافی بعد ہو چکا تھا۔ مشاہدہ بھی اس نے نہیں کیا تھا۔ اور یہ مؤقف اس طہارتِ نسب کے مخالف ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علامہ زمخشری نے یہ لکھا ہے کہ آیت طیبہ میں استثناء تحریم میں مبالغہ کے لیے لائی گئی ہے۔ اباحت کے سارے دروازے بند کرنے کے لیے ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ اگر تمہارے لیے ممکن ہے کہ تم اس سے نکاح کرو جو گزر چکا ہے تو اس سے نکاح کر لو۔ اس کے علاوہ تمہارے لیے کچھ بھی حلال نہیں۔ اس اعتبار سے مدعیٰ کی نقیض کو معلق کیا اور وہ حلت کو محال سے ثابت کرنا ہے۔ وہ گزشتہ سے نکاح کرنا ہے اور یہ محال ہوگا۔ اس وقت عدم حلت ثابت ہو جائے گی۔ بالخصوص جبکہ رب تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے۔ یہ فحش، ناپسندیدہ اور برا راستہ ہے۔ مگر دو بہنوں کو جمع کرنا اس کے برعکس ہے۔ اس میں بھی استثناء ہے۔ اسے فوراً بعد ذکر کیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اس سے پہلے جو کچھ ہو چکا ہے وہ معاف ہے۔ اس کے بعد رب تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ (النساء: ۱۰۴)

Marfat.com

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔"

یہ اس شعر کی طرح ہے:

ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم
بھن فلول من قراع الکتائب

ترجمہ: "اس کے علاوہ ان میں کوئی عیب نہیں کہ ان کی تلواریں لشکروں کو لگنے کی وجہ سے کند ہو چکی ہیں۔"

شاعر نے شبہ ذم کے ساتھ مدح کو مؤکد کیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر سیف میں دندانے پڑ جانا عیب ہے تو ان میں یہ عیب پایا جاتا ہے لیکن یہ عیب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کمال شجاعت ہے۔ اس طرح محال کو معلق کر کے عیب کو ثابت کیا گیا ہے۔ یہ رب تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے۔

حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ (الاعراف:۴۰)

ترجمہ: "جب تک نہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکہ میں۔"

امام طیبی نے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

## کنانہ

کیونکہ انہوں نے اپنی قوم کو اس طرح ڈھانپ رکھا تھا جس طرح ترکش نے تیروں کو چھپایا ہوتا ہے۔ زجاجی نے لکھا ہے کہ اہلِ عرب کا قول ہے "قبل الرماء تملاء الکنائن" ان کی کنیت ابونضر تھی۔ ان کی والدہ کا نام عوانہ بنت سعد تھا۔ ایک قول کے مطابق ھند بنت عمرو تھا۔ ابوعمر نے کہا ہے عامر عدوانی نے اپنی وصیت میں کہا ہے: "اے میرے لختِ جگر! میں نے کنانہ بن خزیمہ کو پایا وہ عمر رسیدہ تھے۔ عظیم شان کے مالک تھے۔ ان کے علم و فضل کی وجہ سے لوگ ان کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ انہوں نے کہا: "مکہ مکرمہ سے ایک نبی کریم ﷺ کے ظہور کا وقت آ گیا ہے جنہیں احمد (مجتبیٰ ﷺ) کہا جائے گا۔

Marfat.com

وہ رب تعالیٰ، نیکی، احسان اور مکارم اخلاق کی طرف دعوت دیں گے۔ تم ان کی اتباع کرنا۔ تمہاری عزت وشرف میں اضافہ ہو جائے گا۔" ابو ربیع نے لکھا ہے" کنانہ حجرے میں سوئے ہوئے تھے۔ انہیں کہا گیا: "ابو النضر! گھوڑوں، اونٹ، تعمیرات اور دائمی عزت میں کسی کو چن لو۔" انہوں نے عرض کی: "مولا! سب کچھ عطا فرما۔" رب تعالیٰ نے یہ ساری چیزیں عنایت فرمادیں۔ ان کے بیٹوں کے نام ملکان، نضر، اور عمرو اور عامر تھے۔

## خزیمہ

یہ خَزْمہ یا خزمہ کی تصغیر ہے۔ خزمہ کے بارے اختلاف ہے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ یہ "خزم" کا واحد ہے۔ یہ "دوم" کی طرح کا ایک درخت ہوتا ہے۔ مگر یہ اس سے چھوٹا اور چوڑا ہوتا ہے۔ اس پر کھجور کی طرح کا پھل لگتا ہے۔ وہ پک کر سیاہ ہو جاتا ہے مگر یہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے پتوں سے رسیاں اور ریشوں سے شہد کے خانے بنائے جاتے ہیں اس کا پھل انسان نہیں کھاتے مگر اسے کوے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ یہ ابو حنیفہ دینوری کا قول ہے۔

ایک قول کے مطابق مقل کے پتوں کو خزمۃ کہا جاتا ہے۔ یہ زجاج کا قول ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ خزم سے مصدر مرۃ ہے۔ اس سے مراد چیز کو باندھنا اور اس کی اصلاح کرنا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ اس خَزْم سے مشتق ہے۔ جس کا معنی باندھنا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے "شراك مخزوم ای مشکوك" (زجاجی)

اگر یہ خزمۃ ہو تو اس سے مراد وہ کیل ہے جو اونٹ کے ناک میں ڈالی جاتی ہے جس سے نکیل باندھی جاتی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ حلقہ ہے جو اونٹ کے ناک میں ڈالا جاتا ہے۔" ان کی کنیت ابو اسد تھی۔ ان کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت اسلم یا سلمیٰ بنت اسد تھا۔ ان کے چار بیٹے تھے۔ کنانہ، اسد، اسدۃ، عبد اللہ۔

علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ ان کی والدہ کا نام برہ بنت مر تھا۔ خزیمہ مکارم اخلاق اور

Marfat.com

عمدہ اوصاف کے بلند درجہ پر فائز تھے۔ان کے بارے ہی کہا گیا ہے۔

اما خزيمة فالمكارم جمة
سبقت اليه و ليس ثَمَّ عتيد

ترجمہ: ''سارے مکارم اخلاق خزیمہ میں تیزی کے ساتھ جمع ہو گئے۔اور خوئی خلق بھی باقی نہ رہا۔''

## مدرکہ

یہ ادراک سے اسم فاعل ہے۔کلبی، بلاذری، ابوعبید اور ابن درید اور مبرد کے نزدیک ان کا نام عمرو تھا۔رضی شاطبی نے تو مبالغہ کرتے ہوئے اس میں اجماع نقل کیا ہے۔ابن اسحاق نے ان کا نام عامر رکھا ہے۔ان کی کنیت ابو ھذیل یا ابوخزیمۃ تھی۔ان کے اس لقب کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ان کے والد الیاس اور ان کے بیٹے مدرکہ، عمرو، عامر اور عمیر اور ان کی والدہ لیلیٰ بنت حلوان بارش اور گھاس کی تلاش میں نکلے۔ایک خرگوش سے ڈر کر ان کے اونٹ بھاگ گئے۔ابن سائب نے لکھا ہے کہ عمرو اونٹوں کے پیچھے نکلا۔زبیر نے لکھا ہے کہ عامر نے اسے پالیا تھا۔عامر یا زبیر کے نزدیک عمرو نے خرگوش شکار کر لیا۔اس لیے اس کا نام طابخہ پڑ گیا۔عمیر چھپ گیا۔اسے قمعہ کہا جاتا ہے۔ان کی والدہ تیز چال چلتی ہوئی آئی۔خندقہ اس چال کو کہا جاتا ہے جس میں ڈور ہو۔یہ چال عورتوں کے ساتھ خاص ہے۔الیاس نے اسے کہا: "این تخنذفین" اس کا نام خندف پڑ گیا۔

ابومحمد عبداللہ بطلیوس نے لکھا ہے ''عامر خرگوش کے پاس سے گزرا اسے مارا۔اس کے بھائی نے کہا ''میں تمہارا شکار پکاتا ہوں۔عمرو نے اسے پکایا۔عامر اونٹوں کو لے آیا۔انہوں نے یہ بات اپنے والد کو بتائی تو اس نے کہا:

ادركت يا عامر ما اردنا
و انت ما ادركت قد طبخنا

Marfat.com

ترجمہ: "اے عامر! جو ہمارا ارادہ تھا تم نے اسے پالیا۔ عمرو! تم نے پایا تو نہیں البتہ شکار پکالیا۔"

اے عمیر! تم نے برا کیا جو چھپ گئے تھے۔ قمعہ کی اولاد میں عمرو بن لحی تھا جس نے دین ابراہیمی کو تبدیل کیا تھا۔

## الیاس

یہ اس الیاس سے مشتق ہے جو امید کی ضد ہے۔ اسے امام سہیلی نے صحیح کہا ہے۔ ابن الانباری نے کہا ہے وصل اور ابتداء میں ہمزہ قطعی ہے۔ اس کے مادہ اشتقاق میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ رجل الیس سے مشتق ہے۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو اتنا بہادر ہو کہ راہِ فرار اختیار نہ کرے۔ علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ مجھے الاثرم نے ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے کہ "الیاس" سل اور کمزوری کو کہا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

هو الياس او داء الهيام اصابني

فاياك عني لايكن بك مابيا

ترجمہ: "یہ سل یا جنون عشق کا مرض ہے۔ مجھ سے دور رہو تا کہ تمہیں وہ مرض نہ لگ جائے جو مجھے ہے۔"

یہ بھی ممکن ہے کہ اہلِ عرب کے قول "فلان الیس" سے مشتق ہو۔ یعنی وہ جنگوں میں ثابت قدم، محکم اور پیش قدمی کرنے والا ہے۔ حجاج نے کہا:

اليس يمشي قدما اذا ادّكر

ما وعد الصابر من خير صَبَر

ترجمہ: "وہ ثابت قدم ہے۔ جب اسے یاد آتا ہے کہ صبر کرنے والے نے کیا بھلائی کا وعدہ کیا ہے تو وہ صبر کرتا ہے۔"

الاثرم نے لکھا ہے کہ الاسد الیس۔ بہادر شیر۔ اَلْیَس کی جمع اَلیاس ہے۔ مشہور یہ ہے کہ

Marfat.com

ان کا نام الیاس ہے بعض نے لکھا ہے کہ ان کا نام حبیب تھا۔کنیت ابوعمرو تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ سعد بن عدنان کی نسل میں سے تھی۔ایک قول یہ ہے کہ وہ رباب بنت حیدہ تھی۔(الطبری)

ایک قول یہ ہے کہ وہ حنفاء بنت ایاد تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ جرھمیہ تھی۔ یہ ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔ مگر انہوں نے نام نہیں لکھا۔ ابن زبیر نے لکھا ہے کہ جب الیاس نے وہ برائیاں دیکھیں جو بنو اسماعیل نے اپنے آباء کے طور طریقوں میں پیدا کیں تھیں۔ جب الیاس کا فضل و کرم عام ہوگیا اور ان کا قبیلہ ان پر راضی ہوگیا تو انہوں نے بنو اسماعیل کو ان کے آباء کے طور طریقے پر واپس کیا۔ اہلِ عرب ان کی اس طرح تعظیم کرتے تھے جس طرح وہ حکیم لوگوں مثلاً لقمان کی عزت کرتے تھے۔ ابن دحیہ نے لکھا ہے کہ وہ اپنے باپ کے وصی تھے۔ یہ باجمال اور حسین تھے۔

امام سہیلی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''الیاس کو برے الفاظ سے یاد نہ کیا کرو۔ وہ مؤمن تھے۔'' حج کے زمانہ میں ان کی صلب سے نبی کریم ﷺ کے تلبیہ پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کی طرف قربانی کے جانور ہانکے تھے۔

## مضر

یہ علم اور عدل کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ یہ ان کا لقب اس لیے پڑ گیا کیونکہ جو بھی انہیں دیکھتا تھا وہ ان کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ امام قتبی نے لکھا ہے کہ مضر المضیر ہ سے مشتق ہے۔ دودھ سے جو چیز بنائی جائے اسے مضیر ہ کہتے ہیں۔ اس کی سفیدی کی وجہ سے ماضر کہا جاتا ہے۔ ان کا نام عمرو اور کنیت ابوالیاس تھی۔ ان کی والدہ سودہ بنت عک بن عدنان تھی۔ انہیں مضر الحمراء کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اہلِ عرب سفید کو بھی احمر کہتے تھے۔(امام سہیلی)

ابن جریر، ماوردی، زبیر، بلاذری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے باپ نزار کا وقت وصال آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی۔ ان کے بیٹے مضر،

Marfat.com

ربیعہ، ایاد اور اغار تھے۔" یہ سرخ قبہ ہے یہ اور اس کا سامان مضر کے لیے ہے۔ یہ سیاہ خیمہ اور اس کا سامان ربیعہ کے لیے ہے۔ یہ خادم (شمطاء) اور یہ سامان ایاد کے یہ بیٹھنے کی جگہ اور تھیلی اغار کے لیے ہے۔ علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ انہوں نے گدھے کی بھی وصیت کی تھی۔ شاعر نے لکھا ہے:

نزار کان اعلم اذ تولی
لای بنیه اوصی بالحمار

ترجمہ: "جب نزار والی بنے تو وہ جانتے تھے کہ کس بیٹے کے لیے انہوں نے گدھے کی وصیت کرنا ہے۔"

باپ نے کہا: "تم پر یہ امر مشکل ہو جائے اور تقسیم میں اختلاف ہو جائے تو افعی جرہمی کے پاس چلے جانا۔ یہ نجران میں رہتا تھا۔ جب نزار کا وصال ہو گیا اور اولاد پر تقسیم کا معاملہ مشکل ہو گیا تو افعی کی طرف گئے۔ جب وہ چل رہے تھے تو مضر نے چری ہوئی گھاس دیکھی۔ اس نے کہا: "جس اونٹ نے اسے چرا ہے وہ کانا ہے۔" ربیعہ نے کہا "وہ لنگڑا ہے۔" ایاد نے کہا: "اس کی دم کٹی ہوئی ہے۔" اغار نے کہا: "وہ بھاگا ہوا ہے۔" وہ تھوڑی دیر ہی چلے تھے کہ انہیں ایک شخص ملا۔ اس نے ان سے اونٹ کے متعلق پوچھا۔ مضر نے کہا "وہ کانا ہے؟" اس شخص نے کہا: "ہاں۔" ربیعہ نے کہا: "وہ بھاگا ہوا ہے؟" اس شخص نے کہا: "ہاں۔" ایاد نے کہا: "اس کی دم کٹی ہوئی ہے؟" اس شخص نے کہا: "ہاں!" انمار: "وہ بھاگا ہوا ہے؟" وہ شخص: "ہاں! بخدا میرے اونٹ کے یہی اوصاف ہیں۔ اب مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے؟" انہوں نے کہا: "بخدا! ہمیں اس کے بارے کچھ علم نہیں۔" اس شخص نے ان پر وہ اونٹ لازم کر دیا۔ اس نے کہا: "میں تم سے جدا کیسے ہو سکتا ہوں حالانکہ تم نے میرے اونٹ کے سارے اوصاف بیان کر دیے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ چلا حتیٰ کہ وہ نجران آئے۔ افعی کے ہاں ٹھہرے۔ اونٹ والے نے افعی کو اپنا مقدمہ سنایا۔ اس نے کہا: "یہ میرے اونٹ کے اوصاف مجھے بتاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں: "انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔" افعی: "تم نے اونٹ کے اوصاف

Marfat.com

کیسے بیان کر دیے، حالانکہ تم نے اسے دیکھا نہیں۔" مضر نے اسے کہا: "میں نے گھاس کو ایک طرف سے کھایا ہوا دیکھا تھا۔ دوسری طرف چھوڑی ہوئی تھی۔ میں سمجھ گیا کہ وہ کانا ہے۔" ربیعہ: "میں نے دیکھا کہ اس کے ایک پاؤں کے نشانات واضح تھے جبکہ دوسرے کے نشانات غیر واضح تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ لنگڑا ہے۔" ایاد: "میں نے دیکھا کہ اس کی مینگنیاں صحیح وسالم تھیں۔ اگر اس کی دم ہوتی تو مینگنیاں ٹوٹی ہوئی ہوتیں۔" انمار: "میں نے دیکھا کہ اس نے عمدہ گھاس چری تھی پھر اسے چھوڑ کر اس گھاس کی طرف چلا گیا تھا جو اچھی نہ تھی۔ میں سمجھ گیا کہ یہ بھاگا ہوا ہے۔" انہوں نے قسم اٹھائی کہ انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ افعی نے اس شخص سے کہا: "یہ تیرے چور نہیں کسی اور کو تلاش کرو۔" پھر ان سے پوچھا: "تم کون ہو؟" انہوں نے اپنا تعارف کرایا تو اس نے انہیں مرحبا کہا۔ اس نے کہا: "اتنے ذہین اور فطین ہو کر تم میرے محتاج کیسے ہو؟" پھر وہ نکل گیا۔ اس نے ان کے لیے کھانا اور شراب بھیجی۔ انہوں نے شراب پی۔ مضر نے کہا: "میں نے آج تک اتنی اچھی شراب نہیں پی۔ کاش یہ قبر پر نہ اُگی ہوتی۔" ربیعہ: "میں نے آج تک اتنا عمدہ گوشت نہیں چکھا۔ کاش اس نے کتے کا دودھ نہ پیا ہوتا۔" ایاد: "میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا کاش! اسے غیر باپ کی طرف منسوب نہ کیا جاتا۔" انمار: "میں نے آج تک ایسا کلام نہیں سنا جو ہمارے لیے اس قدر مفید ہو۔" افعی نے ان کی باتیں سن لیں۔ پھر اس نے کہا: "یہ شیاطین کیا کہہ رہے ہیں؟" پھر وہ اپنی ماں کے پاس گیا۔ اس نے اسے بتایا: "وہ ایک سردار کی بیوی تھی۔ میں نے ناپسند کیا کہ اس کی جائیداد ضائع جائے۔ میں نے ایک شخص سے بدکاری کی۔ جس سے تو پیدا ہوا۔ اس نے اپنے ملازم سے کہا: "جو شراب تو نے ہمیں پلائی ہے اس کا معاملہ کیا ہے؟" اس نے کہا: "یہ اس انگور سے بنائی گئی ہے جو تیرے باپ کی قبر پر اگی تھی۔" اس نے چرواہے سے بکری کے بارے پوچھا تو اس نے کہا: "اس بکری کو ہم نے کتیا کا دودھ پلایا تھا۔ کیونکہ اس کے علاوہ کچھ موجود نہ تھا۔" مضر سے پوچھا گیا: "تم نے شراب کے بارے کیسے جان لیا؟" اس نے کہا: "کیونکہ مجھے شدید پیاس لگی تھی۔" ربیعہ سے پوچھا گیا: "تم نے گوشت

Marfat.com

کے بارے کیسے جان لیا تھا؟" اس نے کہا: "کیونکہ کتے کے گوشت پر چربی غالب نہیں ہوتی ہے جبکہ بکری کے گوشت پر چربی غالب ہوتی ہے۔" ایاد سے پوچھا گیا: "تجھے اس نے غیر باپ کی طرف منسوب ہونے کا کیسا علم ہو گیا؟" اس نے کہا: "کیونکہ اس نے کھانا رکھا پھر ہمارے ساتھ نہ بیٹھا اس کی اصل میں کمینگی تھی۔"

افعی نے کہا: "اب مجھے اپنی داستان سناؤ۔ انہوں نے اپنی داستان سنائی۔ اپنا اختلاف بیان کیا۔ اس نے کہا: "سرخ خیمہ اور اس کا مال مضر کے لیے ہے۔" اسے دینار اور اونٹ مل گئے۔ اسے مضر الحمراء کہا جانے لگا۔ اس نے کہا: "سیاہ خیمے میں جانور اور مال ربیعہ کے لیے ہے۔" اسے گھوڑے مل گئے۔ اسے ربیعۃ الفرس کہا جانے لگا۔ اس نے کہا: "شمطاء اور وہ مال (سفید اور سیاہ داغوں والے گھوڑے) ایاد کے لیے ہیں۔ اسے ایاد الشمطاء کہا جانے لگا۔ اس نے انمار کے لیے دراھم و دینار کا فیصلہ کیا۔ پھر وہ وہاں سے آ گئے۔ محمد بن سائب نے کہا ہے: "مضر نے سب سے پہلے حدی خوانی کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اونٹ سے گر پڑے۔ یہ جوان تھے۔ ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ انہوں نے ہائے ہاتھ ہائے ہاتھ کی صدا لگائی۔ اونٹ چراگاہ سے ان کی طرف آنے لگے۔ صحیح ہونے کے بعد انہوں نے حدی خوانی کی۔ ان کی آواز بہت خوبصورت تھی۔ بلاذری نے لکھا ہے: "ان کے غلام کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا۔ وہ چیختا تو اونٹ اس کے ارد گرد آنے لگے۔ اسی طرح حدی خوانی کا آغاز ہوا۔" حدیث پاک ہے "ربیعہ اور مضر کو برے الفاظ سے یاد نہ کیا کرو وہ دونوں مومن تھے۔"

ابن حبیب نے جید سند کے ساتھ حضرت سعید بن میب سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "مضر کو برے الفاظ سے یاد نہ کیا کرو وہ ملت ابراہیمی پر تھے۔" ابن حبیب نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ادد، عدنان، معد، ربیعہ، مضر، قیس، عیلان، تیم، اسد، ضبہ، خزیمہ کا وصال اسلام اور ملت ابراہیمی پر ہوا تھا۔

مضر کی حکمت آموز باتوں میں سے ہے:

"جو شر کاشت کرتا ہے وہ ندامت کاٹتا ہے۔ خیر کی بھلائی یہ ہے کہ اسے جلدی کی جائے۔"

Marfat.com

''اپنے نفسوں کو مشکلات کا عادی بناؤ۔ اور بری باتوں سے ان کا رخ پھیر دو۔''

''صلاح اور فساد میں صرف اتنا فرق ہے، جتنا دودھ والے جانور کو دوبارہ دوہنے میں۔''

الیاس اور الناس سے ان کے فرزند تھے۔ الناس سے مراد ہی عیلان ہے علامہ بلاذری فرماتے ہیں مضر کے غلام نے اسے آغوش پرورش میں لیا تھا۔ اس لیے اس نے اس کا نام عیلان رکھ دیا تھا۔ اس کے بیٹے کو قیس بن میلان بن مضر کہا جاتا تھا۔ یہی قیس بن الناس ہے۔ ان کی والدہ کا نام رباب تھا۔ علامہ جوانی نے لکھا ہے۔ قیس سے مراد قیس بن عیلان بن مضر کی اولاد ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں ''میلان قیس کی گود میں تھا۔ یہ اس کا بیٹا نہ تھا۔ عیلان بن مضر کو قیس کہا جانے لگا۔ اسے اس کی طرف اس طرح منسوب کیا جانے لگا جس طرح قضاعۃ میں سعد ھذیم کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ھذیم نے اس کی پرورش کی تھی۔ لیکن پہلی روایت درست ہے۔ ہمارے شیوخ کی وہی روایت ہے۔

## نزار

ابوالفرج الاموی نے لکھا ہے کہ یہ تنزر سے مشتق ہے۔ کیونکہ یہ یکتائے روزگار تھے۔ امام سہیلی لکھتے ہیں:

''یہ النزر سے مشتق ہے۔ اس کا معنی قلیل ہے کیونکہ جب ان کے والد نے اپنا بچہ دیکھا تو اسے وہ نور نظر آیا جو اس کی آنکھوں کے مابین تھا۔ یہ نور نبوت تھا جو اصلاب میں منتقل ہو رہا تھا۔ تو وہ بہت خوش ہوئے۔ بہت سا کھانا پکایا اور کھلایا۔ پھر کہا: ''اس بچے کے بارے یہ کھانا بہت قلیل ہے۔'' اس لیے ان کا نام نزار پڑ گیا۔

امام ابوالحسن ماوردی نے لکھا ہے کہ نزار کا نام خلدان تھا۔ یہ قائد تھے۔ بادشاہوں کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ یہ کمزور جسم والے تھے۔ ایران کا بادشاہ انہیں کہتا تھا ''اے نزار تمہیں کیا ہو گیا ہے؟'' ایران کی زبان میں نزار کا معنی کمزور ہے۔ ان کا یہی نام مشہور ہو گیا۔

علامہ محب ابن شہاب نے لکھا ہے ''یہ قول بہت غریب ہے'' ان کی کنیت ابوایاد تھی یا

Marfat.com

ابوربیعہ تھی۔ان کی والدہ کانام معانہ بنت جوشم یاعنہ بنت جوشن تھا۔یہ جرھمیہ تھی۔

## معد

اس کے مادہ اشتقاق کے بارے کئی اقوال ہیں:

1. یہ مفعل کے وزن پر ہے یہ عددت الشئ اعدہ عدًا سے مشتق ہے۔(ابن الانباری، زجاجی)
2. یہ فعل ہے "معد الرجل فی الارض" (جب انسان سفر کرے) سے مشتق ہے۔ اس قول کو زجاجی نے مختصر الزاھر میں اور امام سہیلی نے لکھا ہے۔امام سہیلی نے معد فی الارض کا معنی زمین میں فساد کرنا کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں "فَعَل کے وزن پر اسماء میں تضعیف ہوتی ہے۔تضعیف اسماء میں وہ چیز شامل کر دیتی ہے جو ان میں نہیں ہوتی۔جیسا کہ شَمّر، قشعریرہ وغیرہ۔
3. معد گھوڑے کی اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سوار کی ٹانگیں ہوتی ہیں۔امام سہیلی نے ابن الانباری سے روایت کیا ہے کہ معدَین وہ جگہ ہے جہاں شہ سواروں کی ایڑی لگتی ہے۔ آخری دو قوموں کے مطابق یہ معد سے مشتق ہوں گے۔اس کا معنی قوت ہے۔معدہ بھی اسی سے مشتق ہے۔زجاجی نے لکھا ہے۔ممکن ہے یہ اہلِ عرب کے اس قول سے مشتق ہو "قد تمعدد الرجل" جب آدمی قوی اور شدید ہو جائے تو اس طرح کہا جاتا ہے ابوالفتح نے لکھا ہے جب بچہ مضبوط اور قوی ہو جائے تو کہا جاتا ہے "تمعدد الغلام"۔تمعدد کا معنی، گفتگو کرنا، عبادت گزار بننا اور بولنا ہے۔الزاجر کہتا ہے:

ربیته حتی اذا تمعددا

وصار نهدا کالحصان اجردا

ترجمہ: "میں نے اس کی تربیت کی جب وہ مضبوط ہو گیا۔وہ چھوٹے بالوں والے گھوڑے کی طرح ہو گیا۔"

حضرت عمر فاروق نے بھی فرمایا ہے "اخشو شنوا و تمعددوا" ان کی کنیت

Marfat.com

ابو قضاعہ یا ابو نزار تھی۔ ان کی والدہ مہدد بنت اللہتم تھی۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ طسم سے تھی۔ بلاذری نے پہلا قول درست قرار دیا ہے۔ جب بخت نصر کا زمانہ آیا تو معد بن عدنان کی عمر ۱۲ سال تھی۔ امام طبری لکھتے ہیں "رب تعالیٰ نے ارمیاء بن خلیقا کی طرف وحی کی کہ بخت نصر کے پاس جائیں۔ اسے بتائیں کہ میں نے اسے عرب پر تسلط عطا فرمادیا ہے۔ معد کو براق پر سوار کر لیں تاکہ انہیں کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ میں ان کی پشت انور سے ایک نبی کریم ﷺ کا ظہور کروں گا۔ ان پر نبوت و رسالت ختم کروں گا۔" انہوں نے معد کو براق پر سوار کرایا۔ انہیں سرزمین شام میں لے گئے۔ ان کی نشو ونما بنو اسرائیل میں ہوئی۔ انہوں نے وہاں ایک عورت سے شادی کرلی جسے معانہ بنت جوشن کہا جاتا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت ارمیاء حضرت معد کو عراق لے گئے تھے۔

علامہ ماوردی نے لکھا ہے کہ بخت نصر نے معد کو اس وقت قتل کرنے کا ارادہ کیا جب وہ عرب کے شہروں پر غالب آیا۔ اسے ایک نبی نے ڈرایا۔ اس وقت یہ بات مشہور تھی کہ نبوت ان کی اولاد میں ہوگی۔ بادشاہ نے انہیں باقی رکھا اور تکریم بجالایا۔

ابو ربیع نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب بخت نصر عرب پر غالب آیا تو رب تعالیٰ نے دو فرشتے بھیجے۔ وہ معد کو اٹھا کر لے گئے۔ جب حالات پرسکون ہو گئے تو انہیں لے آئے اور انہیں تہامہ اتار دیا۔ یہ مکہ میں اپنے ننھیال بنو جرہم کے پاس ٹھہر گئے۔ اس وقت بیت اللہ کے متولی جرہم تھے۔ یہ ان کے ساتھ ہی رہے۔ ان میں سے ہی ایک عورت سے نکاح کرلیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ عدنان کو فرشتے اٹھا کر لے گئے تھے۔ ابو ربیع کہتے ہیں کہ پہلا قول صحیح ہے۔

معد کی اولاد میں اختلاف ہے۔ ابن حبیب نے لکھا ہے کہ ان کے ہاں سترہ بچے پیدا ہوئے۔ نو کی نسل نہ چلی، آٹھ کی نسل چلی۔ جن کی نسل چلی ان کے نام یہ ہیں: قضاعہ۔ یہ سب سے بڑے تھے۔ ان کا نام عمرو اور لقب قضاعہ تھا۔ کیونکہ یہ اپنی قوم سے دور چلے گئے تھے۔ نزار، ایاد اکبر، حیدان، عبید، جنید، سلیم، قنص۔

Marfat.com

نزار کے علاوہ سارے یمن چلے گئے۔

امام طبرانی نے ابوامامہ الباھلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا ''جب معد بن عدنان کی تعداد چالیس ہوگئی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اسے خوفزدہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے بددعا کرنا چاہی۔ رب تعالیٰ نے ان پر وحی فرمائی ''ان کے لیے بددعا نہ کریں۔ ان میں نبی امی نذیر اور بشیر پیدا ہوں گے۔ ان سے امت مرحومہ پیدا ہوگی۔ وہ محمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہوگی۔ وہ رب تعالیٰ سے تھوڑے سے رزق سے راضی ہو جائیں گے۔ رب تعالیٰ ان سے قلیل عمل سے راضی ہو جائے گا۔ صرف لا الہ الا اللہ کے کلمہ طیبہ کی وجہ سے رب تعالیٰ انہیں جنت عطا کرے گا۔ ان کے نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﷺ ہوں گے۔ وہ اپنی ہیبت کے باوجود متواضع ہوں گے۔ ان کے سکوت میں نرمی ہوگی۔ وہ حکمت سے باتیں کریں گے۔ حلم استعمال کریں گے۔ میں ان کا ظہور قریش کے بہترین قبیلہ سے کروں گا۔ وہ سراپا بھلائی خیر سے خیر کی طرف جائیں گے۔ ان کی امت بھی بھلائی کی طرف جائے گی۔''

حضرت مکحول سے روایت ہے کہ ضحاک بن معد نے بنو معد کے چالیس افراد کے ساتھ بنو اسرائیل پر حملہ کیا۔ انہوں نے صوف کی قمیصیں پہنی ہوئی تھی۔ ان کے گھوڑوں کی لگامیں کھجور کے ریشوں کی تھیں۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو قتل کیا۔ قیدی بنایا۔ فتح پائی۔ بنو اسرائیل نے کہا: ''موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام! بنو معد نے ہم پر حملہ کیا ہے۔ ان کی تعداد تھوڑی سی ہے۔ ان کی حالت اس وقت کیا ہوگی جب وہ کثیر ہوگی؟ ان کے لیے بددعا کریں۔'' حضرت موسیٰ نے وضو کیا۔ نماز پڑھی۔ پھر عرض کی: ''مولا! بنو معد نے بنو اسرائیل پر حملہ کیا ہے۔ انہیں تہ تیغ کیا۔ قیدی بنائے اور فتح پائی ہے۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں بنو معد کے لیے بددعا کروں۔'' رب تعالیٰ نے فرمایا: ''موسیٰ! ان کے لیے بددعا نہ کرنا۔ وہ میرے بندے ہیں۔ ان میں ایک نبی کریم ﷺ ہوں گے۔ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ میں ان کی امت سے محبت کرتا ہوں۔'' حضرت موسیٰ: ان کے لیے تیری محبت کتنی ہوگی؟'' رب تعالیٰ نے فرمایا: ''میں

Marfat.com

ان کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف کر دوں گا۔" حضرت موسیٰ: "مولا! تو ان کی امت سے کس طرح محبت کرے گا؟" رب تعالیٰ نے فرمایا: "ان کا مغفرت طلب کرنے والا مجھ سے مغفرت طلب کرے گا، میں اسے معاف کر دوں گا۔ دعا مانگنے والا مجھ سے دعا مانگے گا، میں اس کی دعا قبول کر لوں گا۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام: "مولا! مجھے ان میں سے بنا دے۔" رب تعالیٰ نے فرمایا: "آپ پہلے ہیں۔ وہ متاخر ہیں۔"

## عدنان

یہ عَدَنَ بِالْمَکَانِ سے مشتق ہے جس کا معنی کسی جگہ قیام کرنا ہے۔ (ابن الانباری) ان کی کنیت ابو معد تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا۔ انہوں نے چمڑے کا غلاف چڑھایا تھا۔ ان کے ہاں معد، الدیث، ابی، العی، عدی پیدا ہوئے۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ عدن کا شہر ان کی طرف ہی منسوب ہے (الزھر میں ہے کہ یہ کسی اور کی طرف منسوب ہے) ان کے ہاں حارث، المذھب (ضرب المثل ہے وہ مذھب سے زیادہ خوبصورت ہے) پیدا ہوئے۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ عدنان کی اولاد میں "عک" بھی تھا لیکن ہم دو امور کی وجہ سے اس میں مخالفت کرتے ہیں:

1. عک کے والد عدنان ابن عبداللہ بن الازد ہے۔ ابن معلی نے کتاب الترقیص میں لکھا ہے کہ علماء کا یہی رجحان ہے۔
2. اگر ابن اسحاق کا قول تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر بھی عک عدنان کا صلبی بیٹا نہیں۔ جیسے کہ کلبی اور بلاذری نے لکھا ہے۔ عک کا نام حارث بن دیث بن عدنان تھا۔

### تنبیہ

جو نسب پاک پہلے گزر چکا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس پر اتفاق ہے لیکن عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تک کے نسب میں بہت اضطراب ہے۔ اتنا اختلاف ہے کہ اکثر علماء نے یہ نسب بیان کرنے سے اعراض کیا ہے۔ لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عدنان حضرت

Marfat.com

اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔لیکن ان کے مابین اجداد میں اختلاف ہے۔علماء نسب کا ان میں اختلاف ہے۔ایک گروہ کا موقف ہے کہ یہ نسب کسی کو معلوم ہی نہیں۔انہوں نے ابن سعد کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ صرف معد بن عدنان اد تک نسب بیان فرماتے تھے۔پھر آپ ﷺ رک جاتے اور فرماتے" آگے نسب بیان کرنے والے جھوٹ بولتے ہیں۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:"اگر رب تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو یہ بتانا چاہتا تو بتا سکتا تھا۔"اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہشام اور اس کا باپ متروک ہیں۔امام سہیلی نے لکھا ہے کہ یہ قول حضرت ابن مسعود کا ہے۔

دوسرے علماء فرماتے ہیں:"یہ نسب معروف ہے۔لیکن اس میں اختلاف ہے۔ایک روایت یہ ہے کہ عدنان اور حضرت اسماعیل کے مابین چار اجداد ہیں۔کسی نے کہا کہ ان کے مابین سات، کسی نے آٹھ، کسی نے نو، کسی نے دس کسی نے پندرہ، کسی نے بیس، کسی نے تیس، کسی نے اڑتیس، کسی نے انتالیس، کسی نے چالیس اور کسی نے اکتالیس اجداد بتائے ہیں۔اس پر ابن جریر، ابن حبان اور ابن مسعود نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔تذکرہ کی قطعاً ضرورت نہیں۔"

حافظ لکھتے ہیں:"ابن اسحاق نے جو کچھ لکھا ہے میرے نزدیک اس پر اعتماد کرنا بہتر ہے۔"انہوں نے لکھا ہے"ان میں سے بہتر روایت وہ ہے جسے طبرانی اور حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور پاک ﷺ سے سنا۔" آپ ﷺ نے فرمایا:"معد بن عدنان بن اود بن زند بن الیریٰ بن اعراق الثریٰ" پھر آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿٣٨﴾ (الفرقان:۳۸)

ترجمہ:"اور یاد کرو قوم عاد ثمود اور اصحاب الرس کو اور ان کثیر التعداد قوموں کو جو ان کے درمیان گزریں۔"

انہیں رب تعالیٰ ہی جانتا ہے۔انہوں نے فرمایا:"اعراق الثریٰ سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام میں زند سے مراد ھمیسع ہیں۔"

Marfat.com

اس روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔ امام ذہبی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے الصغیر میں ذکر کیا ہے۔ اس میں عبدالعزیز بن عمران ہے جسے امام بخاری نے ضعیف کہا ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ اود کے والد زند ہیں۔ امام دارقطنی نے لکھا ہے ہم اس روایت میں ہی زند کو جانتے ہیں۔ زند بن الجون ابو دلامہ شاعر ہے۔ جبکہ الیریٰ ایک درخت کو کہا جاتا ہے جس کی خوشبو بڑی عمدہ ہوتی ہے۔ الثریٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا لقب تھا۔ کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ہیں اور حضرت خلیل اللہ کو آگ نے چھوا تک نہ تھا۔ جس طرح آگ مٹی کو کچھ نہیں کہتی۔"

معد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں ہوں گے۔ حضور ﷺ اور عدنان کے مابین تقریباً بیس اجداد ہیں۔ یہ امر بعید از قیاس ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کے مابین مدت تقریباً چھ سو سال بنتی ہے۔ اور اجدادِ کرام کی طویل عمروں کے بارے بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ معد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوں۔ جن علماء نے کہا ہے کہ حضرت عدنان اور حضرت اسماعیل کے مابین کثیر اجداد ہوں ان کا موقف یہ ہے کہ یہ بعید از قیاس ہے کہ حضرت معد حضرت روح اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوں اور ان کے مابین صرف چار یا پانچ اجداد ہوں۔ خواہ ان کی عمریں طویل ہوں۔

صحیح بات جو میں تحریر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت معد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے تو پھر معتمد بات یہ ہے کہ ان کے اور حضرت اسماعیل کے مابین کثیر اجداد ہوں۔ اگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوں تو پھر معتمد بات یہ ہے کہ ان کے مابین قلیل اجداد ہوں۔" حالانکہ پہلے یہ امر گزر چکا ہے کہ حضرت معد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر پر حملہ کیا تھا۔ امام سہیلی نے لکھا ہے "میرے نزدیک یہ روایت نہ تو اس روایت کے مخالف ہے جو اس سے قبل گزر چکی ہے اور نہ ہی یہ حضرت عمر فاروق کی روایت کے مخالف ہے کیونکہ اس میں تاویل کی گنجائش ہے ممکن ہے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد ابن الیریٰ بن اعراق الثریٰ اسی طرح ہو جس طرح آپ کا یہ فرمان ہے "تم سب حضرت آدم کی اولاد ہو اور حضرت

Marfat.com

آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی۔ اس سے مراد ھمیسع وغیرہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہوں۔ اس روایت کی کوئی ایسی ہی تاویل کرنا پڑے گی۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عدنان کے مابین کتنی مدت ہے اس میں مؤرخین کا اختلاف نہیں۔ یہ محال ہے کہ ان دونوں کے مابین صرف چار یا سات اجداد ہی ہوں۔ جس طرح ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے یا ان کے مابین دس یا بیس اجداد ہوں کیونکہ مدت کا تقاضا ہے کہ زیادہ اجداد ہوں۔ امام طبری نے لکھا ہے کہ بخت نصر کے زمانہ میں حضرت معد کی عمر بارہ سال تھی۔" اگر آپ حافظ کے سابق کلام میں غور وفکر کریں گے تو امام سہیلی کا جواب آپ کو مل جائے گا۔ علامہ جوانی نے لکھا ہے "نسب میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ عرب کے پاس کتابوں کا علم نہ تھا۔ جن کی طرف وہ رجوع کرتے۔ وہ صرف بعض بعض سے یاد کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اختلاف رونما ہوا ہے۔"

جب آپ کو یہ علم ہو گیا ہے تو آنے والے اسماء میں درج ذیل فوائد ہیں:

1. ابن درید نے لکھا ہے "عدنان کے بعد کے اسماء سریانی ہیں۔ ان کے مادۂ اشتقاق کی وضاحت نہیں کی جا سکتی۔"
2. ابن مصری نے قصیدۂ سُقر الطیبیہ جس کی سات بڑی بڑی جلدیں ہیں کی شرح میں لکھا ہے "یہ اسماء عجمی ہیں۔ ان میں جن اسماء کے حروف چار یا اس سے زائد ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ غیر منصرف ہیں۔ ان کے اسباب عجمہ اور تعریف ہیں۔ جن کے حروف تین ہیں: اگر ان کا وسط متحرک ہو تو وہ غیر منصرف ہیں۔ اگر وہ ساکن الوسط ہوں تو وہ منصرف ہیں جیسے نوح وغیرہ۔
3. حافظ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک نسب لکھنے کے بعد لکھا ہے "جمہور اہلِ نسب اور اہلِ کتاب میں کوئی اختلاف نہیں۔ صرف اسماء کے نقطوں میں اختلاف ہے۔ ابن حبان نے اپنی تاریخ کی ابتداء میں اس کے برعکس لکھا ہے وہ شاذ ہے۔ ابن درید نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک نسب صحیح ہے۔ اس میں اختلاف نہیں۔ کیونکہ تورات میں یہ نسب مذکور ہے۔ ان کی عمروں کا بھی تذکرہ ہے۔

Marfat.com

علامہ جوانی نے مقدمہ میں لکھا ہے: ''حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک کا نسب صحیح ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں سوائے آباء کے اسماء کے۔ وہ دیگر زبانوں میں منتقل ہونے کی وجہ سے ہے۔''

4. حضرت آدم تک نسب پاک چلانے میں کراہت کے بارے علماء کا اختلاف ہے۔ ابن اسحاق اور ابن جریر نے جواز بیان کیا ہے۔ حضرت امام مالک سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جو نسب پاک کو حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کرتا ہے تو انہوں نے اسے ناپسند فرمایا۔ ان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک نسب بیان کرنے کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے اسے بھی ناپسند فرمایا۔ انہوں نے کہا: ''اس شخص کو کون بیان کرتا ہے۔ انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے نسب بیان کرنے کو مکروہ سمجھا ہے مثلاً یوں کہا جائے ''ابراہیم بن فلاں بن فلاں'' انہوں نے فرمایا: ''اسے کون بتاتا ہے؟''

## اُد

ابوعمر نے لکھا ہے کہ سارے طرق عدنان بن اد بتاتے ہیں۔ صرف ایک گروہ عدنان بن اد بن ادد کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مادہ اذد ہے۔ ان کی والدہ النعجاء بنت عمرو بنت تبع سعد ذی قائش حمیری ہے۔

## اُدَد

اس کے مادہ اشتقاق کے بارے کئی اقوال ہیں:

1. ''الود'' سے فُعَل کے وزن پر واؤ کو ہمزہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ ابن سراج نے لکھا ہے کہ یہ معد اور عمر کی طرح نہیں۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ سیبویہ کا ظاہری قول بھی اسی طرح ہے۔
2. ممکن ہے یہ ''الاد'' سے مشتق ہو۔ اہم اور عظیم امر کو ''الاد'' کہا جاتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

Marfat.com

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا (مریم:۸۹)

ترجمہ: ''(اے کافرو) یقیناتم نے ایسی بات کی ہے جوسخت معیوب ہے۔''

۳ ممکن ہے یہ ادت الثوب سے مشتق ہو۔اس کا معنی پھیلانا ہے۔

۴ ممکن ہے یہ ادت الابل سے مشتق ہو۔جب اونٹ باہر نکلیں۔دوسرے قول کے مطابق ممکن ہے یہ الاد سے مشتق ہو۔آیت طیبہ میں شاذ ہو۔عمرو بن العلاء نے اس کا معنی عظیم لکھا ہے۔ان کی والدہ حبیّہ قحطانیہ تھی۔حافظ نے التبصیر میں لکھا ہے ''عورتوں کے سارے اسماء جواس صورت پر آتے ہیں وہ یاء کے ساتھ ہیں سوائے حضرت بن اکثم کی بہن کے۔وہ خاءاورنون کے ساتھ ہے۔حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا نام حاء مہملہ اورنون کے ساتھ ہے۔

## الیسع علیہ السلام

یہ نبی کریم علیہ السلام تھے۔سورۃ الانعام اورص میں ان کا ذکر ہے۔یہ عجمی نام ہے۔غیر منصرف ہے۔یا یہ عربی ہے۔انہیں ان کے علم کی وسعت یا حق کے لیے جدوجہد کی وجہ سے یسع کہا جاتا تھا۔

## الہمیسع

قوی شخص کو ہمیسع کہا جاتا ہے۔اگرلوگ اسے ضمہ سے پڑھتے ہیں لیکن فتحہ سے پڑھنا درست ہے۔امام سہیلی نے اس کا معنی عاجز کیا ہے۔ان کی والدہ حارثہ بنت مرداس بن زرعۃ ذی رعین الحمیری تھی۔

## ابن سلامان

ان کی کسی تفصیل کا مجھے علم نہیں۔

Marfat.com

## نبت

انہیں نابت بھی کہا جاتا ہے۔ الامیر ابونصر بن ماکول نے نابت بن اسماعیل کے باب میں لکھا ہے "ان کے بارے کہا جاتا ہے کہ وہ نابت بن سلامان بن حمل بن قیذار بن اسماعیل ہیں۔ یہ آخری قول ہے۔ لیکن جوانی نے اس کے برعکس لکھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے: "عدنان بن اد بن ادد بن یسع بن ہمیسع بن سلامان بن نبت۔ انہوں نے سلامان کو نبت سے مقدم کیا ہے۔ ان کی والدہ ہامہ بنت زید بن کہلان بن سباء بن یشجب بن قحطان ہیں۔

## حَمَل

ان کی والدہ العاضریہ بنت مالک جرہمی تھی۔

## قیذار

امام سہیلی نے لکھا ہے کہ اونٹوں کے مالک کو قیذار کہتے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اونٹوں کے مالک یہی بنے تھے۔ انہوں نے دوسری جگہ لکھا ہے "عرب کے علماء نسب لکھتے ہیں کہ عدنان کا نسب قیذار بن اسماعیل علیہ السلام کی طرف لوٹتا ہے۔ قیذار اپنے زمانہ کا بادشاہ تھے۔ اس کا معنی وہ بادشاہ ہے جو غالب ہو۔ علامہ جوانی نے لکھا ہے کہ حضرت اسماعیل کی اولاد زمین کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ وہ عرب کے قبائل میں داخل ہو گئے۔ بعض رخصت ہو گئے۔ علماء نے ان کا نسب بیان نہ کیا۔ سوائے قیذار کی اولاد کے۔ اللہ تعالیٰ نے قیذار کی اولاد کو پھیلایا جو ان کی زبان میں گفتگو کرتی تھی۔ ان کی والدہ ہالہ بنت حارث بن الضاض جرہمی تھی۔

## مُقَوَّم

علامہ توزدی سے اسے مُقَوِّم پڑھا ہے۔

Marfat.com

## ناحور

اگر یہ عربی ہو تو یہ نحر سے مشتق ہے۔

## قیرح

یہ جعفر کے وزن پر ہے۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ یہ القرحۃ سے فیعل کے وزن پر ہے۔ بشرطیکہ یہ عربی ہو القراح سرور کی ضد ہے۔

## یعرب

ابن درید نے کہا ہے یہ اعرب فی کلامہ سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ہے فصیح ہونا۔ یا یہ "اعرب بمن نفسہ" سے مشتق ہے۔ لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ یہ عربی ہو۔

## یشجب

حافظ التوزری نے لکھا ہے کہ یہ "الشجب" سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہلاکت ہے۔ کیونکہ عرب اپنے بیٹوں کے ایسے ہی نام رکھتے تھے۔ وہ ان سے اپنے دشمن کے لیے بدفالی پکڑتے تھے۔

## نابت

یہ نبت سے اسم فاعل ہے۔

## حضرت اسماعیل علیہ السلام

اس نام میں ایک لغت میں اسماعین بھی ہے۔ یہ اللہ رب العزت کے نبی اور رسول تھے۔ رب تعالیٰ نے انہیں ان کے ننھال بنو جرھم اور عمالقہ کی طرف بھیجا جو سرزمین حجاز میں تھے۔ بعض ان پر ایمان لے آئے۔ بعض نے کفر کیا۔ "اسماعیل" عجمی نام ہے۔ امام سہیلی نے اس کا معنی "مطیع اللہ" لکھا۔ صاحب القامودی نے لغات القرآن میں لکھا ہے "روشن

Marfat.com

ستاروں کا مطلع" نام رکھا گیا۔ بنو آدم میں سے سب سے پہلے ان کا نام ہی رکھا گیا۔ لیکن ملائکہ کے اسماء اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آسمان دنیا کے ملائکہ کا نام اسماعیل ہے۔ وضاحت قصۂ معراج میں آئے گی۔ بعض لوگوں نے اس کا مادۂ اشتقاق میں تکلف کیا ہے۔ انہوں نے اسے سمع اور ایل سے مشتق مانا ہے۔ ایل رب تعالیٰ کا نام ہے۔ اگر ان کا وزن افعالیل ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اور انہوں نے سرِ تسلیم خم کیا۔ جس نے یہ کہا ہے کہ یہ افعالیل کے وزن پر ہے کیونکہ اس کا اصل سماعیل ہے کیونکہ انہوں نے رب تعالیٰ کا حکم سنا اور اطاعت کی۔

"المطلع" میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دس خصائص ہیں۔

1. ان کی زبان عربی تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے فصیح زبان میں گفتگو کی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے رب تعالیٰ نے جس کی زبان پر عربی زبان رواں فرمائی وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۱۴ برس تھی۔ صحیح میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "وہ جوان ہوئے اور عربی سیکھی۔" یہ تفصیل گزر چکی ہے۔ "حافظ" میں لکھا ہے "اس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کی زبان عربی نہ تھی۔ اس سے "اول من تكلم بالعربيه" کے قول کا ضعف معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے "جس نے سب سے پہلے عربی میں گفتگو کی وہ اسماعیل علیہ السلام تھے۔" حافظ نے لکھا ہے کہ اس دونوں روایات کو یوں جمع کرنا ممکن ہے کہ حضرت اسماعیل نے سب سے پہلے فصیح عربی میں گفتگو کی یا اصل عربی انہوں نے جرہم سے سیکھی ہو۔ پھر رب تعالیٰ نے ان پر فصیح عربی الہام فرما دی ہو۔ اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جسے ابن ہشام نے شرقی بن قطامی سے روایت کیا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عربی یعرب بن قحطان اور بقیہ حمیر اور جرہم سے فصیح تھی۔ شاید حدیث پاک میں اولیت حضرت اسماعیل کے ساتھ مختص ہو۔ اور یہ

Marfat.com

اولیت ان کے بقیہ بھائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دیگر اولاد کے اعتبار سے ہو۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ہی عربی زبان میں گفتگو کی تھی۔

❷ وہی حضور ﷺ کے نورِ مبارک کے مرکز تھے۔
❸ وہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے نورِ نظر تھے۔
❹ تعمیرِ کعبہ میں وہ اپنے والد گرامی کے ساتھ شامل تھے۔
❺ وہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی پہلی اولاد تھے۔
❻ عرب کے انساب ان کی طرف لوٹتے ہیں۔
❼ آزمائش کے وقت انہوں نے سرِ تسلیم خم کیا تھا۔
❽ وہ اس خدمت کے ساتھ کامیاب ہوئے تھے۔

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ (الصّفّٰت:۱۰۷)

ترجمہ: ''اور ہم نے بچالیا اسے فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر۔''

❾ رب تعالیٰ نے اولادِ آدم میں سے انہیں چن لیا تھا۔ امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراہیم میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چن لیا تھا۔''
❿ حضور ﷺ نے ان پر فخر کیا تھا۔ فرمایا: ''انا ابن الذبیحین''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہیں بارہ ناموں سے یاد فرمایا ہے:

❶ اغلام۔ ❷ علیم۔ ❸ حلیم۔
❹ مسلم۔ ❺ مستسلم۔ ❻ آمر۔

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ۔ (مریم:۵۵)

ترجمہ: ''وہ حکم دیا کرتے تھے اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا۔''

❼ صابر۔

Marfat.com

سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٠٢﴾ (الصفت: ۱۰۲)

ترجمہ: "اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔"

⑧ مرضی۔

وَكَانَ عِندَ رَبِّهِۦ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ (مریم: ۵۵)

ترجمہ: "اور آپ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے۔"

⑨ صادق۔ ⑩ رسول۔ ⑪ نبی۔ ⑫ مذکور۔

وَٱذْكُرْ فِى ٱلْكِتَٰبِ إِسْمَٰعِيلَ (مریم: ۵۴)

ترجمہ: "اور ذکر کیجئے کتاب میں اسمٰعیل کا۔"

یہ حضرت اسحاق علیہ السلام سے بڑے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ ان میں سے ذبیح کون تھا۔ اکثر علماء نے وضاحت کی ہے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی تھے۔ علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں بیس سے زائد دلیلوں کے ساتھ اس کے خلاف کا رد کیا ہے۔

ان کی نسل سے نبی پاک ﷺ کے علاوہ کوئی نبی نہیں آیا۔ خالد بن سنان اگر فترت کے زمانہ میں ہوں تو حضور ﷺ سے صحیح البخاری میں روایت منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: "میں سارے لوگوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ ان کے اور میرے مابین کوئی نبی نہیں ہے۔" اگر وہ فترت سے قبل ہوں تو ان کا نبی ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ ارشادِ ربانی ہے:

لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتَىٰهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ۔ (السجدہ: ۳)

ترجمہ: "تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے۔"

کئی علماء نے فرمایا ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد عرب میں حضور اکرم ﷺ کے علاوہ کوئی نبی مبعوث نہیں کیا۔" اسے ابن کثیر نے روایت کیا ہے۔ حافظ نے فتح میں لکھا ہے "یہ حدیث جو صحیح میں ہے وہ خالد بن سنان کی داستان کو کمزور کرتی ہے۔ یہ روایت بلاشبہ صحیح ہے۔ جبکہ دوسری روایت میں مقال ہے۔ یا پھر اس سے مراد یہ ہے کہ مستقل

Marfat.com

شریعت کے ساتھ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے استحکام کے لیے مبعوث کیا گیا تھا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ علیہما السلام جبار یا بادشاہ کی زمین میں سے گزرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ علیہا السلام سے فرمایا: ''یہ جبار اگر یہ جان گیا کہ تم میری زوجہ ہو تو وہ غالب آجائے گا۔ اگر وہ تم سے پوچھے تو اسے کہنا کہ تم میری بہن ہو۔ تم اسلام میں میری بہن ہو۔'' جب وہ جبار کی زمین میں داخل ہوئے اور اس کے سپاہیوں نے انہیں دیکھا تو انہوں نے بادشاہ سے کہا: ''تیری زمین میں ایک ایسی خاتون آئی ہے جو صرف تیرے لیے ہی مناسب ہے۔ وہ سارے لوگوں سے زیادہ باجمال ہے۔'' اس بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے پوچھا: ''ان کا آپ سے کیا رشتہ ہے؟'' انہوں نے کہا: ''یہ میری بہن ہے۔'' پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ کے پاس گئے اور فرمایا: ''سارہ! روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ اور کوئی مومن نہیں ہے۔ اس بادشاہ نے مجھے تمہارے بارے پوچھا ہے۔ میں نے اسے بتایا ہے کہ تم میری بہن ہو۔ تم میری تکذیب نہ کرنا۔'' آپ نے انہیں اس کی طرف بھیج دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بادشاہ کے پاس گئیں تو انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر دعا مانگی ''مولا! میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں۔ مولا! میری عزت وناموس کا مالک صرف حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو ہی بنانا۔ اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ فرمانا۔'' جونہی اس نے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو ہاتھ شل ہو گیا۔ اس کے منہ سے آوازیں نکلنے لگیں حتیٰ کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارنے لگا۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اگر یہ مر گیا تو کہا جائے گا کہ اس عورت نے ہی اسے قتل کیا ہے۔'' اسے چھوڑ دیا گیا۔ دوسرے الفاظ میں ہے۔ اس نے عرض کی: ''آپ میرے لیے دعا کریں میں آپ کو نقصان نہیں دوں گا۔'' آپ نے دعا کی تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس نے دوبارہ ہاتھ بڑھایا۔ آپ اٹھیں وضو کیا۔ نماز پڑھی پھر عرض کی:

Marfat.com

''مولا! میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں۔ میری عزت کا مالک صرف میرے خاوند کو ہی بنا۔ اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ فرما۔'' اسے پھر اسی طرح ہوا حتیٰ کہ وہ اپنے ٹانگیں زمین پر مارنے لگا۔ انہوں نے کہا: ''اگر یہ مرگیا تو کہا جائے گا کہ اس عورت نے اسے قتل کر دیا ہے۔'' اسے چھوڑ دیا گیا۔ دوسرے الفاظ میں ہے کہ اس بادشاہ نے عرض کی ''آپ رب تعالیٰ سے میرے لیے دعا کریں۔ میں آپ کو نقصان نہیں دوں گا۔'' آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

اس نے اپنے پہرے داروں کو بلایا۔ اس نے کہا: ''تم میرے پاس کسی انسان کو لے کر نہیں آئے بلکہ شیطان کو لے آئے ہو۔'' (نعوذ باللہ منہ) اسے حضرت ابراہیم کے پاس لے جاؤ۔ انہیں حضرت ہاجرہ دو اور انہیں میری زمین سے نکال دو۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں وہ کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے دست اقدس سے اشارہ کیا۔ ''مھیم'' ''یا مَھیا'' حضرت سارہ: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کافر کو رسوا فرمایا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: ''رب تعالیٰ نے کافر کے مکر کو اس کی گردن پر پھینک دیا ہے اور مجھے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا دی ہے۔'' (بخاری، مسلم، نسائی، بزار، ابن حبان)

امام نووی نے لکھا ہے ''حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اس بادشاہ کی شہزادی تھیں جو عین الجر میں رہتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ حازمی نے کہا ہے ''یہ بعلبک کے قریب ہے۔'' اس نے انہیں حضرت سارہ کو ھبہ کیا اور حضرت سارہ نے حضرت خلیل اللہ کو ھبہ کر دیا۔ امام سہیلی نے لکھا ہے ''حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ھبہ کرنے سے قبل حضرت ہاجرہ مصری قبط کے ایک بادشاہ کی شہزادی تھیں۔ جب حضرت عمرو بن العاص نے مصر کا محاصرہ کیا تو انہوں نے اہلِ مصر سے کہا: ''ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ مصر فتح ہوگا۔ انہوں نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اہلِ مصر کے ساتھ بھلائی سے پیش آئیں۔ ان کے ساتھ نسب بھی ہے اور سسرالی رشتہ بھی ہے۔'' اہلِ مصر نے کہا: ''اس نسب کے حق کی حفاظت ایک نبی ہی کر سکتا ہے۔ یہ بعید کا نسب ہے۔ انہوں نے سچ فرمایا ہے۔ تمہاری والدہ ماجدہ ہمارے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی شہزادی تھی۔ عین شمس کے لوگوں نے ہمارے ساتھ جنگ کی۔ انہوں نے ہمیں

Marfat.com

شکست دی۔ انہوں نے بادشاہ کو قتل کر دیا۔ اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ لے گئے۔ وہ وہاں سے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس چلی گئیں۔"

حافظ نے لکھا ہے کہ ہاجر سریانی زبان کا لفظ ہے۔ ان کا والد قبط کا بادشاہ تھا۔ ان کی رہائش حفن میں تھی۔ یہ مصر کی ایک بستی یا شہر تھا۔ اس میں اب بھی عظیم آثار ہیں۔ اس مذکور جبار کا نام عمرو بن امرئ القیس بن سبا تھا۔ یہ مصر کا بادشاہ تھا۔ دوسرے قول کے مطابق اس کا نام صادوق تھا۔ (ابن قتیبہ) یہ اردن کا بادشاہ تھا۔ ابن ہشام نے "تیجان" میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے گندم خریدا کرتے تھے۔ انہوں نے انہیں چکی پیستے دیکھا۔ یہی راز ہے جو بادشاہ کے حضرت سارہ کو حضرت ہاجرہ ھبہ کرنے میں ہے۔ اس نے کہا: "ان کی شان اس سے بالاتر ہے کہ وہ اپنے آپ کی خدمت کریں۔" اس سبب میں اختلاف ہے کہ جس کی وجہ سے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنی بہن کہا تھا۔ ظالم کا ارادہ تو یہ تھا کہ وہ انہیں چھین لیتا خواہ وہ بہن ہوتی یا بیوی۔" ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ بادشاہ صرف خاوندوں والی عورتوں سے تعرض کرتا تھا۔

یہ حافظ کا قول ہے جو ایک تتمہ کا محتاج ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے دو نقصانوں میں سے بڑے کو ان میں خفیف کا ارتکاب کر کے دور فرمانا چاہا۔ بادشاہ کے غضب کا واقعہ لازماً رونما ہونا تھا لیکن وہ جان جاتا کہ زندگی میں ان کا خاوند ہے تو اس کی غیرت خاوند کو قتل کرنے، غائب کرنے، قید کرنے یا نقصان دینے پر ابھار سکتی تھی۔ لیکن اسے اگر علم ہو جاتا کہ وہ ان کے بھائی ہیں تو پھر غیرت بھائی کی طرف سے ہوتی نہ کہ بادشاہ کی طرف سے۔ وہ اس کی پرواہ نہ کرتا۔ ایک قول یہ بھی ہے "اگر اسے پتہ چل گیا کہ آپ میری زوجہ ہیں تو وہ مجھے طلاق پر مجبور کرے گا۔" میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ یہ حضرت ابن منبہ سے روایت بھی ہے جسے عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔

حافظ زکی الدین منذری نے "السنن" کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اہلِ کتاب میں سے ایک شخص نے کہا: "اس جبار کی عادت یہ تھی کہ وہ شادی شدہ عورت کے قریب نہ جاتا تھا حتیٰ کہ وہ

Marfat.com

اس کے خاوند کو قتل کر دیتا تھا۔ اگر وہ ظالم ہوتا تو وہ قتل سے نجات پاتا۔"

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بہت سی اولاد تھی۔

## حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول اور اس کے خلیل تھے۔ بعد میں آنے والے سارے انبیاء کرام کے باپ ہیں۔ یہ عجمی اسم ہے۔ اس کا معنیٰ "اب راحم" رحم کرنے والا باپ ہے۔ "المطلع" میں ہے اکثر محققین کی رائے ہے کہ یہ اسم جامد ہے مشتق نہیں ہے۔ بعض متکلفین نے کہا ہے کہ یہ اسم البراء یا البرء یا البراۃ اور الھیمان یا الوھم یا الھمۃ سے مشتق ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ وہ رب تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے بری ہوئے۔ تو ان کا دل ذکرِ الٰہی کا عاشق بن گیا تھا۔

بعض نے لکھا ہے کہ وہ لغزش کے سبب سے بری ہوئے اور مقام خلت پر فائز ہو جانے کا ارادہ کیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ رب تعالیٰ نے انہیں قربت کے قالب میں تخلیق کیا۔ صدق نیت کے ساتھ انہوں نے ہمت کے ملکوت کی طرف عزم کیا۔ ایک شاعر نے لکھا ہے:

و کنت بلا وجد اموت من الھوی
وھام علیّ القلب بالخفقانٖ
فلما ارانی القلب انك حاضری
شھدتك موجوداً بکل مکانٖ

ترجمہ: "میں وجد کے بغیر محبت سے مر رہا تھا۔ مجھ پر دل نے دھڑکن کے ساتھ غلبہ پایا۔ جب میرے دل نے مجھے دکھایا کہ آپ میرے پاس حاضر ہیں تو میں نے گواہی دے دی کہ آپ ہر جگہ موجود ہیں۔"

ابراہیم اسم کے بارے کئی لغات ہیں۔

① ابراہیم۔ یہ مشہور لغت ہے۔ ② ابراھام۔ ③ ابراھوم۔

Marfat.com

◆ ۴ ابرھم۔ ◆ ۵ ابراھم۔

◆ ۶ ابراھم۔ ان لغات کو فراء نے بیان کیا ہے۔

◆ ۷ اسی اسم کو امالۃ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

◆ ۸ ابراھام۔ دوسرے الف کے امالۃ کے ساتھ۔ یہ شاذ ہے۔

◆ ۹ ابرھم۔

''المطلع'' میں ہے ابراہیم کی جمع ابارہ، اباریہ، ابارمہ، ابارھہ، براھم، براھیم، براھمۃ اور براۃ ہے۔ اس کی تصغیر بُرَیہ یا ابیرہ یا بریھیم ہے۔

ان کی کنیت ابوالضیفان تھی۔ عکرمہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد یہ سارے انبیائے کرام سے افضل ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے تاریخ میں اسی طرح لکھا ہے۔ اس کے دلائل بھی دیے ہیں۔

بزار، امام احمد، حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''بنو آدم میں سے بہترین حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد مصطفی ﷺ ہیں۔ ان میں سے افضل حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام افضل ہیں۔'' اس طرح موقوفاً نہیں کہا جاسکتا۔ اس کا حکم مرفوع کا ہے۔ امام ذہبی نے اسی قول کو یقین کے ساتھ کہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے ولادت کے بارے اختلاف ہے۔ برزہ میں ولادت ہوئی۔ یہ جگہ دمشق کے مضافات میں ہے۔ یہ ابن عساکر نے لکھا ہے مگر صحیح موقف یہ ہے کہ ان کی ولادت ''کوثا'' میں ہوئی۔ یہ جگہ سرزمین عراق میں بابل کی اقلیم میں ہے۔ ان کی والدہ کا نام نوبا یا لیوثا تھا۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال بعد اس دنیا میں آئے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہما السلام کے مابین دس صدیاں تھیں۔

اس روایت کو حاکم نے المستدرک میں امام واقدی سے روایت کیا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی سریانی زبان میں گفتگو کی تھی۔ جب انہوں نے دریا عبور کیا تو وہ عبرانی زبان میں گفتگو کرنے لگے۔

Marfat.com

طبرانی نے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم اور حضرت نوح کے مابین دس صدیاں تھیں۔ نمرود (یہ عجمہ اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے) نے جن افراد کو آپ کے تعاقب میں بھیجا تھا۔ اس نے انہیں کہا ''جب تم کسی کو دیکھو جو سریانی زبان میں گفتگو کر رہا ہو تو اسے واپس لے آؤ۔'' جب انہوں نے حضرت خلیل علیہ السلام کو پایا اور آپ کو بولنے کے لیے کہا۔ تو رب تعالیٰ نے ان کی زبان کو عبرانی میں تبدیل کر دیا۔ جب انہوں نے دریا عبور کیا تو اس زبان کو عبرانی کہا جانے لگا۔ سریانی زبان سے متعلق ابن سلام نے لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء سکھائے تو ملائکہ سے مخفی سکھائے۔ انہوں نے اسی زبان میں اسماء سیکھے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے علاوہ ان کی اور بھی اولاد تھی۔ المطلع میں ہے حق کے راستہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دس مقامات ہیں جو انہوں نے انتہائی عزتوں کے ساتھ حاصل کیے۔

1. مقام طلب۔ جیسے:

هٰذَا رَبِّيْ۔ (الانعام:۷۶)

ترجمہ: ''یہ ہے میرا رب۔''

2. مقام دعوت۔ جیسے:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ۔ (الحج:۲۷)

ترجمہ: ''اور اعلان عام کر دو لوگوں میں حج کا۔''

3. مقام فضیلت۔ جیسے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۖ (البقرۃ:۱۲۵)

ترجمہ: ''اور بنالو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز۔''

4. مقام فقر و فاقہ۔ جیسے:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ۔ (ابراہیم:۴۰)

ترجمہ: ''میرے رب بنادے مجھے نماز کو قائم کرنے والا۔

Marfat.com

⑤ مقامِ نعمت۔ جیسے:

وَالَّذِىۡ هُوَ يُطۡعِمُنِىۡ وَيَسۡقِيۡنِ ۝۷۹ (الشعراء:۷۹)

ترجمہ: ''اور وہ جو مجھے کھلاتا بھی ہے اور مجھے پلاتا بھی ہے۔''

⑥ مقامِ مغفرت۔ جیسے:

وَالَّذِىۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ يَّغۡفِرَ لِىۡ خَطِيۡٓــئَتِىۡ يَوۡمَ الدِّيۡنِ ۝۸۲ (الشعراء:۸۲)۔

ترجمہ: ''اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بخش دے گا میرے لیے میری خطا روزِ جزا کو۔''

⑦ مقامِ محبت۔ جیسے:

اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ؕ (البقرۃ:۲۶۰)

ترجمہ: ''اے میرے پروردگار دکھا دے مجھے کہ تو کیسے زندہ فرماتا ہے مردوں کو۔''

⑧ مقامِ مغفرت۔ جیسے:

وَاجۡعَلۡ لِّىۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ۝۸۴ (الشعراء:۸۴)

ترجمہ: ''اور بنا دے میرے لیے سچی ناموری آئندہ آنے والوں میں۔''

⑨ مقامِ ہیبت۔ جیسے:

اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيۡمٌ ۝۱۱۴ (التوبۃ:۱۱۴)

ترجمہ: ''بے شک ابراہیم بڑے ہی نرم دل اور بردبار تھے۔''

⑩ مقامِ وارثت۔ اس مقام نے آپ کو واسطہ سے مستغنی کر دیا تھا۔ انہوں نے فرمایا:

''حسبی من سوالی علمہ بحالی''

مورخین لکھتے ہیں: ''حضرت ابراہیم نے عراق سے شام کی طرف ہجرت کی۔ ان کی عمر ۱۷۵ سال یا دو سو سال ہو چکی تھی۔ ان کا وصال ارضِ مقدس میں ہوا۔ ان کی قبر انور یقیناً وہیں ہے۔ انبیائے کرام میں سے صرف حضور ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبور انور کا صحیح علم ہے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ ہوا۔

ابن ابی شیبہ، ابن سعد، ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت

Marfat.com

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب حضرت ابراہیم کی عمر مبارک ۱۲۰ سال تھی تو قدوم (کلہاڑے) کے ساتھ ان کا ختنہ کیا گیا۔ اس کے بعد وہ اسی سال تک بحیات رہے۔''

حضرت سعید رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ''حضرت ابراہیم نے سب سے پہلے ختنہ کرایا۔ سب سے پہلے ان کے بال سفید ہوئے۔ جب انہوں نے یہ سفیدی دیکھی تو عرض کی: ''مولا! یہ کیا ہے؟'' رب تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! یہ وقار ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''مولا! میرے وقار میں اضافہ فرما۔'' سب سے پہلے انہوں نے ہی مہمان نوازی کی۔ سب سے پہلے انہوں نے مونچھیں تراشیں، سب سے پہلے انہوں نے ناخن کاٹے۔ سب سے پہلے انہوں نے زیرِ ناف بال صاف کیے۔ (امام بیہقی اور ابن عدی نے یہ روایت مرفوعاً نقل کی ہے)

ابویعلی اور ابوشیخ نے عقیقہ میں موسیٰ بن علی بن رباح سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو ختنہ کرانے کا حکم دیا گیا اس وقت ان کی عمر اسی سال تھی۔ انہوں نے جلدی کی کلہاڑے کے ساتھ ختنہ کر لیا۔ درد شدید ہوا تو رب تعالیٰ سے دعا مانگی۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ نے جلدی کی اور قبل اس کے کہ ہم آپ کو کسی آلہ کے متعلق بتاتے آپ نے ختنہ کر لیا۔'' انہوں نے عرض کی: ''مولا! میں نے ناپسند کیا کہ تیرے حکم کو مؤخر کروں۔'' شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم نے اسی سال کی عمر میں قدوم میں (یا کلہاڑے کے ساتھ) ختنہ کیا۔

قدوم کو تخفیف اور تشدید کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ جگہ کا نام ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ آلہ ہے۔ دوسرے معنی کے وقت یہ تخفیف کے ساتھ ہوگا۔ پہلے معنی کے مطابق اس میں دو لغتیں ہیں۔ یہ اکثر کا قول ہے۔ داؤدی نے اس کے برعکس لکھا ہے۔ پھر اس جگہ میں اختلاف ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ یہ شام کی ایک بستی ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ سراۃ کا ایک شہر ہے۔ اکثر علماء کا گمان ہے کہ اس سے مراد آلہ ہے۔ الصحیح میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا تو اس وقت ان کی عمر اسی سال تھی۔

Marfat.com

حافظ نے لکھا ہے کہ حضرت ابن حبان نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ ہو اان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ظاہر ہے کہ اس روایت میں کمی و بیشی ہے۔کیونکہ ۱۲۰ سال تو حضرت ابراہیم کی عمر تھی۔میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو امام حاکم نے لکھا ہے اور اسے شیخین کی شرائط پر صحیح کہا ہے۔امام ذہبی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کا ختنہ ۱۲۰ سال میں ہوا تھا۔کتاب العقیقہ میں ابوشیخ نے حضرت ابوہریرہ سے موصولاً اور مرفوعاً روایت کیا ہے اور انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے"اس کے بعد وہ اسی سال زندہ رہے۔اس طرح ان کی عمر دوسو سال ہوگی۔بعض علماء نے ان دونوں روایات کو اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے گروہ نے ان کی نبوت کی ابتداء سے شمار کیا ہے جبکہ دوسرے گروہ نے ان کی ولادت سے شمار کیا ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے سب سے پہلے پائجامہ پہنا۔انہوں نے سب سے پہلے زیرناف بال صاف کیے۔انہوں نے سب سے پہلے ختنہ کیا۔انہوں نے سب سے پہلے مہمان نوازی کی۔انہوں نے سب سے پہلے بڑھاپا دیکھا۔

حضرت وکیع نے حضرت واصل بن مولی ابی لمیئیہ سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی"آپ مجھے سارے اہل زمین سے زیادہ معزز ہیں۔جب آپ سجدہ کریں تو زمین آپ کی شرم گاہ نہ دیکھے۔"انہوں نے پائجامہ پہن لیا۔"

امام دیلمی نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہندی سے خضاب لگایا۔"

ابن ابی شیبہ اور امام بزار نے حضرت سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے منبر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خطبہ دیا تھا۔

ابن عساکر نے حضرت حسان بن عطیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خلیل اللہ نے سب سے پہلے لشکر کے میمنہ، میسرہ اور قلب کو ترتیب دیا۔یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ ان لوگوں کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے تھے جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو قیدی بنایا تھا۔

بزار اور طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت کیا ہے حضور ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا: "منبر بناؤ۔ میرے باپ حضرت ابراہیم نے منبر بنایا تھا۔ عصا پکڑو۔ میرے باپ حضرت ابراہیم نے عصا پکڑا تھا۔"

ابن ابی دنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے کپڑا بننے کا کام کیا تھا۔

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمان نوازی کی تھی۔"

ابن سعد، ابن ابی الدنیا اور ابونعیم نے الحلیۃ میں امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عکرمہ سے روایت لکھی ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمان کی کنیت ابوالضیفان تھی۔ ان کی حویلی کے چار دروازے تھے۔ تاکہ کوئی شخص رہنے نہ پائے۔" امام بیہقی نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم کھانا تناول فرمانا چاہتے تو ایک میل تک کسی شخص کو تلاش کرتے جوان کے ہمراہ کھانا کھائے۔"

ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخوان میں اور خطیب نے تاریخ میں حضرت تمیم داری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جس ہستی نے سب سے پہلے معانقہ کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔"

ابن سعد نے محمد بن سائب سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے مہمان نوازی کی۔ سب سے پہلے ثرید بنائی۔ سب سے پہلے بالوں کی سفیدی دیکھی۔ رب تعالیٰ نے مال اور خدام میں وسعت دے رکھی تھی۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت مطرف سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے سب سے پہلے اپنی قوم کی بت پرستی سے تنگ آکر اسے چھوڑا۔ جب رب تعالیٰ سے دعا کر کے اپنی قوم کو چھوڑ دیا۔

ابن ابی شیبہ، شیخین، امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ لوگوں کو روزِ حشر ننگے پاؤں عریاں جسم اٹھایا جائے گا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا "میں اپنے خلیل کو عریاں نہیں دیکھوں گا۔" حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو سفید کپڑے پہنا دیے جائیں گے۔"

Marfat.com

یہی روایت حضرت عبداللہ بن حارث نے اس طرح روایت کی ہے ”حضرت خلیل اللہ کو سب سے پہلے دو قبطیہ چادریں پہنائی جائیں گی۔ پھر حضور اکرم ﷺ اپنا یمنی حلہ پہنیں گے۔ آپ عرشِ الٰہی کے دائیں طرف ہوں گے۔

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے الزہد میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دو بھوکے شیر چھوڑے گئے۔ شیروں نے ان کے قدم چاٹے اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

ان کے وصال کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ موت کے فرشتے سے کہا گیا ”حضرت ابراہیم کے ساتھ نرمی برتنا“ موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا۔ وہ اپنے انگوروں میں تھے۔ فرشتہ ایک عمر رسیدہ آدمی کی شکل میں تھا۔ جس کا کچھ بھی باقی رہ گیا ہو۔ جب حضرت خلیل اللہ نے اسے دیکھا تو اس پر رحم آیا۔ انہوں نے اسے اپنی ٹوکری لی۔ اور انگوروں کے باغ میں داخل ہو گئے۔ پھر انگور لا کر اس کے سامنے رکھ دیے۔ فرمایا: ”کھاؤ“ اس نے اپنے ہاتھ رکھے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ کھا رہا تھا پانی اس کی داڑھی اور سینے پر گر رہا تھا۔ حضرت خلیل اللہ نے تعجب کیا۔ انہوں نے کہا: ”عمر نے تو تمہارے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ تمہاری عمر کتنی ہے؟ اس نے حضرت ابراہیم کی مدت عمر شمار کی اور کہا: ”میری عمر اتنی ہے۔“ حضرت خلیل اللہ نے کہا: ”میری عمر بھی اتنی ہے۔ کیا میں انتظار کروں کہ میں بھی تمہاری طرح ہو جاؤں۔“ ”مولا! میری روح قبض فرما لے۔ حضرت ابراہیم کا نفس خوشی خوشی وصال کے لیے تیار ہو گیا۔ ملک الموت نے اسی وقت ان کی روح قبض کر لی۔“ حضرت خلیل اللہ کی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے علاوہ اور بھی اولاد تھی۔

## تارح

اس کا معنی ”یا اعوج“ ہے۔ یہ آزر ہے۔ امام جوہری نے لکھا ہے کہ یہ عجمی نام ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ آزر سے مشتق ہے جس کا معنی تعاون کرنا ہے۔ تارح اور آزر اس کے دو

Marfat.com

نام ہیں۔جس طرح کہ کئی سیرت نگاروں نے یقین کے ساتھ کہا ہے۔امام سہیلی نے اسے صحیح کہا ہے۔اس کا معنیٰ ''یا اعوج'' ہے۔یا یہ بت کا نام ہے۔قرآن پاک میں یہ فعل کے مضمر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ۔ (الانعام:۷۴)

ترجمہ:''اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے۔''

یعنی ''دَعْ آزر'' آزر کو چھوڑ دیں۔ایک قول یہ ہے کہ آزر کا کلمہ زجر و توبیخ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

علامہ توزری نے لکھا ہے کہ اس کے دو نام تھے۔تارح، آزر۔حسن اور سدی کا بھی یہی قول ہے۔ایک قول یہ ہے کہ آزر بت کا نام ہے۔جو فعل کے مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔یعنی "اتتخذ آذرَ الها اتتخذ اصنامًا"۔یہ اس شخص کی قرأت ہے جس نے را پر فتحہ پڑھا ہے۔جس نے راء پر ضمہ پڑھا اس وقت یہ "یا مخطئ" کے معنی میں ہوگا۔بعض نے لکھا ہے کہ یہ ''المؤازرة'' سے مشتق ہے۔جس کا معنی معاونت ہے۔یہ اپنی قوم کی بت پرستی میں اس کی معاونت کرتا تھا۔ایک قول یہ بھی ہے کہ رفع کے ساتھ ہو اور حرف نداء کے اسقاط کے ساتھ ہو۔

علامہ زمخشری نے لکھا ہے۔آزر، لابیہ کا عطف بیان ہے۔ندا کی وجہ سے اسے آزرُ بھی پڑھا گیا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ آزر بت کا نام تھا۔کیونکہ یہ اس کی عبادت میں منہمک رہتا تھا۔اسی لیے اسے بھی یہی نام دے دیا گیا۔یا اس کا معنی عابد آزر ہوگا۔مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔اسے یوں بھی پڑھا گیا "ازرًا اتتخذ اصنامًا آلهة"۔اس وقت یہ بت کا نام ہوگا۔اس کا معنی یہ ہے "لم تعبد آزر علی الانکار"۔پھر کہا "اتتخذ اصنامًا الهة"۔یہ اس کی تقریر اور تبیین کے لیے ہے۔یہ انکار کے حکم میں شامل ہے۔امام ثعلبی نے العرائس میں لکھا ہے ''حضرت ابراہیم کے باپ کا نام تارح تھا۔جب وہ نمرود کے دربار میں معبودانِ باطلہ کا نگران بنا تو اسے آنور کا نام دے دیا گیا۔(حضرت

Marfat.com

ابراہیم کے والد کے بارے تفصیلات جاننے کے لیے ضیاء النبی از جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ کا مطالعہ کریں۔مترجم)

## ناحور

یہ اس ناحور کے علاوہ ہیں جن کا تذکرہ حضرت اسماعیل سے پہلے ہو چکا ہے۔ابن ہشام نے التیجان میں لکھا ہے کہ اس نے ایک سو سالہ زندگی گزاری۔ابن حبیب نے اس کی عمر ۱۴۸ سال لکھی ہے۔

## شاروخ

علامہ جوانی نے اسے ساروغ لکھا ہے۔ملک المؤید نے اسے ساروع بھی پڑھا گیا ہے۔ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اس نے ۲۰۷ سال زندگی پائی۔

## راغو

اسے رغو بھی پڑھا گیا ہے۔عربی میں اس کا معنی قاسم ہے۔ابن حبیب نے لکھا ہے کہ راغو نے ۲۲۸ سال زندگی گزاری۔ابن کلبی نے ان کی عمر ۲۶۰ سال لکھی ہے۔

## فالخ

ابن ہشام نے التیجان میں لکھا ہے یہ سریانی زبان کا نام ہے۔عربی میں اس کا معنی وکیل ہے۔یہ حضرت ہود علیہ السلام کے بھائی تھے۔جب ان کے باپ نے کوہِ جودی پر عربی میں گفتگو کی تھی تو انہوں نے اس زبان میں گفتگو نہیں کی تھی۔انہوں نے ۲۶۷ سال عمر گزاری۔ابن کلبی نے ان کی عمر ۲۹۰ سال لکھی ہے۔ابن حبیب نے ان کی عمر ۲۳۹ سال لکھی ہے۔علامہ جتوانی نے ان کی والدہ کا نام بیشا حا لکھا ہے۔

Marfat.com

## عَیبر

یہ جعفر کے وزن پر ہے۔ اسے عابر بھی پڑھا گیا ہے۔ ابن حبیب نے ان کی عمر ۴۳۴ سال لکھی ہے۔ ابن کلبی نے ان کی عمر ۴۶۳ سال لکھی ہے۔ علامہ جوانی نے لکھا ہے کہ یہ ہی حضرت ہود علیہ السلام تھے۔ امام سہیلی اور حافظ نے لکھا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کے نسب میں راجح قول یہ ہے۔ ھود بن عبداللہ بن رباح بن حادر بن عاد بن عوص بن آدم بن سام بن نوح۔

علامہ جوانی نے ان کی والدہ کا نام رجانہ لکھا ہے یہ پاکیزہ خواتین میں سے تھیں۔

علامہ سہیلی اور توزری نے تاریخ طبری سے تحریر کیا ہے کہ عابر اور فالخ کے مابین ایک باپ قینان بھی ہیں۔ توزری نے اسے قین لکھا ہے۔ تورات میں اس کا ذکر نہیں کیونکہ یہ جادوگر تھا۔ لیکن ابن حزم نے طبری کی گرفت کی ہے کہ تورات میں ان کے اجماع سے یہ نسب ثابت ہے۔

## شالخ

امام سہیلی نے اس کا معنی الرسول یا الوکیل لکھا ہے۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ انہوں نے ۳۶۳ سال زندگی بسر کی۔ ابن حبیب نے ان کی عمر ۴۳۳ سال اور ابن کلبی نے ۴۹۳ سال لکھی ہے۔ یہ اپنے والد کے وصی تھے۔

## ارفخشذ

بعض نے اسے ارنخشذ لکھا ہے۔ بعض نے اسے الفخشذ لکھا ہے۔ صاحب "النور" نے اسے الفشخذ لکھا ہے۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد روشن چراغ ہے۔ شاذ سریانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا معنی روشنی ہے۔ ان کی والدہ الملوک بن خنوع کی بیٹی تھی۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ انہوں نے ۴۰۳ سال زندگی بسر کی۔ یہ اپنے باپ کے وصی تھے۔ ابن حبیب نے ان کی عمر ۴۶۰ سال لکھی ہے۔ جبکہ ابن کلبی نے ان کی عمر ۴۶۸ سال لکھی ہے۔ ان

Marfat.com

کے بیٹوں کے نام عابر، مالک اور قینان تھے۔انہوں نے سب سے پہلے علمِ نجوم میں غور وفکر کیا۔انہوں نے یہ علم خالی تنور سے حاصل کیا۔طوفان سے قبل اس میں ہر علم لکھ دیا گیا تھا۔ اسے زمین میں دفن کر دیا گیا تھا۔انہوں نے یہ علم وہاں سے سیکھ لیا۔

## سام

امام احمد، امام ترمذی اور امام مالک نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے فرمایا: ''سام ابوعرب حام ابوحبش اور یافث ابوروم ہیں۔'' بزار، ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''حضرت نوح کے تین بیٹے تھے۔سام، حام، یافث سام سے عرب، فارس اور روم والے پیدا ہوئے۔ان میں بھلائی ہے۔ یافث سے یاجوج اور ماجوج پیدا ہوئے۔ترک اور صقالبہ پیدا ہوئے۔ان میں بھلائی نہیں۔حام سے قبط، بربر اور اہل سوڈان پیدا ہوئے۔'' اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

امام نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ''جب حضرت نوح علیہ السلام کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سام کو وصیت کی۔طوفان سے قبل ان کی عمر ۹۸ سال تھی۔یہ ان کی پہلی اولاد تھی۔ابن ہشام نے لکھا ہے کہ یہ اپنے باپ کے وصی تھے۔ یہ اہلِ زمین کے سرپرست تھے۔حضرت وہب نے لکھا ہے حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ ان کے ساتھ حضرت سام کی قبر تک پہنچے۔انہوں نے کہا: ''سام! اللہ تعالیٰ کی اذن سے مجھے جواب دو۔'' وہ رب تعالیٰ کی قدرت سے کھجور کی طرح کھڑے ہو گئے۔حضرت عیسیٰ: ''تم نے کتنی عمر پائی ہے۔'' سام: ''میں نے چار ہزار سال زندگی پائی۔'' حضرت عیسیٰ: ''یہ دنیا کیسے ہے؟'' سام: اس گھر کی طرح جس کے دو دروازے ہوں۔اس میں داخل ہوا دوسرے سے نکل گیا۔یہ موت سے گھبراتے تھے۔حضرت نوح علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ سام پر موت طاری نہ کرے۔حتیٰ کہ وہ خود موت کے بارے سوال کریں۔حضرت سام بیمار ہو

Marfat.com

گئے۔ مرض شدت اختیار کر گئی۔ بڑھاپا بھی تھا۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے موت کا سوال کیا اور ان کا وصال ہو گیا۔ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے۔ دمشق کے گرد و نواح میں مدینہ ایوب میں حضرت سام کی قبر ہے۔"

## تنبیہ

شیخ برھان الدین ناجی نے کنز الراغبن میں لکھا ہے کہ حضرت سام نبی نہ تھے۔ لیکن ابواللیث سمرقندی نے "بستان" میں اس کے برعکس لکھا ہے۔ ابن سعد نے الطبقات میں اور زبیر بن بکار نے الموفقیات میں کلبی سے روایت کی ہے کہ حضرت سام نبی تھے۔ لیکن کلبی متروک ہے۔

## حضرت نوح علیہ السلام

یہ رب تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ امام نووی نے لکھا ہے یہ عجمی نام ہے۔ یہ منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ عربی ہے اور ناح ینوح سے مشتق ہے۔ کیونکہ یہ ہمہ وقت گریہ وزاری میں مشغول رہتے تھے اس لیے نوح کے نام سے معروف ہوئے۔ اس گریہ کے سبب میں اختلاف ہے۔ اس کا ایک سبب یہ لکھا گیا ہے کہ وہ اپنی قوم پر گریہ زاری کرتے تھے۔ ان پر افسوس کرتے تھے کیونکہ وہ توبہ کے بغیر غرق ہوئے تھے۔ ان کے نام کے بارے اور بھی بہت کچھ کہا گیا ہے۔ جس کی کوئی اصل نہیں۔

ایک گروہ نے لکھا ہے کہ ان کا نام عبد الغفار تھا۔ یہ آدم ثانی ہیں کیونکہ حضرت آدم کی اولاد حضرت نوح سے ہی چلی۔ طبرانی نے حضرت ابوامامہ سے ثقہ راویوں سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "حضرت نوح اور حضرت آدم علیہما السلام کے مابین دس صدیاں تھیں۔"

امام شعبی نے لکھا ہے "رب تعالیٰ نے حضرت نوح کو قابیل کی اولاد اور ان کے پیروکاروں کی طرف بھیجا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد کے دو گروہ تھے۔ ایک پہاڑوں پر جبکہ دوسرا میدانوں میں رہتا تھا۔ پہاڑی علاقوں کے مرد خوبصورت

Marfat.com

اور عورتیں بدصورت جبکہ میدانی علاقے کی عورتیں خوبصورت اور مرد بدصورت تھے۔ قابیل کی اولاد میں بے حیائی پھیل گئی۔ رب تعالیٰ نے ان میں حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ اس وقت ان کی عمر پچاس سال تھی۔ وہ ان میں ۹۵۰ سال رہے۔ وہ انہیں رب تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے رہے۔ انہیں ڈراتے رہے مگر انہوں نے لبیک نہ کہا۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے عرض کی۔

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ (نوح:۲۶)

ترجمہ: ”اے میرے رب نہ چھوڑ روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا۔“

جب ان کی دعا طوالت اختیار کر گئی۔ قوم کی سرکشی اور اذیت لمبی ہو گئی تو انہوں نے رب تعالیٰ سے التجا کی۔ رب تعالیٰ نے ان پر وحی کی۔

اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ۔ (ھود:۳۶)

ترجمہ: ”بے شک ایمان نہیں لائیں گے آپ کی قوم سے مگر وہ ہی جو ایمان لا چکے ہیں۔ جب انہیں علم ہو گیا کہ ان کی پشت اور رحموں میں ایمان لانے والا کوئی نہیں تو انہوں نے یہ دعا مانگی۔“

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ (نوح:۲۶)

ترجمہ: ”اے میرے رب! نہ چھوڑ روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا۔“

رب تعالیٰ نے انہیں کشتی بنانے کا حکم دیا۔ انہوں نے عرض کی: ”مولا! لکڑی کہاں سے لاؤں؟“ رب تعالیٰ نے فرمایا: ”درخت لگا لیں۔“ انہوں نے ساج کا درخت لگایا۔ انہیں چالیس سال گزر گئے۔ حضرت نوح قوم کے لیے بددعا کرنے سے رک گئے۔ رب تعالیٰ نے قوم کی عورتوں کو بانجھ کر دیا۔ ان کے ہاں بچے نہ ہوتے تھے۔ جب درخت بڑا ہو گیا تو رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اسے کاٹیں اسے خشک کریں پھر اس سے کشتی بنائیں۔ رب تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ وہ کیسے کشتی بنائیں۔ انہوں نے ایک طرف کشتی کا دروازہ رکھا۔ کشتی اسی ذراع طویل پچاس ذراع چوڑی تھی۔ وہ تیس ذراع بلند تھی۔“

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''اس کی لمبائی چھ سو ذراع تھی۔ رب تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ہر جانور جوڑا جوڑا سوار کر لیں۔ رب تعالیٰ نے بحر و بر کے جانوران کے سامنے حاضر کر دیے۔ انہوں نے سب سے پہلے طوطا اور سب سے آخر میں گدھا سوار کیا۔ روایت ہے کہ کشتی میں صرف سات مومن تھے۔ حضرت نوح، ان کے فرزند سام، حام، یافث اور ان کی بیویاں'' دوسرے قول کے مطابق ان کی تعداد آٹھ یا دس تھی۔ ایک اور قول کے مطابق ان کی تعداد ۷۲ یا ۸۰ تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر سارے انبیاء کرام سے طویل تھی۔ ایک روایت کے مطابق ان کی عمر ۱۳۰۰ سال تھی۔ جب وحی آئی تو ان کی عمر ۳۵۰ سال تھی۔ ۹۵۰ سال تک انہوں نے تبلیغ کی۔

''المطلع'' میں ہے ''شیطانوں میں سے صرف دو شیاطین نے اسلام قبول کیا ہے۔ حضور ﷺ کے شیطان نے اور حضرت نوح علیہ السلام کے شیطان نے۔ ابلیس نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا: ''مجھ سے پانچ باتیں سیکھ لیں''۔ انہوں نے فرمایا: ''میں تیری تصدیق نہیں کروں گا۔'' رب تعالیٰ نے ان پر وحی کی ''اس کی تصدیق کرو'' انہوں نے کہا ''بتاؤ'' ابلیس: تکبر سے بچیں۔ میں اس آفت میں تکبر کی وجہ سے پھنسا ہوں۔ حسد سے بچیں قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد کی وجہ سے ہی قتل کیا تھا۔ طمع سے بچیں۔ آدم کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا طمع کی وجہ سے ہوا تھا۔ حرص سے بچو۔ حواء کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا حرص کی وجہ سے ہوا تھا۔ طویل امیدی سے بچو۔ آدم و حوا کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا وہ طول امل کی وجہ سے ہوا تھا۔''

رب تعالیٰ نے حضرت نوح کو عبداً شکوراً فرمایا ہے۔ فریابی، ابن جریر اور حاکم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کپڑے پہنتے یا کھانا کھاتے تو رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ رب تعالیٰ نے انہیں عبداً شکوراً فرما دیا۔

امام نسائی، حاکم اور بزار نے ایک انصاری صحابی سے حضرت نوح علیہ السلام کی وصیتوں کو یوں روایت کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ''میں تمہیں وصیت کرتا

Marfat.com

ہوں۔ ان میں کوتاہی تو ہو جائے لیکن انہیں بھولنا ہرگز نہیں۔"میں تمہیں دو چیزوں کی وصیت کرتا ہوں۔ دو چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں جن دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں ان سے رب تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے۔ اس کی صالح مخلوق بھی اس سے خوش ہو جاتی ہے۔ میں تمہیں لا الٰہ الا اللہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر زمین و آسمان کسی حلقہ میں ہوں تو یہ کلمہ انہیں توڑ کر رکھ دے۔ اگر یہ کلمہ کسی پلڑے میں ہو تو اسے جھکا دے۔ میں تمہیں "سبحان اللہ و بحمدہٖ" کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ مخلوق کی نماز (ذکر) اور انس کے ذریعہ رب تعالیٰ مخلوق کو رزق دیتا ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ (الاسراء:۴۴)

ترجمہ:"اور (اس کائنات میں) کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اس کی حمد کرتے ہوئے لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے بیشک بہت بردبار بہت بخشنے والا ہے۔"

میں جن دو چیزوں سے روکتا ہوں وہ ایسی ہیں جن سے رب تعالیٰ بھی اور اس کی صالح مخلوق چھپ جاتی ہے۔ میں تمہیں شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔"

## تنبیہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔"ایک دن حضرت نوح علیہ السلام نے غسل کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کا بیٹا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا:"تو میری طرف دیکھتا ہے جبکہ میں غسل کر رہا ہوں۔ رب تعالیٰ تیرا رنگ سیاہ کرے۔"اس کا رنگ کالا ہو گیا۔ یہی سوڈان کے باپ ہیں۔ اس روایت کو حاکم نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ امام ذھبی نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ اس کی سند میں محمد بن عبد الرحمان ہے۔ محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

Marfat.com

امام احمد، ابن سعد، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس مٹی سے تخلیق کیا جسے ساری زمین سے اکٹھا کیا گیا۔ اس مٹی کے مطابق اولادِ آدم کی رنگت ہوتی ہے۔ ان میں سے بعض سرخ، بعض سفید، بعض کالے اور بعض ان کے مابین ہیں۔ اسی کے مطابق سخت، نرم، خبیث اور عمدہ ہیں۔

## لامک

التیجان میں ہے کہ لامک عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ جبکہ عربی میں لمک ہے۔ سریانی میں لمخ ہے۔ اس کا معنی ''متواضع'' ہے۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے عود، غناء اور پانی کے حوض بنائے۔ ابن ہشام نے لکھا ہے انہوں نے ۷۷۰ سال عمر بسر کی۔

## متوشلخ

ابن حبیب نے لکھا ہے کہ انہوں نے ۹۶۰ سال عمر پائی۔ جوانی نے ان کی والدہ کا نام بروخا لکھا ہے۔ ان کے بھائی بھی تھے لیکن وہ لاولد تھے۔ یہ ہی اپنے باپ کے وصی تھے۔

## خنوخ

گمان کیا جاتا ہے کہ یہی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ حاکم نے المستدرک میں لکھا ہے کہ حضرت وھب سے پوچھا گیا ''حضرت ادریس کون تھے؟'' انہوں نے کہا: ''وہ ابونوح کے دادا تھے۔'' دوسری روایت کے مطابق یہ ان کے دادا تھے۔ حافظ نے لکھا ہے کہ پہلا قول درست ہے شاید دوسرے قول کو مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔ باپ کا دادا، دادا ہی ہوتا ہے۔

انہوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کے دادا تھے۔ حافظ کہتے ہیں اس میں اعتراض کی گنجائش ہے۔ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حسن سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''الیاس ہی ادریس ہیں اور حضرت

Marfat.com

یعقوب ہی اسرائیل ہیں۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت ہے مگر اس کی سند ضعیف ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت الیاس ہی ادریس ہیں تو یہ لازم آئے گا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں نہ کہ حضرت نوح علیہ السلام ان کی اولاد میں سے ہوں۔ سورۃ الانعام میں رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ (سورۃ الانعام: ۸۴،۸۵)

ترجمہ: "اور نوح کو ہم نے ہدایت دی تھی ان سے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (راہِ راست دکھائی) اور اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو اور (ہم نے ہدایت دی) زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔"

اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت الیاس حضرت نوح کی اولاد میں سے ہیں خواہ ہم کہیں کہ رب تعالیٰ کے اس فرمان "و من ذریتہ" میں ضمیر نوح علیہ السلام کے لیے ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا۔ وہ لازماً حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا۔

ابن اسحاق نے "المبدأ" میں لکھا ہے کہ الیاس بن فنحاص بن عیزان بن ہارون بن عمران ہیں حاکم نے المستدرک میں لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ادریس علیہ السلام ان سے پہلے تھے۔ اکثر صحابہ کرام کا قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام سے پہلے تھے۔ علامہ ابن عربی نے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دادا نہ تھے۔ وہ تو بنو اسرائیل میں سے تھے۔ کیونکہ روایت ہے کہ وہ بنو اسرائیل سے تھے کیونکہ انہوں نے شب معراج حضور ﷺ کا اس طرح استقبال کیا تھا۔

Marfat.com

"مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح" اگر وہ آپ کے اجداد میں سے ہوتے تو "الابن الصالح" سے استقبال کرتے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا۔ یہ عمدہ استدلال ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ تواضع اور تلطف کے لیے ہے۔ لیکن یہ اس طرح نہیں ہے۔ امام نووی کا اشارہ یہی ہے۔

ابن اسحاق کا یہ قول کہ خنوخ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں اہلِ کتاب سے ماخوذ ہے۔ علامہ مازری نے لکھا ہے کہ مؤرخین کہتے ہیں حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دادا تھے۔ اگر دلیل مل جائے کہ حضرت ادریس علیہ السلام رسول تھے۔ تو پھر نسابین کا یہ قول درست نہیں کہ وہ حضرت نوح سے پہلے تھے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حدیث شفاعت میں ہے: "حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں رب تعالیٰ نے اہلِ زمین کی طرف بھیجا۔ اگر کوئی دلیل قائم نہ ہو تو پھر ان کا قول درست ہے حالانکہ صحیح قول یہی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نبی تھے رسول نہ تھے۔"

امام سہیلی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت اس بات کی تصریح کرتی ہے کہ حضرت آدم اور حضرت ادریس رسول تھے۔ طبرانی، حاکم اور ابن حبان نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نبی اور رسول تھے۔ سب سے پہلے انہوں نے قلم کے ساتھ لکھا تھا۔" امام حاکم نے ضعیف سند سے حضرت سمرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ادریس سفید رنگت والے، لمبے قد والے، بڑے پیٹ والے چوڑے سینے والے تھے۔ ان کے سر پر بہت زیادہ بال تھے لیکن جسم کے بال کم تھے۔ ان کی ایک آنکھ دوسری سے بڑی تھی۔ ان کے جسم پر مرض کے بغیر سیاہ نقطے تھے۔ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ ان کی آواز نرم تھی۔ انہیں ادریس اس لیے کہا جاتا تھا کیونکہ وہ اللہ کی کتب اور اسلام کی سنن پڑھتے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے کپڑے سیے۔ انہیں پہنا۔ اس سے قبل لوگ کھالیں پہنتے تھے۔ ایک ہزار انسانوں نے ان کی صدا پر لبیک کہا۔ جب رب تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا تو انہوں نے ان کے بعد اختلاف کیا اور بدعتیں پیدا کیں۔ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے ۳۶۵ سال زندگی بسر کی۔

Marfat.com

"المطلع" میں ہے کہ ادریس کو سریانی میں خنوخ کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی بہت زیادہ عبادت کرنے والا ہے۔ ادریس اعجمی اور غیر منصرف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ الدرس یا الدراسۃ سے مشتق ہے کیونکہ وہ بہت زیادہ کتابیں پڑھتے تھے۔ انہیں حضرت آدم اور حضرت شیث علیہما السلام کے صحیفے یاد تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ۵۱ جبکہ حضرت شیث علیہ السلام پر ۲۰ صحیفے نازل ہوئے۔ ان پر تیس صحیفے نازل ہوئے۔ وہ سب کو یاد کرتے اور پڑھتے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے سیاہ اور سب سے پہلے علم ہیئت کے بارے خبر دی۔ حساب اور ستاروں کے بارے تائید سماوی سے بتایا۔ رب تعالیٰ نے انہیں ان کی دعا کی وجہ سے اٹھالیا تھا۔ انہوں نے رب تعالیٰ کی اتنی عبادت کی حتیٰ کہ ملائکہ نے ان کی رفاقت کی تمنا کی۔

## یَرْد

ابن ہشام نے التیجان میں لکھا ہے کہ تورات میں ان کا نام یارد ہے۔ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی "ضابط" ہے۔ انجیل میں ان کا نام یَرْد ہے۔ عربی میں اس کا معنی "ضبط" ہے۔ وہ رب تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے تھے۔ انہوں نے ۹۶۲ سال عمر پائی۔ یہ اپنے والد کے وصی تھے۔ ابن حبیب نے ان کی عمر ۸۹۵ سال لکھی ہے۔

## مھلاییل

امام سہیلی نے لکھا ہے کہ اس کا معنی الممدح ہے۔ التیجان میں ہے کہ یہ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق زمین کے نگران بنے۔ انجیل میں ان کا نام مھلاییل ہے جس کا معنی "یسبح اللہ" ہے۔ انہوں نے ۲۲۰ سال کی عمر میں وصال کیا۔ امام سہیلی نے لکھا ہے "ان کے زمانہ میں بتوں کی عبادت شروع ہوئی۔"

## قینن

یہ جعفر کے وزن پر ہے۔ اسے قینان بھی پڑھا گیا ہے۔ "التیجان" میں ہے کہ قینان

Marfat.com

عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں اسے ''مستوی'' کہتے ہیں۔ انجیل میں ان کا نام قاینان ہے۔ عربی میں اس کا معنی عیسیٰ ہے۔ یہ اپنے باپ کے وصی تھے۔ ان کے جانشین تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حق قائم کیا۔ انہوں نے ۱۲۰ سال عمر گزاری۔ ''النور'' میں ہے میرے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ انہوں نے ہی انطاکیہ کا شہر بسایا تھا۔

## یانش

التیجان میں ہے کہ سریانی میں اسے انوش کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں اس کا معنی صادق ہے۔ یہی زمین میں رب تعالیٰ کے امر کے والی تھے۔ وہ رب تعالیٰ کے حکم پر عمل پیرا رہے۔ حتیٰ کہ ان کی عمر ۹۵۰ سال ہوگئی۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے کھجور لگائی۔ خانہ کعبہ کے دروازے لگائے۔ دانہ کاشت کیا۔ ابوالعباس احمد بن قاضی نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے دانہ کاشت کیا۔ وہ کاشتکاری کرتے تھے۔ جوانی نے لکھا ہے کہ ان کی والدہ کا نام لبود بنت آدم تھا۔

## صیث

اسے شیث اور شیاث بھی پڑھا گیا ہے۔ اسے منصرف اور غیر منصرف بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کا معنی ہبۃ اللہ یا عطیۃ اللہ ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ اس کا معنی نُصب ہے کیونکہ ان پر اور ان کی اولاد پر دینا نصب کی گئی۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد میں سے باجمال، افضل تھے۔ یہ حضرت آدم کے مشابہ تھے۔ ان کو سب سے پیارے تھے۔ یہ اپنے والد گرامی کے وصی اور ولی عہد تھے۔ یہ سارے انسانوں کے باپ ہیں۔ سارے انسانوں کے نسب ان تک جاتے ہیں انہوں نے زندگی کے ۹۱۲ سال گزارے۔

## آدم

ان کی کنیت ابوالبشر، آدم اور خلیفہ ہے۔ آدم سریانی زبان کا لفظ ہے۔ اہلِ کتاب انہیں

Marfat.com

آدام کہتے ہیں۔علم اور عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔علامہ ثعلبی نے لکھا ہے عبرانی میں مٹی کو آدام کہا جاتا ہے۔اسی لیے انہیں آدم کہا جانے لگا۔علامہ جوھری اور جوالیقی نے لکھا ہے کہ یہ عربی زبان کا اسم ہے۔اس کے مادہ اشتقاق میں اختلاف ہے۔بعض نے کہا ہے کہ یہ الادمۃ سے افعل کے وزن پر ہے۔بعض نے کہا ہے الادیم سے افعل کے وزن پر ہے۔ کیونکہ انہیں سطح زمین سے بنایا گیا۔

ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ آدم کو آدم کیوں کہا جاتا ہے؟ کیونکہ انہیں سطح زمین سے بنایا گیا۔انہوں نے کہا ہے کہ اعین کی مانند ہے۔وزن اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ "اَدَمْتُ بَیْنَ الشیئین" سے مشتق ہے۔جب میں دو چیزوں میں مل جاؤں کیونکہ وہ پانی اور مٹی سے تخلیق کے گئے۔قاسم بن محمد نے الدلائل میں لکھا ہے کہ اگر یہ ادیم الارض سے مشتق ہو تو یہ فاعل کے وزن پر ہے۔اس میں ہمزہ اصلی ہوگا۔یہ الادمۃ سے افعل کے وزن پر ہے۔امام سہیلی نے لکھا ہے۔"یہ قول درست نہیں کیونکہ کوئی ممانعت نہیں کہ یہ الادیم سے مشتق ہو۔یہ افعل کے وزن پر ہو۔ہمزہ زائدہ ہمزہ اصلیہ پر داخل ہو گیا ہو۔" خلیفہ رب تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ (البقرۃ:۳۰)

ترجمہ: "بیشک میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔"

خلیفہ وہ ہوتا ہے جو اپنے سے پہلے کا جانشین ہوتا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام اس قوم کے بعد آئے جنہیں "الجان" کہا جاتا تھا۔یا اس لیے کہ وہ آسمانی ملائکہ کے جانشین بنے۔"البشر" انہیں رب تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہا جاتا ہے:

اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝۷۱ (ص:۷۱)

ترجمہ: "میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کیچڑ سے۔"

دوسرا قول یہ ہے کہ بڑے بڑے امور سرانجام دینے کی وجہ سے انہیں بشر کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

تیسرا قول یہ ہے کہ ان کے چہرے کی بشاشت کی وجہ سے انہیں بشر کہا جاتا ہے۔ انہیں الانسان رب تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝۱ (الدھر:۱)

ترجمہ: ''بے شک گزرا ہے انسان پر زمانہ میں ایسا وقت جبکہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔''

اپنی جنس سے انس کی وجہ سے انہیں انسان کہا جاتا ہے۔ انسان وہ ہوتا ہے جس میں دو چیزیں پائی جائیں۔ وہ دوسرے سے پیار کرے۔ دوسرا اس سے پیار کرے۔ بعض نے اسے النوس سے مشتق مانا۔ حرکۃ کو النوس کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اپنی کوشش میں بہت زیادہ حرکت کرتا ہے۔ یا اسے الایناس کی وجہ سے الانسان کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی دیکھنا ہے کیونکہ یہ اپنی بصارت اور بصیرت سے ادراک کر لیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے مختلف آیات طیبات ہیں۔ کسی جگہ فرمایا:

خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ۔ (آل عمران:۵۹)

کسی جگہ فرمایا:

مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ۔ (الصّٰفّٰت:۱۱)

ترجمہ: ''لیسدار کیچڑ سے بنایا اسے مٹی سے۔''

کسی جگہ فرمایا:

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۲۶ (الحجر:۲۶)

ترجمہ: ''کھنکھناتی ہوئی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار گارہ تھی۔''

کسی جگہ فرمایا:

مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝۱۴ (الرحمٰن:۱۴)

ترجمہ: ''بجنے والی مٹی سے ٹھیکری کی مانند۔''

علماء کرام نے لکھا ہے ''یہ ساری آیات ایک اصل کی طرف لوٹتی ہیں۔ ان سے مراد وہ مٹی

Marfat.com

ہے جس کی اصل طین ہے۔ رب تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ جب اس نے انہیں مٹی سے تخلیق کیا تو انہیں طین بنایا۔ پھر حماٴ مسنون بنایا۔ پھر صلصالا کالفخار بنایا۔ امام ثعلبی نے لکھا ہے کہ رب تعالیٰ کے اس فرمان جو اس نے ابلیس کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿٧٦﴾ (ص: ٧٦)

ترجمہ: ''تو نے پیدا کیا ہے مجھے آگ سے اور پیدا کیا ہے اسے کیچڑ سے۔''

اس کی تفسیر میں علماء نے لکھا ہے کہ رب کے دشمن نے آگ کو مٹی پر فضیلت دینے میں غلطی کی۔ کیونکہ مٹی کئی اعتبار سے آگ سے افضل ہے۔

① مٹی کے خواص میں سے سکون، وقار، حلم، عاجزی، حیاء اور صبر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اور عاجزی کا یہی سبب تھا۔ رب تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ انہیں چن لیا۔ جبکہ آگ کے خواص میں خفت، طیش، حدت، ارتفاع اور اضطراب ہے۔ یہ امور ابلیس کے تکبر کا سبب بنے۔ اسے لعنت اور ہلاکت کا سبب بنا دیا۔

② جنت کی مٹی مشک کی ہے۔ اس میں آگ نہیں ہے۔

③ آگ عذاب کا سبب ہے لیکن مٹی اس کے برعکس ہے۔

④ مٹی مختلف امور کو جمع کرنے کا سبب ہے جبکہ آگ مختلف امور کو متفرق کر دیتی ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''حضرت آدم علیہ السلام کو روزِ جمعۃ المبارک کو تخلیق کیا گیا۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کئی امور میں فضیلت عطا فرمائی ہے۔

① انہیں اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا۔

② انہیں ملائکہ سے سجدہ کرایا۔

③ انہیں اپنی جنت میں سکونت دی۔

④ انہیں چن لیا۔

⑤ ان کی اولاد کی تکریم کی۔

Marfat.com

- ۶ انہیں سارے اسماء کی تعلیم دی۔
- ۷ انہیں پہلا نبی بنایا۔
- ۸ وہ علم سکھایا جسے ملائکہ بھی نہیں جانتے تھے۔
- ۹ ان کی نسل سے انبیاء اور مرسلین پیدا فرمائے۔ صدیقین اور اولیاء پیدا فرمائے۔"

تاریخ کی کتب میں ہے کہ انہوں نے ایک ہزار سال زندگی پائی۔

Marfat.com

# "انا ابن العواتك والفواطم" کا مفہوم

سعید بن منصور، طبرانی، ابن عساکر نے ثقہ راویوں سے روایت کی ہے۔ اس روایت کو حافظ، ناقد ضیاء الدین مقدسی نے صحیح کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں سلیم میں سے عواتک کا فرزند ہوں۔" ابن عساکر نے حضرت قتادہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے کسی غزوہ میں فرمایا: "انا النبی لا کذب، انا عبدالمطلب، انا ابن العواتك۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھوڑا دوڑایا۔ آپ کا گھوڑا آگے نکل گیا آپ نے فرمایا: "میں عواتک کا فرزند ہوں۔ یہ گھوڑا گویا کہ سمندر ہے۔" ابن عساکر نے روایت کیا یہ کہ احد کے روز حضور ﷺ نے فرمایا تھا: "میں فواطم کا فرزند ہوں۔"

القاموس میں ہے "عتك يعتك" کا معنی جنگ میں پلٹ کر حملہ کرنا ہے اور "عتكت المرأة" سے مراد یہ ہے کہ عورت کا شرافت اور سرداری میں بلند منصب ہونا ہے۔ کریم اور خالص کو عاتک کہا جاتا ہے۔ عاتکہ اس کھجور کو بھی کہا جاتا ہے۔ جس کا گابھا لگایا جائے۔ خوشبودار عورت کو بھی عاتکہ کہا جاتا ہے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ لغت میں عاتکہ کا معنی طاہرہ ہے۔ صحاح اور قاموس میں ہے کہ حضور ﷺ کی جدات میں سے نو عواتک ہیں۔ تین بنوسلیم میں سے ہیں۔ عاتکہ بنت ہلال، ہاشم کے دادا کی والدہ۔ عاتکہ بنت مرہ۔ ہاشم کی والدہ، عاتکہ بنت الاوقص۔ ام وھب ام عبدمناف بن زهرة۔ یہ حضور ﷺ کے نانا کی والدہ تھی۔ حضور ﷺ کے ننھال کی ساری عواتک بنوسلیم کے علاوہ ہیں۔ "نہایہ" میں ہے کہ بنوسلیم کی عواتک تین ہیں۔ لیکن انہوں نے

Marfat.com

لکھا ہے عاتکہ بنت ہلال عبدمناف ابوقصی کی والدہ تھیں۔ صحاح اور قاموس میں ہے قصی والد عبدمناف کی والدہ عاتکہ ہوگی۔ ہر حال میں کہا گیا ہے کہ ام قصی اور ان کے بیٹے عبدمناف دونوں کی مائیں عاتکہ تھیں۔ یا تو ان میں سے ہر ایک کا نام عاتکہ تھا۔ یا ایک کا نام اور دوسری کا لقب تھا۔

''نہایہ'' میں ہے عواتک میں سے پہلی دوسری کی پھوپھی اور تیسری کی پھوپھی ہے۔ ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی جدات میں سے چودہ عواتک تھیں۔ تین قریشی، چار سلیمات، دو عدوانیہ، ھذلیہ، قحطانیہ، ثقفیہ، اسدیہ، خزیمیہ، قضاعیۃ۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی جدات میں سے فواطم دس ہیں۔ عواتک اور فواطم کے آباء میں اختلاف کی وجہ سے میں ان کا تذکرہ نہیں کرتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ساری جدات پاکیزہ تھیں۔ ان کے زیادہ شرف یا شہرت کی وجہ سے عواتک اور فواطم کو مختص کیا گیا۔

امام حلیمی نے لکھا ہے کہ اس نے ان پر فخر کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ مذکورہ خواتین کے مراتب اور مقامات سے آگاہ کرنا مقصود تھا۔ جس طرح کہ ایک شخص کہے ''میرے والد فقیہ تھے۔'' اس کا ارادہ فخر کرنے کا نہیں بلکہ وہ دوسروں کو چھوڑ کر اس کی تعریف کرنا چاہتا ہے۔ شاید آپ ﷺ کا ارادہ ہو کہ آپ ﷺ اس نعمت کا شکر ادا کریں جو رب تعالیٰ نے آپ ﷺ پر آپ ﷺ کے آباء اور جدات پر کی ہے۔ اس میں فخر نامی چیز نہیں ہے۔

❁❁❁

Marfat.com

# رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب پاک

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

مصنف:

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

Marfat.com